

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....

७२३

535 6559
24-11-27

معیار البلاغة

رسالہ زبان اردو در بیان علوم معانی و بیان و بدیع و عروض و قافیہ و اقسام نظم و نثر و فصاحت

مصنفہ

دیر باوقیر تحریر عظیم النظم سحبان عصر حسان دہرا لعلی لودھی ذوی المراتب الصائب بن مکر و مکر و مکر

منشی دیبی پریاد صاحب متخلص بہ سحر بدایونی

ڈپٹی انسپکٹر مدراس ضلع بدایون

بعد نظر ثانی مصنف مدح و اشعار فوائد و نکات و محاورات مطبوعہ بدایون

حسب خواہش شائقان

بار سوم

بقام لکھنؤ

مطبع نامی منشی نول کشور میں کمال خوش اسلوبی چھپا

بماہ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء

انسان کمال و انسان شرف

نویسنده: شیخ محمد علی قزوینی
مترجم: شیخ محمد علی قزوینی
موضوع: اخلاقیات و فضیلت



مطبع: مطبعه مطهریه، تهران، خیابان مطهریه، پلاک ۱۰۰

مطبعه مطهریه

زمین پر دسام رہ گیا۔ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا۔ یعنی ایسے ایسے مرد جیسے رستم و سام لطیف
 شعر پر خوش باقی ہیں بھی ہر مرد اسود امین بننا ہو۔ نہ کیسے اسکو گر خطی تو پھر کیسے کہ کیا کیسے یا استلذذ طبع
 میر حسن شعر مرے نوجوان مین کہ ہر جاؤں پر نہ نظر تو نے بچھرنہ کی بے نظیر۔ نام بے نظیر کا لذت طبع کے
 واسطے مذکور ہوا یا رحم دلانے کے لیے شعر ملا پر ترے ناتے کا پتا اولیٰ بیچھان ڈالے ترے مجنون
 نے بیابان کتے۔ ترے مجنون رحم دلانے کے لیے مذکور ہوا۔ کبھی نقادوں کے لیے۔ جیسے جواں بخت
 اس شعر میں۔ ذون شعر ای جواں بخت مبارک ترے سر پر سہرا۔ آج ہو مین و سعادت کا
 ترے سر سہرا۔ کبھی واسطے تبرک کے نسیم شعر بولا وہ خدا خدا کروا وہ ہو جملہ جہان کا مالک اللہ
 کبھی واسطے کناہ ایسے معنی کے جو علم سے نکلتے ہوں۔ جیسے شیر افغان خان آئے جبکہ کناہ اُسکے شجاع
 ہونے سے ہو۔ غالب شعر دیا ہو غلن کو کسی تا اُسے نظر نہ لگے۔ بنا ہو عیش تحل حسین خان کے لیے۔
 کسی اعجاز عظیم نظیر کے لیے آتا ہو۔ مومن شعر عری غلامی کی دولت سے خاک پاے بلال۔ سفیدہ مرغ فغفور
 چین و قیصر روم و فغفور و قیصر اس لیے مذکور ہو جس سے خاک پاے بلال کی عظمت ظاہر ہو کبھی
 حیران و متوش کر دینا سامع کا منظور ہوتا ہو۔ قشی شعر کہ سہراب کا کام آخر ہوا۔ نشان مٹ گیا نام
 آخر ہوا۔ اگر کتا کہ تیرے بیٹے کا کام نام ہوا۔ تو سامع کہ تشویش نہوتی جو سہراب کے نام سے
 ہوئی کبھی مسند الیہ لقب و کنیت کے ساتھ آتا ہو یہ بھی کبھی تحقیر کے لیے ہوتا ہو شعر کرتا ہو بوالفضل عیث
 لالت عاشقی۔ یہ عاشقی ہو بازی طفلان نہیں کوئی۔ بقا شعر دست ناصح جو رمی حیب کو اکبار لگا۔
 پناہ دیا۔ ایسا کہ پھر اس میں نہ رہے تار لگا۔ بوالفضل کنیت ناصح لقب ہو۔ مسند الیہ کو معروف باسم
 اشار دلاتے ہیں جہاں اُسکی تیز کامل منظور ہو۔ رنگین شعر یہ مراجی ہی جانے ہے ترے لکنت کے
 عالم کو۔ خدا اشارہ ہو کچھ تقریر مجھے ہو نہیں سکتی۔ لا اعلم شعر میں وہ نہیں کہ کروں سیر بوستان تنہا۔
 بہشت ہو تو نہ مسند کیجے باغبان تنہا۔ یا واسطے بیان قرب و بعد مسند الیہ کے لا اعلم شعر یار سے ہے
 لطف مولا کا آویہ ہو وہ نہ وہ یہ کوئی مختل ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہ وہ یہ۔ قریب کے لیے وہ بعید کیلئے
 لفظ اشارہ ہے۔ اشارہ قریب کبھی واسطے عظیم مسند الیہ کے آتا ہو ناسخ شعر یہ آدمی ہو
 کہ ہر سون جہاں رہتا ہے وہ دگر نہ ماؤ کو اک شب کمال رہتا ہے۔ امانت شعر کیا کیا انداز
 نکادٹ کے مین اس عشق کو یا وہ کر دیا کتنوں کو اُلفت کی ہو امین برباد۔ کبھی واسطے

تحقیق مسند الیہ کے مومن شعر ان نصیبوں پر کیا اختر شناس بہ آسمان بھی ہے ستم ایجاد کیا ہا اشارہ
 بصید بھی بغیر غنم تعلیم آتا جو جرات شعر در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آتا ہا یادہ راتوں کو سدھیں
 بد لکڑا تا ہا غالب شعر مر گیا پھوڑ کے سر قاب وحشی ہو ہو بیٹھا اُسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس ہا
 جو امر عزیز و معظم تھا اُسکی طرٹ لفظ وہ سے اشارہ کیا اور بغرض تحقیق شیفہ شعر وہ شیفہ کہ دھو مٹی
 حضرت کے نہ ہکی رہیں کیا کون کہ رات مجھے کس کے گھر ٹہرے سودا شعر نہ پڑھیو یہ غزل تودا تو بہ گز
 تیر کے آگے ہا وہ ان طرازون سے کیا واقعہ وہ یہ انداز کیا جانے ہا کبھی ہم اشارے کو حزن کر دیتے ہیں
 واسطے ترجم کے۔ ذوق شعر قاصد جو ان سے آیا تو شرمندہ میں ہوا ہا بیچارہ سینہ چاک گریبان
 وریدہ تھا ہا واسطے مذمت کے۔ تاسخ شعر تنگ آکر جب کہا میں نے کہ مر جاؤں کہیں ہا
 بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق عور ہے ہا کبھی اسم اشارہ کے بعد لفظ جو با کہ لاتے ہیں اور اسم
 موصول ہو جاتا ہا اُس سے کبھی یہ غرض ہوتی ہو کہ جو احوال مسند الیہ سے مختص ہو اور مخاطب
 کو اُسکا علم صرف نہ پہنچتا ہو اُسکے معلوم کرانے کو لاتے ہیں۔ تاسخ شعر اُسے
 جس سنگ پہ کھودی تھی شبیہ شیرین ہا قبر سرد کو لازم ہو اُسی کا تعویذ ہا یا جہان مسند الیہ
 کا نام مکروہ ہو۔ جرات شعر آج بھی اُسکے جو ملنے کی نہ ٹھہرے گی تو بس ہا ہم وہ کر بیٹھیں گے
 جو دل میں ہیں ٹھہرائے ہوئے ہا یعنی مر جائینگے۔ یا جس جگہ غرض کلام کی تاکید منظور ہو مصحفی
 شعر جو کھٹ پہ جسکی میں نے رور کے رات کافی ہا سنتا ہوں صبح کیا وہ همان کس کے گھر میں ہا موصول
 جو مصرع اول میں ہو کہ مقصود کلام میوفاتی معشوق ہو وہ شعر باے وہ دل کہ جسے میں نے
 بغل میں پالا ہا اب اُسے یوں ہا نہ ناوک شرکان و کیوں ہا یا جہان تعظیم و تحویف منظور ہو
 لا اعلم شعر بس اب آپ نشر یف یجائیے ہا گذرنی ہو جو کچھ گذر جائے گی ہا یعنی جو صد غم و غم
 و خطر ناک گذرنا ہو۔ یا واسطے اظہار خطا و تنبیہ مخاطب کے جرات شعر اب گذر انہیں اُس
 شوخ کے در پر اپنا ہا جسکے ہم گھر کو سمجھتے تھے کہ ہو گھر اپنا ہا غالب شعر عرض نیاز عشق کے
 قابل نہیں رہا ہا جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا ہا کبھی واسطے تعظیم غیر خبر کے تودا شعر
 زبان ہو شکر میں قاصر شکستہ بالی کی ہا کہ جسے دل سے شایا خلش جدا کی کا ہا موصول
 کی جو غیر خبر ہو خبر میں مدح کی ہو کبھی واسطے اہانت غیر خبر کے۔ وضی۔ شعر

لے کر آکر
 بجا رہی نہیں

موصول

لے کر آکر
 دیکھ لائے نہ آتا

معرفۃ القلوب
 لکھنؤ
 ۱۸۵۷ء

سلاطین

کتاب
 لکھنؤ
 ۱۸۵۷ء

بن عیش آدمی کی ذرا شان ہی نہیں ہے جسکو نوے عشق وہ انسان ہی نہیں ہے غیر خیر یعنی توسل کی
 خبر میں مذمت ہے۔ کبھی مسند الیہ معرفت بالاضافت آتا ہو۔ بغرض اختصار کلام متوسل شاعر کو اپنے جواب
 برا ہی دیا دے گا مجھے بیان نہ کیجئے عدو کے پیام کو کہ وہ کا پیام اختصار ہی اسکا کہ وہ پیام جو عدو نے
 بھیجا۔ ذوق شعر وہ آئین گھر ہمارے خدا کی قدرت ہو۔ کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں کہ
 اپنا گھر اختصار ہی اسکا کہ وہ گھر حسین ہم دہتے ہیں یا بغرض عظیم شان مضاف غالب شعر جان پنا یا
 دل و جان فیض سا شاہاہ وصی ختم رسل تو ہو لبنا اسے یقین ہے ختم رسل کا وصی ہونا باعث
 اعزاز مدوح ہو۔ بقا شعر دیکھ آئینہ جو کتنا ہو کہ اندر سے میں ہے اسکا میں چاہنے والا ہوں بقا
 واہ رے میں ہے یاد اسے عظیم شان مضاف الیہ کے۔ جیسے ہمارا کھوڑا لاؤ یعنی ہم ایسے ہیں کہ ہمارا
 کھوڑا ہو۔ بحر حسن شعر اسے ہو کوئی ہاں ذرا جانیو، مری عیش بائی کو لے آئیو، یا تحقیر مضاف
 متوسل شاعر کو اپنے جواب برا ہی دیا دے گا مجھے بیان نہ کیجئے عدو کے پیام کو کہ مضاف کرنے سے
 عدو کے کلام کی تحقیر ثابت کی یا تحقیر مضاف الیہ۔ تیر شعر فاقہ کو نہ بعد مرگ آیا تیر کے بار کی طرح دکھیو
 یا جیسے یہ سرکار کے سپاہی ہیں جبکہ کوئی جبین کی بات اس سے صادر ہو یا جہان تفضیل محال یا دشوار ہو یا
 ضرورت تفضیل ہو یا بد صورت تفضیل تقدیم و تاخیر میں ترجیح لازم آتی ہو جیسے اہل حکمت یا داران وطن
 تیر شعر مستی میں لغزش ہو گئی معذور نہ رکھا چاہیئے ہے اے اہل مسجد اس طرف آیا ہو نہیں بہکا ہوا ہاں عالم
 شعر جو ہے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں کہ حرم کے رہنے والو تم سے عشق الہی کرتے
 ہیں، اضافت کبھی باعتبار مجاز یا بابت ملاست ہوتی ہو۔ سحر لکھنوی۔ شعر اس اپنے لکھنؤ کی بھی کیا
 سرزمین ہو، زیب النساءے نور جہان سے ذہن ہو، تمام لکھنؤ متکلم کا نہیں مگر کھوڑی سے
 ملاست کے لحاظ سے اپنے لکھنؤ لکھا۔ مسند الیہ کو نکرہ لاتے ہیں جہان کوئی فرد غیر معین افراد جنس سے
 مطلوب ہو۔ غالب شعر شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا ہو کوئی بناؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہو کہ
 غیر معین کوئی شخص۔ کبھی کوئی فوج افراد جنس سے مراد ہوتی ہو۔ غالب شعر مانع دشت نوردی
 کوئی تدبیر نہیں ہے ایک چکر ہو مے پائون میں زیر خیر نہیں ہے یعنی ایک قسم کا چکر۔ واسطے تعظیم کے
 حکیم تصدق حسین خان لکھنوی شعر ایک مرشد ہو تم تصور معاف ہے سن چکی ہو نہیں آپ کے اوصاف
 یعنی بڑے مرشد ہو۔ واسطے تحقیر کے۔ غالب شعر اک کھیل ہو اور رنگ سلیمان مرے نزدیک ہے

اک بات پر اعجازِ سیما سے آگے: یعنی حقیر کجیل واسطے قلب کے یہ شعر جس دم زبان پر یار تر نام آگیا
 کچھ دل کو چین جان کو آرام آگیا: واسطے تجددِ نشاط کے: شعر کوئی تڑپے ہو مارا چشم کا
 اور کوئی قامت کا: ترے کوچے میں ہو گرم آج ہنگامہ قیامت کا: واسطے تعجب کے: مصحفی شعر
 نہ کہیں صبح ہی ہوتی ہو نہ خواب آتا ہو: رات کیا آتی ہو اک مجھ پہ عذاب آتا ہو: یعنی بلائے عظیم عجیب
 تنکیر کبھی محض تاکید کے واسطے آتی ہو: مثلاً زید کسی نہ کسی جگہ ملے گا یعنی ضرور ملے گا۔ یا کوئی نہ کوئی
 آدمی آوے گا: یعنی بالضرور آدمی آوے گا۔ کبھی غلم کو نکرہ کر لیتے ہیں اور اُس سے وہ معنی
 مقصود ہوتے ہیں جس میں وہ مشہور ہو جیسے میں کوئی خدا تو نہیں۔ خدا غلم کو نکرہ کر لیا۔ معنی یہ کہ
 صاحب قدرت نہیں۔ کیونکہ خدا کی قدرت مشہور ہو۔ خادم شعر اسکے ہاتھوں اک جہان
 ویران ہو: چشم بھی میری کوئی طوفان ہو: گولی طوفان۔ یعنی کوئی ویران کنندہ عالم۔ کبھی
 مسند الیہ موصوف ہوتا ہو اور یہ صفت کبھی قیدِ اتفاقی ہوتی ہو۔ یعنی اُس سے کوئی غرض تعلق
 نہیں۔ لا اعلم شعر ہمارے بعد ساقی قلقل مینا نہوئے گا ہٹے گلگون کا شیشہ چکیان لیل کے
 روئے گا: صفت کبھی تخصیص کے لئے ہوتی ہو۔ قصدری شعر آنکھ اپنی یہ کس کے دُردندان سے
 لڑی ہو: جو اشک مسلسل ہو سو موئی کی لڑی ہو: ذوق شعر فلک کیا فتنہ سازی میں تمہیں
 چشمِ فنان سے: اگر اتھایا بھی اشک سرمہ آلود اسکی فرکان سے: صفت اشک کی مسلسل خاص
 مطلوب تھی تاکہ تشبیہ موئی کی لڑی کی ثابت ہو اور شعر دوم میں خاص سرمہ آلود تاکہ فلک کے ہرنگ
 ہو۔ کبھی واسطے مقابلہ کے: قصیر شعر میں بتاتا ہوں ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہو خیال: چشم خواب آلود اسکی
 فتنہ بیدار ہو: خواب آلود صفت چشم بغرض مقابلہ فتنہ بیدار کے لایا یا بالعکس یا استرا کے لئے
 ذوق شعر جو پاس مہر و محبت یہاں کہیں بکتا: تو ہم بھی لیتے کسی اپنے مریان کے لئے: مہربان صفت
 معشوق بطور استہزا کے ہو۔ یا صفت جو تخصیص موصوف کی کرتی ہو۔ غالب شعر فلک سے
 ہمو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہو: متاعِ بڑہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرضِ رہزن پر: یعنی
 خاص وہ عیش جو جاتا رہا مسند الیہ کی مدح یا ذم کرتی ہو۔ لا اعلم شعر یہ عشق ایسی بلائے
 بہ ہو جسکے نام کی دولت بہ درختوں کو سکھاتا ہو لپٹنا عشقِ پچان کا: یا صفت کی تاکید کرتی ہو
 جو شش شعر ہماری آہ کے صدے نہیں اٹھانے کا: یہ چرخِ بام کہیں ہو کسی نہ ملنے کا:

یا حصہ کے لیے۔ رشک شعر یا ساتھ تیرے سوئیٹے یا قبرین جا کر یہ مرقن تو لے گا جو ترا گھر نہ لے گا یعنی
 ان دو کے سواے تیسری جگہ نہ سوئیٹے۔ معطوف اور معطوف علیہ میں اگر کمال اتحاد یا کمال تنافر
 واستبعاد منظور ہوتا ہو تو صرف انھیں کو ذکر کرتے ہیں اور مسند کو حذف۔ حافظ عبدالرحمن حساں
 شعر کیا کام کسی سے ہوگا احسان بہ ہم اور یہ کیسی ہماری ہے یعنی ہوگی کیسی سے اتحاد۔ اور وہ
 ہوگا لازم ہے۔ مومن شعر مومن تم اور عشق بتان ای پیر و مہر شد خیر ہے یہ ذکر اور مسند آچکا صاحب
 خدا کا نام لوہ یعنی تم میں اور عشق میں کمال منافات ہے۔ کبھی تخیل و ترہیب کے لیے آتا ہے
 شعر اگر ابکی نوبت شب وصل بولا ہے چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے مسند الیہ کی تقدیم پر جو مہر ہے
 اول تو یہ کہ وہ اصل ہے اور کوئی وجہ اس کے تعقیب کی نہیں جیسے زید عالم ہے۔ یا یہ کہ سامع کے
 ذہن میں خبر کی تکلیف پیدا ہو کیونکہ مسند الیہ کی تقدیم سامع کو ایک قسم کا شوق دلاتی ہے۔ لمولف
 شعر محبت نے تری اور رشک لیلیٰ مجھے مجنون کی صورت کر دیا ہے۔ ابتدا سے سامع مشتاق
 ہوگا کہ دیکھا چاہیے کہ محبت کی کیا خبر نکلتی ہے اور اُس نے کیا کیا اور بعد انتظار خبر معلوم ہونے سے
 اُسکی تکلیف زیادہ ہوئی۔ نظم میں تقدیم ضرورت شعری پر محمول ہو سکتی ہے۔ لہذا توضیح مثال کے
 لیے فقرہ نہ لکھتا ہوں۔ فقرہ سینہ آتش فراق میں سوزان ہے۔ دل صد مہ ہجر سے مثال
 یا ہی بے آب تپان ہے۔ رنگ رخسان برگ خزان دیدہ زرد ہے جگر درد میں گرد برد ہے
 یا تعجیل نشاط جیسے یا آیا۔ بنظر مزید اہتمام۔ کافی۔ شعر حمد لائق داور اگر کوہی ہے خالق اشیاء بحر و بر کو
 ہے چونکہ حمد مقصود خاص تھا۔ لہذا بوجہ ہمیت لفظ حمد کو مقدم لایا۔ یا اس غرض سے کہ خبر فعلی
 مبتدا کے ساتھ خاص ہے جیسے میں نے زید کو مارا ہے۔ یعنی ما ینامیرے ساتھ خاص ہو اور
 کسی نے نہیں مارا۔ یا میں نے زید کو نہیں مارا یعنی نہ مارنا میرے ساتھ خاص ہو اور کسی نے
 مارا ہے۔ لمولف شعر میں نے چاہا تو ہوئی شہر میں شہرت تیری نہ میری ذات ہی ہوئی باعث
 عزت تیری۔ یعنی صرف میرے چاہنے سے اور کسی کے نہیں۔ یا جبکہ الفاظ مثل اور مراد
 اُسکے مسند الیہ ہوں۔ مصحفی شعر رشک ہو حال زلیخا یہ کہ ہم سے سخت ہے خواب میں بھی
 نہ کبھی وصل سے مسرور ہوئے یہ بیان ہے سے کوئی اور شخص مثل منکرم مراد نہیں بلکہ خود منکرم
 قائمہ اب تک جو مذکور ہوا اُسکا بیان تھا کہ کلام مقتضائے ظاہر کے موافق جواب واضح ہو

تھیں

کہ کبھی کلام مقتضائے ظاہر کے مخالفت بھی ہوتا ہو۔ وہ یہ مواقع ہیں۔ اول نظر کو بجائے مضمحلانا
 اور یہ بھی متواتر غائب اور سامع کے دل پر عجب جانے کی غرض سے ہوتا ہو مثلاً بادشاہ کا
 قول کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں۔ یا غلام عجز و انکسار کے لیے۔ ہوس شعر اچھا۔ کیا تھا ہے صفا
 بندہ تو غلام ہو چکا اب یہ یعنی میں۔ قرار شعر ہزار سے اُسکے یہی پیغام قضا کا کہ کیوں نام کیا اپنے
 بدنام قضا کا ہاں ترجمہ۔ تیسرا شعر دکھلا کے کہا کہ اب چین کہاں بجاؤ لی کہ یہ یعنی مجھ کو
 کہ بجاؤ لی میری عزیز ہون چین نہیں اُسکی بددکریا اس غرض سے کہ خوب ذہن نشین ہو جائے
 یہ شعر محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہو نور ہوئی محبت نہ تو ناظور ہو جائے وہ نہ توئی کے دوم مضمحل
 کو بجائے نظر لانا اس کے کئی اقسام ہیں ایک یہ کہ ضمیر بے ذکر مرجع لاتے ہیں۔ اس دعوے سے
 کہ وہ سامع سوائے مرجع کے غیر کی طرف بجائے گا سبب شہرت مرجع کے یا مکمل اپنے ذہن میں
 اسکو طے کر لے گا۔ جیسا کہ غزلیات میں۔ احسن شعر بزم میں اُسکی جو ہوتی ہو کبھی سرگوشی ہو دل
 میں کہ وہ اکسین مذکور ہو بہ موت شعر وقت و داع بے سبب آزر دہ کیوں ہو ہے ہون بھی
 تو کہ میں مجھے سچ و عذاب تھا بہ دوسرے اخبار قبل الذکر یعنی مرجع تو مذکور ہوتا ہو مگر بعد ضمیر کے
 سامع لگت نہ لگتا ہو کہ جب سامع صرف ضمیر سننا ہو تو تلاش مرجع میں متروک ہوتا ہو اور توجہ سننا ہو
 درجہ میں اسکو معلوم کر کے لذت پاتا ہو لا اعم شعر پھینک دینے سے ہم چہرے پہلو اپنا چہچہہ قابو
 نہیں دے کر تو یہ قابو اپنا نہ اسخ شعر بس ہی تدبیر اب اُنکے بھگانے کی رہی ہو جی میں ہو جادوں عاشق
 جت نہ ناغیا پر وہ شعر آتے آتے کیوں نہ اُنکے پاؤں بھاگے دور سے صبح ڈرتی ہو بہت
 میری شب دیکھو سے یہ شعر اتنی گزری کہ بے ہجر میں سو اُسکے سبب بہ صبر مرحوم عجب ہوس
 تنہائی تھا بہ شکوہ جمع کا اطلاق غور پر کرنا۔ امانت شعر یہ باتیں نہ انا زبان پر کبھی پتھروں سے
 اچھی نہیں لگتی بلکہ مقتضائے ظاہر فقیر واحد ہوتا لیکن جمع لانے سے مراد بڑا فقیر ہو۔ ذوق
 شعر کہ شعر سے نہیں کہتے اشاروں سے تو کیسے کیا نہ نظر لگو ہو باروں سے تو کیسے یعنی مجھے چھام
 چھام اور۔ ایک کلمہ کو صرف اندوہ کی جہت سے ذکر کرنا حالانکہ مطلب میں اسکو دخل نہ ہو مثلاً
 ہم اُسکے بھلے بُرے کے ذمہ دار نہیں۔ مراد یہی ہو کہ صحت بُرے کے ذمہ دار نہیں ہزار
 شعر کون ہوں جس سے میں اُنکو بلا لاؤ یہ کہتا ہو مجھے ناحق ہو دوڑاتے نہ آئیگے نہ جائیگے

۱۲
 شعر

لے کر کتب
 سے درج ہیں
 کتب
 ۱۲

میرے شعر آپس میں تھا سلوک تو سنتے تھے نرم گرم + کاہیکو میر کوئی دسب جب بکلی + پیم التفات بھی حکم
یا خطاب یا غایت سے ایک دوسرے کی طرف خلاف مقتضائے ظاہر نقل کرنا ایسے کچھ کلام بطور خطاب
لکھنا پھر بطور غیبت علیٰ ہذا القیاس۔ احسان شعر میں تو اس نوجوان پر غش ہوں + ہمارے عالم تری جلال کا
انشا شعر ان انگلیوں میں قول کے چھلے نظر پڑے + والد تم بھی سخت چٹکے نظر پڑے + بھی کوئی خاص
لطیفہ دتا ہے + مثلاً زید نے مجھے بیان کیا کہ میں دشمنوں سے خوب لڑا اور آخر اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا
یعنی یہ اس میں لطیفہ یہ کہ ہاتھ ٹوٹنے کا بصریہ شکم پوچھنا مکروہ بھی ششم کلام کو خلاف مراد قائل حل
کرنا بشرطیکہ وہ حل کرنا صحیح اور قرینہ صارفہ بھی ہو بدین مدعا کہ اسکے یہی ہونا ہوتا تھا مثلاً کوئی حاکم
کسی مجرم سے کہے کہ تیرے ہاتھ باقون میں کڑے پھنکے جاؤ گئے وہ جواب دے کہ چاندی کے
نہیں سونے کے ہوں اور اس کے سواے انگلیوں میں بھی چھٹا انگوٹھی پھنکے جاؤں۔ حاکم نے
وہ کلام مقصود رکھا تھا جو مجرموں کے ڈالاجاتا ہے اور مجرم نے زیور پر حمل کیا اور قرینہ حمل کا لفظ
چاندی سونا اور چھٹا انگوٹھی ہے۔ ذوق شعر یاد کرتا قد موزوں کو سزا دے زاہد + دم نگہم نو بہا ہی
سدا قد قاست + قد قاست کو جو قد قاست الصلوۃ میں ہے۔ قدیار کے معنی تصور کیے اسی قبیل سے
ہے۔ ذوق شعر اس بت نامہربان کو ہر پسند اتنا رقیب + و رد اسماء انہی میں بھی ہر تو یار رقیب ہضم
قلب یعنی کلام کا ایک جزو دوسرے کی جگہ لانا خواہ قلب صفت و موصوف جیسے۔ آتش شعر
سی آلود لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے تر آتش و حوان ہے + خواہ قلب کے سبب تعقید لفظی ہو جاوے
ظفر شعر یار و اس نو خط کی تم مشق ستم مثل قلم + سر ہمارا اسے تھا جدم ترا شا دیکھتے + یعنی یارو تم
اس نو خط کی مشق ستم کو دیکھتے جدم اسے ہمارا سر مثل قلم ترا شا تھا۔ ششم تجرید یعنی ایک لفظ
کو معنی سے مجرد کرنا اور وہی معنی دوسرے کلمہ میں زیادتی ایضاح کے لئے ذکر کرنا جیسے ذیام خلا
ذیام کے معنی صفات بد اور اخلاق بمعنی عادات اسی طرح تعظیم کرنا۔ تعظیم خود مصدر ہے بمعنی بزرگ
سمجھنے کے پھر کرنا لانا داخل تجرید ہے کبھی صیغہ جمع کو مجرد کر کے جمع اسکی بقاعدہ فارسی لاتے ہیں
جیسے ابالیان و قمر مومن شعر ہوان حر کا تو نے نہ است تجھے کیا کیا + ولین یہی پچتا ہے کہ
یہ ہیں نے کیا کیا۔

فصل سوم۔ سند کے بیان میں۔ حذف سند کا انھیں فوائد کے لئے ہوتا ہے جو حذف سند میں

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

مذکور ہوے یعنی کثرت استعمال یا اختصار یا احتراز عبت یا اعتماد قرینہ یا غریق مقام یا واجب الشتر
 ہونا مسند کا یا کراہت وغیرہ جیسے مزاج شریف۔ بلکہ کثرت استعمال کی سبب ہر خدفت ہو گیا۔ گویا۔ شعور
 نگہ و ابرو و وزگان نے تیرے کاوش کی۔ تیرے برجھی نے تلوار نے سونے ندیا یعنی تیرے سونے ندیا
 اور برجھی نے سونے ندیا اور تلوار نے سونے ندیا قدرت شعور حضرت اسے صبح چمن ہمسے چمن چھوٹے ہیں
 مژدہ ہی شام غری کہ وطن چھوٹے پر مہنوں شعور اضطراب دل و فراغت کہ لون بوسہ کوئی پھر یہ
 مستحق سینہ میں کسی کا تیرے سودا شعور قابل کے دل سے آہ نہ کلی ہوں تمام ہر ذرہ بھی ہم ترنہ
 نپاست کہ بس تمام ہر کبھی مقام تقدیس میں بھی خدفت کر دیتے ہیں۔ بقا۔ شعور دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ
 اللہ رے میں + اسکا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں یعنی اللہ اکبر میں بڑا حسین ہوں سید
 شعور سب سے یہ عبادت اللہ رے کفر اسے بت دے پڑھنے خازن اسکا سب آئے تو بتایا اللہ تعالیٰ اللہ تر کفر
 بت نہ یاد ہر مقام نفیم میں خدفت شعور دوسرے دیکھ مجھے میں مجھیں ہوتا ہوتا کہ کچھ نہ سکون سلیہ رکھائی ترسٹ
 یعنی اگر کھائی تیرا شتر سخت زور پر۔ ذکر مسند میں انھیں اعراض سے ہوتا ہے جو ذکر مسند الیہ میں
 مذکور جو میں مثل عدم اعتماد قرینہ و اطوار غباوت ساسع یا ارادہ شتر بیج یا قصد تو بیج یا شتر جم
 یا تہدید یا استنذار یا عظیم یا ہانت یا بسط کلام یا اسیلے کہ معین کر دین کہ مسند اسم ہر یا فعل میں
 اسم ہوگا اس سے فائدہ ثبوت اور استمرار کا حاصل ہوتا ہے۔ بقا۔ شعور دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ
 اللہ رے میں + اسکا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں یعنی چاہنے کی صفت میرے لئے
 ثابت ہے اور بطور استمرار و دوام موجود ہے نہ بطور حدوث و تجدد کے اور اگر فعل ہر خواہ
 اصرار یا حال یا استقبال تو ناکندہ تجدد کا دلیکا۔ مثال ماضی۔ فطر شعور عجب روش سے بعض
 ہر گئے لگا کے جسے پاکہ گل تم گلستان میں کھلکھلا کے سنسے یعنی زمانہ گذشتہ میں ہنسنا حادث
 ہوا شاعر حال۔ وہ شعور غیب تھا ہر تیغ بار سے اس طرح میرا زخم ہر طرح آشناسے کوئی آشنا سنسے
 مثال استقبال۔ وہ شعور آپ کو شتر لہر مہانے مہربان لہجائی لہجہ حضرت دل دیکھے مجھ کو کہاں لہجائی لہجے
 مسند کو مقید باشد دون فواید کے لئے لاتے ہیں جو حروف شرط سے پائے جاتے ہیں۔
 حروف شرط یہ ہیں اگر۔ جو۔ جب۔ جسوقت۔ جہاں۔ جوہیں۔ ہر چند۔ گرچہ۔ گو۔ اگر۔ اگر۔
 جو۔ وہاں آتا ہے جہاں وقوع و لا وقوع شرط کا لہجہ نہیں ہوتا اسی سبب سے مستقبل میں استعمال

خدفت
 بقا

شتر

کرتے ہیں۔ موتن شعر بنی ڈنگا کبھی جنت کو میں بنی ڈنگا اگر نہ تو یہاں لفتہ تمھارے گھر کا ساجنت +
 کاشل خانہ معشوق ہونا امر مشکوک ہو۔ ناسخ شعر جنت کو جائینگے لئے دوزخ بفل میں ہم پونا نسخ
 یوہین جولید فنا ہو وفا سے وناغ و بعد فنا دل کا باقی رہنا امر مشکوک ہو اور ماضی و حال میں وہاں
 لائے میں جہان یقین کا ذکر نہ ہو اور وقوع و لا وقوع بطور فرض کے ہو تیر شعر جواب نامہ
 سیاہی کا اپنے ہر وہ زلف کو کسی نے حشر کو جسے اگر سوال کیا وہ یہ ماضی یقینی نہیں بلکہ فرضی ہو۔
 احسان۔ شعر کسی مہر کے خاطر ہلکا ہو جھوم رہا ہوں اگر بیچے فلک عقد شریا مول لیتے ہیں وہ جو
 کبھی بمعنی جب کے بھی آتا ہو۔ ناسخ شعر ہاتھ دوڑا سے زمین سے موش میدانے + آگیا
 چلتے میں قاتل کا جو دامن زیر پا جب جسوقت تعین زمان کے لئے آتے ہیں اور مستقبل کے ساتھ
 مقام شک میں اور ماضی و حال میں مقام یقین پر۔ ظفر شعر جب چھری کرتا ہر وہ بیدار اور وہ نہ تیر
 لگتی مریں سی مر سے زخم جگر پر اور پرہیز سی لگنے کا زمانہ معین ہو گیا + کبھی نیم زمان کرتے
 بھی غالب شعر مہربان ہو کے بلاؤ مجھے چاہو جسوقت + میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر کبھی نہ سکون
 یعنی اوقات نامعینہ میں سے جسوقت چاہو جہاں تعین مکان و زمان دونوں کے لئے آتا ہو شعر
 کیا جہاں میں گیا لیکے دام و ان صیاد + پھر آتش میں میری کہاں کہاں صیاد + تیر شعر کبھی دلی
 نہ کہنے پاس اُس سے + جہاں لیے لگا کہنے کہ بس بس + بعد حروف شرط کے جملہ جزائے کے شروع
 میں تو آتا ہو۔ ظفر شعر اگر جیتے رہے تو پھر نہ ہر گز دل لگائیں گے + ترے ہاتھوں سے ایذا دلکوار
 اس قدر پہونچی + کبھی حذف بھی کر دیتے ہیں۔ سوز شعر میں اگر قید جاسے چھوٹوں + ناصحا تیری
 بلا سے چھوٹوں + خصوصاً جبکہ خبر مقدم شرط موخر ہو۔ غالب شعر رنگ تکلیں گل ولالہ پریشان
 کیوں ہو + اگر چراغ ان سر پر بندر باد نہیں + ہر چند گرچہ گوا ایک ہی حکم میں ہیں اور ان کی جزائیں
 حرف استدرک لیک۔ لیکن پر مگر لفظاً یا تقدیراً ضرور آتا ہو۔ ظفر شعر گرچہ کچھ بھی نہیں
 ہوئیں لیکن + اسپہ بھی کچھ نہ پوچھو کیا کچھ ہوں + تیر حسن شعر دروازہ گو کھلا دیا تیر کا حسن
 ہم کس کس آنرو کو خدا سے طلب کریں + ظفر شعر اگرچہ کیسا ہی ہوگا کڑی کان کا تیر + وہ پیش
 جائے گا آؤ دل نرین سے نہیں + حرف شرط کبھی حذف کر دیتے ہیں۔ ناسخ شعر اسباجل
 ایک دن آخر تجھے آنا ہوئے ہاں آتی شب فرات میں تو احسان ہوتا ہو کبھی جملہ جزائے حمد و ست

۱۵
 حواشی

ہوتا ہے بظہر قریبہ والے کے اور موکدات جزا او سکے تمام مقام کر دیتے ہیں۔ قدح شعر اسکے لب
 خمر کا لینا اگر بوسہ + تو بیل پر حسرت کیا دیر لگائی ہو + یعنی تو بوسہ لے لے مجذوب ہو حرف شرط جب
 حیفہ ماضی تمنائی کے ساتھ آتا ہو مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے ظفر شعر ہم ایک بار وہاں
 ایک جو بار پا جاتے + تو جو معاملے میں سب قرار پا جاتے + یعنی ہم نے بار نہیں پایا اسی سبب سے جانوں
 نے قرار نہیں پایا۔ و کہ شعر مائل ابرو سے خوابان کر نہوتا میں ظفر + مجید تلوارین یہ کیوں پھر تروت
 کھینچتے۔ یعنی میں مائل ہوا تب تلوارین کھینچتے ہیں۔ و کہ شعر ہم جو آنکو باعث جذب محبت کھینچتے
 دور ہم سے آپ کو کیوں ماہ طلعت کھینچتے + یعنی ہم نے نہیں کھینچی اس سبب در کھینچتے میں + غالب شعر
 بیتانہ اگر دل تمہیں دیتا کوئی دم چین + کرتا جو نہ مرنا کوئی دم آہ و فغان اور + چونکہ دل دیا اسلئے چین نہیں
 لے سکتا فائدہ۔ شرط و جزا میں اختلاف زمان ہونا چاہئے یعنی ایک ماضی دوسرا مستقبل پایا بالعکس کسی
 نکتہ کے لحاظ سے لاتے ہیں۔ جیسے زید اگر آجی گیا تو کیا کر لیا۔ یہاں پر وجود شرط جو آئندہ ہونے والا تھا
 بطریق فرض ماضی پر حمل کر لیا مسند کو اسم فاعل واسم مفعول و صفت مشبہ واسم تفضیل و مفعول
 مطلق وہ بوسہ و کہ وقیہ و حال و تمیز وغیرہ کے ساتھ اس لئے اسقید کرتے ہیں کہ کلام سو فائز
 زیادہ حاصل ہو مثلاً بہت اس فقرے کے کہ زید نے عمو مارا یہ فقرہ کہ زید ولد خالد نے عمو
 کورات کے وقت اپنے گھر میں لاکھی سے خوب مارا زیادہ مفصل اور فائدہ بخش ہو مسند کو غیر مقید
 اس جگہ لاتے ہیں جس جگہ کوئی منع ہو مثل کم فرضتی و خوف نقصا سے وقت کلام یا جس جگہ یہ منظور
 ہو کہ حاضرین زمان یا مکان یا مفعول فعل سے واقف نہوں یا منتظم کو حال قیو و معلوم نہو یا مثل اسکے
 مسند کو نکرہ لاتے ہیں جبکہ معرف لانے کی کچھ ضرورت نہو۔ جیسا زید کا تب ہو اور عمو شاعر ہی یا فرض
 تعظیم جیسے زید مردی یا زید دانا ہو یعنی مرد یا دانا ہے کامل یا تحقیر جیسے زید کچھ حیر نہیں
 یا بوقوت ہو۔ تم لفظی شعر زچیز کہ نہیں ہو محبت ہی چیز ہو + اسکا جسے مزہ نہیں وہ بے تمیز ہو +
 مسند کی تحقیق اضافت یا وصف کے ساتھ بغرض مزید فائدہ کے ہوتی ہو کما تر۔ مسند کو معرف
 وہاں لاتے ہیں جہاں ایک شے معلوم ہو ایک امر معلوم کا حکم کرنا مقصود ہو خواہ بغرض منع
 و مثبت ماسخ خواہ اپنے علم سے ماسخ کو آگاہ کرنا جیسا وہ جانو والا زید ہو یا جو سوار ہو وہ جانو والا یہ
 کہ زید اور یہ تب بوسہ کے ماسخ مٹا رہا کہ مسند کو جانتا ہو مگر نہ جانتا ہو کہ اس کو زید کہتے ہیں۔

معراج البلاغ ۱۹

بنک

ہمد
 بنک
 بنک

یا عمر۔ یا زید یہ یوں تب بولیں گے کہ سامع زید کو جانتا ہو مگر بجا نہ ہو کہ زید اسی کا نام ہو یا کسی
 اور کا یا زید تیرا بھائی ہو۔ یا تیرا بھائی زیدی اول اس مقام پر بولیں گے کہ سامع زید کو جانتا
 ہو مگر بھائی ہونا معلوم نہ ہو دوسرا اس جگہ جہاں سامع واقف ہو کہ کوئی میرا بھائی ہو مگر شخص
 متعین نہیں۔ مسند کبھی منفی واقع ہوتا ہو اور حقیقت میں نفی مراد نہیں حرف نفی زید ہوتا ہو اور قلت
 مقدار شی یا زمانہ مقصود ہوتی ہو جیسے دیکھئے نہ کیا شیریں ہو یعنی حقوڑا سا چکھر دیکھئے۔ قائل شعر کیا
 فرض ہو کہ بیکوٹے ایک سا جواب + آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی طغی تھوڑی دیر کے لئے تقدیم منگی
 نہایت اہتمام کے واسطے ہوتی ہو یعنی جہاں اس کا بیان اہم ہوتا ہو اور چونکہ حق اور کاموں خروید کا ہو۔
 تقدیم سے اہمیت ظاہر ہوتی ہو۔ لہذا شعر جاتا ہو یا رمانگین نشانی تو کس طرح + اپنے کمین حواس بھی
 وقت سفر ہوں جمع + یار جاتا ہو چاہئے تھا مگر چونکہ اسکے جانے کا اظہار خاص مقصد کلام ہو اسلئے
 ایسا کہا یا التوثیق کے لئے ذکر مسند الیہ کی طرف۔ قائم شعر دو چیز ہیں یاد کار و دوران + تیرا ستم اپنی
 جانفشانی + مصرع اول کے سننے سے سامع کو شوق ہو گا کہ کن چیز دن کا بیان کرے گا اور بعد میں
 معلوم ہوا۔ پس حصول شعر بعد انتظار موجب لذت طبیعت ہو گا۔ تسیم شعر معمول سے بزم میں
 ہو سے جمع + مینا و کباب و مجروح شمع + یا جہاں مسند الیہ مسند کے ساتھ خاص ہو جیسا شعر نمکو
 مسجد ہی ہم کو سخا نہ + زابدا اپنی اپنی قسمت ہی + یعنی مسجد نمکو خاص ہو بیخانہ نمکو خاص یا واسطے
 تفاعل کے پیش شعر جو مبارک تعین جنون پیش پھر تری مرثی بہار آئی + مسند و قوتم کا ہوتا ہو فعلی ہوئی فعلی
 وہ جو عین اسناد بلا واسطہ ہو جیسے زید عالم ہو عمر و شاعر ہو۔ خالد آتاری سببی وہ جو بلا واسطہ اسناد ہو جیسے زید کا
 باب عالم ہو یا عمر و اسکی رفتار جمعی و متفق عالمیت زید کو بلا واسطہ پاکے حاصل ہوا اگر فعلی ہو تو یوں کہا جاتا
 زید کا باب عالم ہو عمر و کی رفتار جمعی ہو کبھی مسند مسند الیہ دونوں خذف ہو کر صرف منقول پر اکتفا کرتے ہیں جیسے نوکر
 سکھ میں پانی حقہ یعنی تو پانی یا خصل فعل یا قاعل خذف ہو گیا۔ مومن شعر اسکو میں جام رنگے مداحی خوشنوق
 آج اور زور کرتے ہیں بیخاتی سے ہم + حقہ شعر یہ جام پر جام پیالے مجھے ساقی + میں ہیں کون نکھتے کہجے دن
 کہ ہاں اور جو حالات و نفس گذشتہ میں بیان ہوئے یعنی ذکر و حذف و تعریف و تنبیہ و تقدیم و تاخیر وغیرہ اگر
 انہیں سے انھیں دونوں مسند الیہ مسند کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ تعلقات یعنی مولافضل وغیرہ میں بھی پیدا
 ہیں مابعد علم سمجھنے سے اور جگہ خود ان قواعد کو جاری کر سکتا ہے مگر زید آگاہی بعض میں معمول فعل بھی نکھرتے جہاں

توضیح

۱۰
 مینا و کباب

فعلی و فعلی

خذف
 مسند الیہ

فصل چہارم متعلقات فعل کا بیان۔ مفعول فعل متعدی میں بھی محذوف ہوتا ہے۔ مفعول محذوف ہوتا ہے۔
 شے پر عمل کر کے اور چیز نہ ملنے کی طرح کوڑھایا پر وہ حیوان ہے رہا یعنی وہ امور جو قابلِ پڑھائی نہیں ہوتے۔
 تو باتیں بڑی جھٹ گیندیں بیٹھتی ہیں۔ انکے اندر سے پر گیا ایک مگر دیکھنا یعنی مشق و کلام۔ یعنی شعر و سخن کی صورت
 کا نہیں عاشق کو یہ میں نہ سمجھوں تو بھلا کیا کوئی سمجھا سے مجھے یعنی جو باتیں سمجھا چکے لائق ہیں کہ بھی اس غرض سے
 کہ بعد اہم و اجمال کے اسکا ذکر کیا جائے گا۔ یہ اکثر فعل کہنے اور چاہنے میں آتا ہے۔ مفعول محذوف ہے۔
 مفعول نہ کسی سے پوچھو مجھے کیا پوچھے ہو یا پڑی جیسے پوچھو یعنی جی ملنا چاہئے۔ اور جیسے اگر کہنے کو پوچھو جاؤں
 یعنی بیٹھے کو کہنے یا غرض ہوتی ہے کہ ابتدا میں غیر مقصود نہ سمجھے جائیں جیسے عکاسی کی طرح شہا استخوان
 ملک یہاں مفعول کاٹنے کا یہی گوشت اس لئے حذف کر دیا کہ اس سے قبل ذکر استخوان یہ خیال نہ کرے کہ تلوار نے
 صرف گوشت کو کاٹا اور استخوان ملک بہ لہو اور حذف مفعول سے ظاہر ہو گیا کہ جب استخوان کاٹا تو گوشت
 ضروری کاٹا۔ میرے شعر ان جلتی ہڈیوں پر ہرگز ہمانہ بیٹھے۔ پھٹی ہر عیش کی تپ اور تیرا استخوان تک۔ یعنی
 بدن کو گرم کر کے ہڈیوں تک پہنچی ہے۔ یاد صوب ایسی سخت تھی کہ بھیجا کہنے لگا کبھی یہ غرض ہوئی
 ہے کہ بعد حذف کے مفعول کو اس طرح ذکر کریں کہ صدور فعل کی نسبت مفعول کی طرف صریح
 کی جائے نہ بذریعہ ضمیر۔ آتش شعر کس طرح تم سے نہ مانگیں تھیں انصاف کرو۔ بوسہ لینے کے
 منظر اور بن ہو کس کا یعنی بوسہ نہ مانگیں کیونکہ اگر مفعول مذکور ہوتا تو بذریعہ ضمیر اس کے
 لینے کی ضرورت نہ پڑتا نہ صریح یا بغرض تعلیم و اختصار۔ انشا شعر چھپنے کے کا تو مزاج ہے
 کہ اور سنو بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو کہو اور سنو مفعول محذوف ہے کہ بھی مفعول کو حذف
 کر کر اس کے انصاف ایہ پر اتفاق کرتے ہیں اور مفعول محض قرینہ عقل سے معلوم ہو سکتا ہے ظفر شعر کا بیان
 دے چکے اب نالہ و ناری تو سنو اپنی تم کچھ حقوڑی سی ہماری تو سنو یعنی اپنی اور ہماری بات اور
 کیفیت جو عقل سے صاف معلوم ہوتا ہے شتم ہر یوی شعر وہ نوک مرزا جب سے مرے دلین گوی کہ ایسی
 تو کشتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے یعنی جینے کی فکر یا مفعول کا ذکر کر دہ ہو۔ شودل عضا جاک کے
 اڑا دیوے کی زبان قلندر۔ ذوق شیطان کے چلا دیتا ہے سوتے سوتے مفعول آ لہ
 متنازل ہے۔ کبھی مفعول حذف ہوتا ہے۔ اور فعل صرف تمہید کلام پر ولالت کرتا ہے۔ شیفہ شعر
 ایسی رفیت سے کرے قتل گمان کا سیکو تھا۔ شیفہ اسکو تو لوشے جیت نکلی ہوسن شعر

میں اور اسکو بلاؤنگار روز ہجر میں لو + اجل بھی کرنے محبت کا امتحان لگی + بلا بلا مفعول تمہید کلام کر رہی
 غالب شعر کہاں تلک کون ساقی کہ لا شراب تو دے + نہ دے شراب ڈبو کو کوئی کباب تو دے +
 لا صرف حوصلہ دلانے اور سست کو ہوشیار کرنے کے لئے ہی سیانکلم و مخاطب کے درمیان مفعول نہیں ہو
 منشی محمد لطیف شعر مانگے پردینا بھی کچھ دینے میں مینا پر بھلا + لطف امین ہر مریجان بلا مانگ جو دو + یعنی زر
 یا باعتبار قرینہ سابقہ شہیدی شعر ایک میں نے کب لیا دینے میں گرد تو دو دو + خواہ دو سیب و قن کے
 خواہ دو عنب کے دو + یعنی بوسہ جو شعر ماسبق میں مذکور تھا یا تختہ سیر میں جیسے مار و مار و یعنی سانپ کو
 یا سانح سے پوشیدہ رکھنا منظور ہو یا عند الحیثیت اس سے انکار ہو سکے وغیرہ مراد ہوتی ہیں۔ تقدیم
 مفعول بھی بغرض اہتمام اس کے شان کے ہوتی ہی عشق شعر خانان گر چکا ہوں میں برباد + تو بھی وہ میرے
 گھر میں آتا + چونکہ برباد سے خانان ایک امر عظیم تھا اور اسکا اظہار مقصد خاص ہی لہذا بنظر
 مزید اہتمام مقدم کیا کبھی واسطے تعظیم شان فاعل کے۔ لا اعلیٰ شعر ادھر دیکھو تو کس ناز و ادا
 یا آتا ہی + مسیحا کی موٹی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہی + مسیحا کی موٹی امت کو جلاتا عظمت
 شان یار پر دلالت کرتا ہی۔ کبھی واسطے حصر کے۔ لا اعلیٰ شعر میں دین گالیان غیرون کو
 بوسے شکر دین شرمایا تو ہوتا + یعنی میں تو خاص گالیان۔ خاص غیر و نکو بوسے۔ اس طرح تعظیم دیا ہے
 بولتے ہیں جب مخاطب کو گان ہو کہ شاید کسی اور کو دیا یا اگر دیا ہی تعظیم بولین۔ تب تخصیص مفعول
 کی منوگی۔ دیا جانا یعنی ہو جائیگا تقدیم ظرف کی بغرض اہتمام اس کی شان کے ہوتی ہی مجذوب
 شعر طوبے کے نیچے بیٹھ کے روؤنگا زار زار + جنت میں تیرے سایہ دیوار کے لئے + چون کہ
 جنت میں سایہ طوبے ملکر و نا عظیم الشان تھا لہذا مقدم کیا۔ حال کو بھی اسی غرض سے مقدم
 لاتے ہیں۔ جب اس کی شان کا اہتمام منظور ہوتا ہی تب شعر عریان مجھے دیکھ کر گیا ہی + کمال
 اسکی جو چھینٹے سزا ہی + چونکہ جتنا حال کو منظور تھا اسنے اسکو مقدم کیا۔
 فصل پنجم۔ قصر کا بیان۔ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خاص کر نیکو قصر کہتے ہیں۔ پس اگر
 تخصیص نفس الامر میں ہوگی اسکو حقیقی کہتے ہیں۔ اور اگر تخصیص نسبت دوسری چیز کے ہو اسکو
 اضافی کہتے ہیں ہر ایک انہی سے دو نوع ہر اول قصر صفت کا موصوف پر دوم قصر موصوف کا
 صفت پر قصر حقیقی صفت کا موصوف پر جیسے زید ہی گھر میں ہی یا گھر میں نہیں ہی مگر زید۔

متعلقہ شعر

۱۹
 شہداء الہیہ

گھر میں ہونے کا وصف زید کے ساتھ خاص کیا گیا قصر طبعی موصوف کا صفت پر جیسے نیک کاتب ہی ہوتا ہے
 زید لکھتا ہے کاتب یعنی سوا کے کاتب ہونے کے اور کوئی وصف ذات نید میں نہیں ہے یہ مثال فرضی ہے کیونکہ کہ
 اور اوصاف بھی گویوں گراں کو معدوم خیال کیا گیا قصر صفائی کی تین قسمیں ہیں۔ اول قصر افراد یعنی مخصوص
 کرنا ایک امر کا دوسرے امر کی جگہ جیسے احتمال شرکت ہو۔ مثلاً کوئی شخص قیاس کرتا ہو کہ زید اور عمرو دونوں
 آتے ہیں اس سے کہا جاوے کہ زیدی آیا ہے عمرو قیاس مخاطب کا بابت شرکت کے قصر سے رفع کیا
 گیا۔ اس قصر میں شرط ہے کہ دونوں وصف منافی نہ ہوں ورنہ احتمال شرکت غیر ممکن ہوگا۔ مثال یہ مینا ہے
 نندھا میان مینا اور اندھے ہونے دونوں کا احتمال کسب کو نہ ہوگا۔ دوم قصر تعین مخصوص کرنا ایک امر کا
 دوسرے امر کی جگہ جسکے تعین میں شک ہو۔ مثلاً کوئی سمجھتا ہو کہ زید بیٹھا ہے یا عمر و اس سے کہا جاوے
 کہ زید ہی بیٹھا ہے نہ عمر و یہاں شک رفع ہو کر علی التین معلوم ہو گیا اس قصر میں نہ تنافی شرط ہے
 نہ عدم تنافی کیونکہ زید کھڑا ہے نہ بیٹھا بھی صحیح ہے جبکہ اشتباہ ہو کہ یا کھڑا ہی یا بیٹھا۔ سوم قصر قلب
 مخصوص کرنا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ جو اسکے برخلاف ہو مثلاً کوئی شخص زید کا آنا خیال کرنا
 ہو اس سے کہا جاوے کہ عمر و آیا ہے نہ زید اس قصر میں یہ شرط ہے کہ دونوں وصف منافی ہو مقابل
 ہوں جیسے زید کھڑا ہے نہ بیٹھا نہ یوں کہ زید کھڑا ہے نہ کاتب کیونکہ کاتب ہونے اور کاتب
 ہونے میں تقابل نہیں ہے فقط الفاظ قصر یہ ہیں۔ ہی۔ تو۔ سوا۔ بجز۔ جز۔ بدون۔ بن
 بغیر۔ مگر۔ لیکن۔ پ۔ نہ۔ بلکہ۔ خاص۔ تنها فقط۔ ایکلا۔ صرف۔ محض۔ امثلہ۔ لا اعلم شعر
 پھنسا ہوں کس غضب میں دیکھتا ہوں جب کوئی صورت + دل نادان چلتا ہے کہ بس ہم تو ہی
 یسے + ذوق شعر کہتے ہیں لوگ موت تو سب جلاے جاے ہی + پر میرے پاس سے بھی کوئی
 کھاے جاے ہی + تابان شعر ہاتھ بیاں زندہ نہیں نہ دوڑاے جنوں + طوق ہی میرے گلے
 میں یہ گریبان تو نہیں + ناسخ شعر جو مجھ کو یار نے مارا تو غیر کو کر دقت + عزیز واسکے سوا اور
 انتقام نہیں + محمود شعر نہ ڈرانا جہنم سے عین اسے واعظ + ہر بجز ذکر عدو مجھ کو ڈرانا مشکل +
 شغفہ شعر میرا ہی کیا قصور ہے بیتاب و بفرار + جز غیر اور کون نہیں تیرے واسطے + ذوق
 شعر چاندنی نے شب تجھ میں روپ یہ دکھایا تھا + مجھ کو ماہتابی پر دھوپ میں بیٹھایا تھا لا علم
 شعر غیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں + پھر سے ہر تو ہی تو لیں دھنسا را آنکھوں میں + میرا

علی نقی
 کاتب یعنی سوا کے کاتب ہونے کے اور کوئی وصف ذات نید میں نہیں ہے یہ مثال فرضی ہے کیونکہ کہ
 اور اوصاف بھی گویوں گراں کو معدوم خیال کیا گیا قصر صفائی کی تین قسمیں ہیں۔ اول قصر افراد یعنی مخصوص
 کرنا ایک امر کا دوسرے امر کی جگہ جیسے احتمال شرکت ہو۔ مثلاً کوئی شخص قیاس کرتا ہو کہ زید اور عمرو دونوں
 آتے ہیں اس سے کہا جاوے کہ زیدی آیا ہے عمرو قیاس مخاطب کا بابت شرکت کے قصر سے رفع کیا
 گیا۔ اس قصر میں شرط ہے کہ دونوں وصف منافی نہ ہوں ورنہ احتمال شرکت غیر ممکن ہوگا۔ مثال یہ مینا ہے
 نندھا میان مینا اور اندھے ہونے دونوں کا احتمال کسب کو نہ ہوگا۔ دوم قصر تعین مخصوص کرنا ایک امر کا
 دوسرے امر کی جگہ جسکے تعین میں شک ہو۔ مثلاً کوئی سمجھتا ہو کہ زید بیٹھا ہے یا عمر و اس سے کہا جاوے
 کہ زید ہی بیٹھا ہے نہ عمر و یہاں شک رفع ہو کر علی التین معلوم ہو گیا اس قصر میں نہ تنافی شرط ہے
 نہ عدم تنافی کیونکہ زید کھڑا ہے نہ بیٹھا بھی صحیح ہے جبکہ اشتباہ ہو کہ یا کھڑا ہی یا بیٹھا۔ سوم قصر قلب
 مخصوص کرنا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ جو اسکے برخلاف ہو مثلاً کوئی شخص زید کا آنا خیال کرنا
 ہو اس سے کہا جاوے کہ عمر و آیا ہے نہ زید اس قصر میں یہ شرط ہے کہ دونوں وصف منافی ہو مقابل
 ہوں جیسے زید کھڑا ہے نہ بیٹھا نہ یوں کہ زید کھڑا ہے نہ کاتب کیونکہ کاتب ہونے اور کاتب
 ہونے میں تقابل نہیں ہے فقط الفاظ قصر یہ ہیں۔ ہی۔ تو۔ سوا۔ بجز۔ جز۔ بدون۔ بن
 بغیر۔ مگر۔ لیکن۔ پ۔ نہ۔ بلکہ۔ خاص۔ تنها فقط۔ ایکلا۔ صرف۔ محض۔ امثلہ۔ لا اعلم شعر
 پھنسا ہوں کس غضب میں دیکھتا ہوں جب کوئی صورت + دل نادان چلتا ہے کہ بس ہم تو ہی
 یسے + ذوق شعر کہتے ہیں لوگ موت تو سب جلاے جاے ہی + پر میرے پاس سے بھی کوئی
 کھاے جاے ہی + تابان شعر ہاتھ بیاں زندہ نہیں نہ دوڑاے جنوں + طوق ہی میرے گلے
 میں یہ گریبان تو نہیں + ناسخ شعر جو مجھ کو یار نے مارا تو غیر کو کر دقت + عزیز واسکے سوا اور
 انتقام نہیں + محمود شعر نہ ڈرانا جہنم سے عین اسے واعظ + ہر بجز ذکر عدو مجھ کو ڈرانا مشکل +
 شغفہ شعر میرا ہی کیا قصور ہے بیتاب و بفرار + جز غیر اور کون نہیں تیرے واسطے + ذوق
 شعر چاندنی نے شب تجھ میں روپ یہ دکھایا تھا + مجھ کو ماہتابی پر دھوپ میں بیٹھایا تھا لا علم
 شعر غیر تیرے نہیں کوئی یار آنکھوں میں + پھر سے ہر تو ہی تو لیں دھنسا را آنکھوں میں + میرا

کے رادیو پر
کے کاش دہی طور
شعر میں آواز

شعر سب کے صبر و ہوش و تاب و توان + مین اور داغ دل سے تو نہ گیا + معروف شعر اور تو بہت
بڑی چہٹ گین سب جیتے جی + آنکھ مندے پر گیا ایک مگر دیکھنا + لطف شعر نہیں سمندر و پروانہ پر وہ
آتش ہوں + کہ جسکے نام سے آتش کو احتراز + غالب شعر کیون گردش مدام سے گھر انجائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساعہ نہیں ہوں میں + خیال شعر مرگان کی یہ کاوش نہیں ناوک نکلنی ہو + ابرو
کی اشارت نہیں شمشیر زنی ہو + میر حسن شعر روٹھا کرے وہ کیون نکسی اور سے حسن + یہ سب بگاڑا
کاہی اور کچھ نہیں + غالب شعر دل ہی تو ہر نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون + روٹینگے ہو
ہزار بار کوئی مین ستائے کیون + میر حسن شعر پر اس قید میں بھی ترادھیان ہو + فقط تیر سے
سینے کا ارمان ہو - اور جیسے نہ چاندی ہر نہ سونا ہی بلکہ رانگہ ہو - وصال شعر آئینہ گھورنے کو سب سے
نرا لاکھا + منہ تو دیکھو یہ پڑا چاہنے والا نکلا -

فصل ششم انشا کا بیان - انشا کے بہت اقسام ہیں - اول تمثالی یعنی آرزو کرنا اور طلب کسی
شے کی بطریق محبت کے خواہ منشی ممکن الوجود ہو یا محال الفاظ اسکے - کاش - کاش کے - ای کاش
ای کاشکے - خدا کرے - خدا وہ دن کرے - اللہ کرے - شاید - مگر - کہیں - میں - ہو - شعر
گر ہی شوق شہادت ہو تو مومن ہی چکے + مار ڈالے کاش کوئی کافر و بھوہیں + میر تقی شعر کاشکے
دو تو ہوتے عشق میں + ایک رہتا ایک کھوئے عشق میں + غالب شعر جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار
بار + ای کاش جانتا نہ تری رہ گذر کو میں + میر تقی شعر خدا کرے مرے و لکھو ٹکاک دیا آئے + کہ
زندگی تو کروں جب تلک کہ یاد آئے + غالب شعر مرے دل میں ہو غالب شوق وصل و شکہ بھران
خدا وہ دن کرے جو اس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی + دلہ شعر و خشت و شیفہ اب مرثیہ کہوین شاید
مر گیا غالب آشفہ نوا کہتے ہیں + میر حسن شعر مگر غنچہ سان کچھ کھلے میرا دل + کہ غم نے کیا جو بہت مضحکہ
سودا شعر جی تک تو دیکے ہوں کہ تو ہو کار گر کہیں + ای کاش کہوں کہ میں بتا اثر کہیں + بھی لفظ تمنا
مخدوف بھی ہوتا ہو - غالب شعر میری قسمت میں غم گرا تھا تھا + دل بھی یارب کی دیے ہوتے
مومن شعر اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہو ضرور + آج آتی شب فرقت میں تو احسان
ہوتا + کبھی حروف استفہام سے بھی تمنا کا مطلب نکلتا ہو + منظر شعر مجھے کسو اسے اب آپ
کے وہ طور نہیں + میں وہی خادم دیرین ہوں کوئی اور نہیں + وہ ہم استفہام الفاظ اسکے

یہ بین کیا۔ طلب فطریق و طلب تصور کے لیے۔ کون۔ کونسا۔ طلب تعین ذوی العقول
یا غیر ذوی العقول کے لیے۔ کتنا۔ کتنے۔ کس قدر۔ طلب کیت عدد و مقدار کے لیے۔ کدھر۔ استفسار
جست کے لیے۔ کب۔ کس وقت۔ استفسار زمان کے لیے۔ کہاں۔ استفسار مکان کے لیے۔ کیوں۔ کیسے
کس واسطے۔ طلب سبب کے لیے۔ کس طرح۔ کیونکر۔ کیسے۔ طلب وضع کے لیے۔ کیا۔ کیسے۔ طلب
کیفیت کے لیے۔ کس۔ طلب تعین ذوی العقول و غیرہ ذوی العقول کے لیے۔ مگر۔ طلب تصدیق کے لیے
اور کیا۔ واسطے۔ طلب بہت کسی شے کے بھی آتا ہے۔ غالب شعر بواب اس معرکہ میں قحط غم الفت
اسد بہتے۔ دانا کہ دلی میں رہیں کھٹکے کیا۔ میر تقی شعری نے جو کھوکھڑے صاف برا کہتے ہیں + چیک
تو سننے ہو بیٹھے کیا کہتے ہیں۔ معروف شعر آدود کون تھا خدا مارا + جسناش سے مجھے لگا مارا
مگر شعر ہزاروں میں و غم میں خانہ دہلیں نہیں کھلتا + کہ صاحب خانہ ایلین کتنے اور محمان کتنے ہیں
ممنون شعر کس قدر شرح گرا نیاری غم کھلی تھی + کہ مرے نامہ نے بازو سے کبوتر توڑا + لاشا شعر
دل کوئی بجا گے کہ ہر ہاتھ سے تیرے انشا + کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بیدار میں نہیں
باب شعر مضر ہو کب میں شب اٹھا اے ماہر دنیا یا + گھر سے تری گلی میں تابیام تو نہ آیا +
ذوق شعر وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا + جبکہ اذن عام میر سے اقرار باکئے کو ہیں +
جانی شعر کیا پوچھتا ہے ہمداس جسم ناتوان کی + بگ رنگین نیش غم ہے کپٹے کہاں کہاں کی
معروف شعر کچھ تو سمجھ لیا ہے جو اسکو دیا کر دل + کیوں نا صحا عبت ہمیں سمجھائے جانے ہو +
ذوق شعر شاہ کا دل چاک پسنداپ کو آیا + کس واسطے ان سینہ نگاروں سے تو کہنے + آتش
شعر کس طرح سے نہ مانگین تحین الصفت کرو + بوسہ لینے کا سزاوار وہ ہیں ہر کسکا + سواد شعر
ستہ و چوہ کہ رات کوئی کیونکہ مجھ بغیر + اس گفتگو سے فائدہ پیار سے گزر گئی + جرأت شعر وہ ان
کرتہ بدگئی جالے حجاب کیوں کر + وودن کے واسطے ہو کوئی خراب کیونکر + آتش شعر وہ ہیں
پر میں سکے گان کیسے کیسے دکھام آتے ہیں درمیان کیسے کیسے + سو سن شعر وہ ہیں ہر رنگ تغیر مرا
حیران ہر رنگ کیسے مری تصویر میں بہزاد بھرے + آتش شعر دوستدار اس کا جو جھنسا اٹھا
گیا دنیا سے ہر + بیسی بھری ہر کیسی ماری ماری اندون + غالب شعر رشک کہتا ہے کہ اسکا غیر
سے اخلاص حیف + عقل کہتی ہے کہ وہ بے ہر کسا اشتہاد + شعر کہے کس لٹھ سے جاؤ گے غالب

یہ بین کیا۔ طلب فطریق و طلب تصور کے لیے۔ کون۔ کونسا۔ طلب تعین ذوی العقول
یا غیر ذوی العقول کے لیے۔ کتنا۔ کتنے۔ کس قدر۔ طلب کیت عدد و مقدار کے لیے۔ کدھر۔ استفسار
جست کے لیے۔ کب۔ کس وقت۔ استفسار زمان کے لیے۔ کہاں۔ استفسار مکان کے لیے۔ کیوں۔ کیسے
کس واسطے۔ طلب سبب کے لیے۔ کس طرح۔ کیونکر۔ کیسے۔ طلب وضع کے لیے۔ کیا۔ کیسے۔ طلب
کیفیت کے لیے۔ کس۔ طلب تعین ذوی العقول و غیرہ ذوی العقول کے لیے۔ مگر۔ طلب تصدیق کے لیے
اور کیا۔ واسطے۔ طلب بہت کسی شے کے بھی آتا ہے۔ غالب شعر بواب اس معرکہ میں قحط غم الفت
اسد بہتے۔ دانا کہ دلی میں رہیں کھٹکے کیا۔ میر تقی شعری نے جو کھوکھڑے صاف برا کہتے ہیں + چیک
تو سننے ہو بیٹھے کیا کہتے ہیں۔ معروف شعر آدود کون تھا خدا مارا + جسناش سے مجھے لگا مارا
مگر شعر ہزاروں میں و غم میں خانہ دہلیں نہیں کھلتا + کہ صاحب خانہ ایلین کتنے اور محمان کتنے ہیں
ممنون شعر کس قدر شرح گرا نیاری غم کھلی تھی + کہ مرے نامہ نے بازو سے کبوتر توڑا + لاشا شعر
دل کوئی بجا گے کہ ہر ہاتھ سے تیرے انشا + کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بیدار میں نہیں
باب شعر مضر ہو کب میں شب اٹھا اے ماہر دنیا یا + گھر سے تری گلی میں تابیام تو نہ آیا +
ذوق شعر وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا + جبکہ اذن عام میر سے اقرار باکئے کو ہیں +
جانی شعر کیا پوچھتا ہے ہمداس جسم ناتوان کی + بگ رنگین نیش غم ہے کپٹے کہاں کہاں کی
معروف شعر کچھ تو سمجھ لیا ہے جو اسکو دیا کر دل + کیوں نا صحا عبت ہمیں سمجھائے جانے ہو +
ذوق شعر شاہ کا دل چاک پسنداپ کو آیا + کس واسطے ان سینہ نگاروں سے تو کہنے + آتش
شعر کس طرح سے نہ مانگین تحین الصفت کرو + بوسہ لینے کا سزاوار وہ ہیں ہر کسکا + سواد شعر
ستہ و چوہ کہ رات کوئی کیونکہ مجھ بغیر + اس گفتگو سے فائدہ پیار سے گزر گئی + جرأت شعر وہ ان
کرتہ بدگئی جالے حجاب کیوں کر + وودن کے واسطے ہو کوئی خراب کیونکر + آتش شعر وہ ہیں
پر میں سکے گان کیسے کیسے دکھام آتے ہیں درمیان کیسے کیسے + سو سن شعر وہ ہیں ہر رنگ تغیر مرا
حیران ہر رنگ کیسے مری تصویر میں بہزاد بھرے + آتش شعر دوستدار اس کا جو جھنسا اٹھا
گیا دنیا سے ہر + بیسی بھری ہر کیسی ماری ماری اندون + غالب شعر رشک کہتا ہے کہ اسکا غیر
سے اخلاص حیف + عقل کہتی ہے کہ وہ بے ہر کسا اشتہاد + شعر کہے کس لٹھ سے جاؤ گے غالب

شعر کہو مگر نہیں آتی + تیرے شعر جو چین میں گذرے تو ایسا تو یہ کہیو اوس سے کہ یوں فائدہ مگر ایک ہی حرکت
 پاترے باغ تازہ میں خار تھا + کبھی لفظ استفہام کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔ فدوی شعر گلدائیں میں
 ایسا بھی کہیو تھا + تکلف بر طرف ایسا ہی تو تھا + کلمات استفہام سے سوائے استفہام کبھی اور کچھ
 معنی بھی مقصود ہوتے ہیں مثل اظہار اضطراب و شدت انتظار۔ ذوق شغور و جزائے پر مرے کس وقت
 آئے دیکھنا + جبکہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہیں + اظہار تحب۔ لا اور ہی شعر آتشیں رچہ ترے
 خال کا آنا کیسا + قائم الساریہ بارود کا دانہ کیسا زبرد تو بیخ۔ غالب شعر بے نیازی حد سے
 گذری بندہ پرور کب تلک + ہم کنگیے حال دل اور آپ فرما نیکی کیا + شغور حبیبے یہ خوش غالب
 شعر کیا خوب تھے غیر کہ بوسہ نہیں دیا + بس چپ رہو ہمارے بھی تھے میں زبان پر + اظہار ناسف
 احسان شعر کہاں گریہ دنا لہ وہ جان بلب رہنا + کیا کام ہمیشہ بنا نہیں رہتا + تعظیم۔ غالب
 شعر آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکر رہ گئے + صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا + یعنی بہت کچھ
 تحسین۔ ناسخ شعر کس چین سے ہم اوسکے تصور میں جو تھے + کچھ حد میں شور قیامت مغل ہو +
 یعنی منایت عمدہ چین سے + تحقیر و استغنا۔ ناسخ شعر بارہا بیٹھے کے کعبہ میں لٹکھائی ہو شراب
 محسب کیا ہو خدا کا ہمیں جب پاس نہیں + سودا شعر کیا کروں گا ہاتھ سے خور و نلکے واعظ لیکے جام
 ہو یکن سا غرکش کیسے نرگس محمور کا + کرامت شعر تیس دہنیں ایک دن دیکھا ندرو سے رشک جا
 ہون نے منہ اس چاند میں دیکھا تھا کس منحوس کا + اظہار گمراہی جیسے کہاں بھٹکتے پھرتے ہو میر تقی
 شعر واعظ ناکس کی باتوں پر کوئی جانا ہی تیرا۔ آؤ نی نے چلو تم کسکے کہنے پر گئے + استفہام تقریر
 جس سے اس امر کا اقرار لینا مخاطب سے مقصود ہوتا ہی + جسکو وہ جانتا ہی۔ اندر یہ صورت
 لفظ استفہام سے اقرار طلب کے متصل لاتے ہیں۔ جیسے اقرار فعل یا فاعل یا مفعول کے مواقع
 پر یوں کہتے (کیا مارا نے نے عمر کو) (کیا زید نے مارا عمر کو) (کیا عمر کو زید نے مارا) استفہام
 انکا بھی جس سے اس امر سے انکار کرنا مخاطب کا مقصود ہوتا ہی۔ جس کو وہ جانتا ہی۔
 فدوی شعر گلہ آپس میں ایسا بھی کہیو تھا + تکلف بر طرف ایسا ہی تو تھا + یعنی نہ تھا۔ سوم
 امر۔ اور وہ طلب فعل کے ہر بطور حکم و اشارت کے ہوتے ہیں شعر یوں تکبیر و محبت میں
 کہ ہر سب جائز + حسرت حرمت صبا و مزا میر نہ کھیچ + کبھی امر سوائے حکم کے دیگر معانی کیوں آتا

۹۷
 غلط خیال
 شغور و جزائے
 بندہ پرور
 رچہ ترے
 شغور حبیبے

۲۳
 معانی الفاظ

آتا ہے۔ اجازت دیا کہ لا اعلم شعر میں جان بلب ہون گلا کا لویا گئے سے لادو + جو اکیس آپ کو
منظور ہو وہ جھٹ پٹ یعنی اختیار ہے کہ اند و نوٹین سے ایک صورت کرو + تحویف و تہدید
لا آوری شعر اور مد ہوش بنو اور بنو متوالے ہم کو کیا کام ہے ہم کون نصیحت دے رہا ہے
بے کی اجازت مراد نہیں بلکہ تہدید ہے۔ لا اعلم شعر قتل کرتے ہیں ترے لب کے تمنائی
کو + دیکھ بدنام نہ کر اپنی میسج کی کو + دیکھ صرف بطور تحویف کے ہے۔ زبرد تو بیچ پیسہ شعر
آخان خرابی اپنی ست کر + قحبہ ہے یہ اس گھر ہوگا + آزر کے طور پر ہے۔ تمنا میر حسن
شعر آجاکین شتاب کہ مانند فلش پا + تکتے ہیں راہ ترے سر راہ میں پر ہے۔ دعا صاحب
شعر صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا + یوسف سا ظالم اک مجھے دے ڈال الٹی + التماس
نشا شعر تڑپوں ہون دیکھنے کو ہی وقت آخری یہ + وہ آئے یا نہ آئے یارون بٹا تو دیکھو + او
جیسے مجھے بیٹھے۔ مساوات۔ رند شعر بسمل ترپ کے خون کی چھینٹیں اڑا چکے + دامن
سیٹ پنا کاب آتین اٹ + یعنی دونوں مساوی ہیں۔ اظہار واپانت و کم قدری کسی شے کی
سو دا شعر ہوتی نہیں ہو صبح نہ آتی ہو ٹھکانہ + جسکو پکارتا ہوں وہ کہتا ہے مر کہیں۔ کبھی
امر کو محذوف بھی کر دیتے ہیں۔ سو سن شعر اُس کو میں جا مریگے مدد ای ہجوم شوق + ہج
اور زور کرتے ہیں بیوقوفی سے ہم۔ کبھی جینے کو مستقبل بھی امر کے سننے دیتا ہے جیسے کل بیان
آپ آئینگے اور میں ہمراہ چلون گا یعنی آؤ۔ کبھی مصدر بھی سننے امر کے دیتا ہے۔ سو دا شعر
کیفیت چشم آسکی مجھے یاد ہے سو دا + ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں + چہارم نئی اور وہ
طلب ترک فعل کی ہے۔ تصویر شعر قدم نہ رکھ مرے چشم پر آب کے گھر میں + بھرا ہے نو حکا طوفان
جباب کے گھر میں + نئی بھی امر کی طرح سوائے اپنے سننے کے اور معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ تہدید
جرات شعر مل نل پاس مرے بیٹھ نہ بیٹھا کہ نہ آجئے بھکایا ہے تجھ کو تو اُمی کے گھر جا + نہ ملنا
مراد نہیں بلکہ تہدید + دعا۔ ناسخ شعر دم اخیر تو کروں نظارہ جی بھر کر + الٹی خنجر خاک
آبدار ہو۔ التماس غالب علی خان سید محسن شعر یار و مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جلا ہو
عالت مری ابھی نہیں کیا جائے کیا ہو + چم نہا + اور وہ طلب اقبال ہے۔ یعنی پکارنا حروف
بنایا ہیں۔ ای۔ او۔ ارے۔ اے۔ ری بی۔ یا۔ الف نہا۔ غالب شعر شوریدگی کے ہاتھ سے

بند
۲۲

سر پر بال ووش + صحرائیں بچھرا کوئی دیوار بھی نہیں + لا اَعْلَمُ شعر ابیہ ہر دم ہر ہی کو چھپ جانا نہیں پھر بچتا
 ہو تو او صحرائے اودل واسے + مومن شعر بون کرین چار کھیا رہی اغیار وہاب + یہ مکرور کی ہوتی تو
 دو ایاقسم + مومن شعر ناصحا دلیہن وراسو نہی تو انسا ہی کہ ہم + لاکھ نادان سی کیا شخصے بھی نادان ہو
 اور نادوی ہر درہنہن کہ مخاطب ہی ہو بلکہ غائب یا تنکلم کو بھی حاضر سمجھ کر منادی نہایتے ہیں۔ لا اَعْلَمُ شعر مری
 کو کر ویا چنوں + ای مسکن دین تجھ کو کیا کوسون + تہ شعر عشق کا ہو وراستہ نگاہ واد نہ ہنسے تر شہر کا ہاں
 ہوتا نہیں۔ اور نہ کو غیر مذاکے مقام پر بھی استعمال کرتے ہیں اور اس سے اظہار حسرت و مصیبت و حیرت
 مراد ہوتی ہے جبکہ آسمان یا زمانہ یا شب و روز یا غم و غیرہ منادی ہوئے ہیں اور اظہار کمال بیلافتی
 و جوش و شوق مقصود ہوتا ہے جبکہ باد صبا و منزل محبوب و غیرہ اشیا غیر قابل خطاب ہوتا
 ہوتے ہیں۔ میر شعر ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن ای فلک + اوس شوق کو بھی راہ یہ لانا
 ضرور تھا مومن شعر جل پرے ہٹ مجھے نہ دکھلائے + ای شب ہجر تیرا کا لا منعم + لا اَعْلَمُ شعر
 ای غم یار میں بندہ ہوں رفاقت کا تری + نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو + شیفتہ شعر
 ای مرگ آ کہ میری بھی رہجائے آبرو + رکھا ہے اوسنے سوگ عدوی وفات کا + میر تقی
 شعر اس سرے دلی خرابی ہوئی اے عشق دریغ + تو نے کس خانہ مطبوع کو ویران کیا + دلہ
 شعر۔ جو چمن میں گذرے تو ای صبا تو یہ کیو اس سے کہ ہوغا + مگر ایک میر شکستہ پاترے
 باغ تازہ میں خار تھا + حرف نہ اخذ و ف بھی ہوتا ہے۔ مومن شعر درد ہے جان کے عوض
 ہر رگ پے میں ساری + چارہ گرم نہیں ہونیکے جو۔ مان ہوگا + ششم دعا غائب باری سے
 کچھ مانگنا گویا شعر میں گویا خوش ہوں اسکی زندگی سے + رہے خوش یا اٹھی وہ جہان سے
 قائلہ۔ جو حالات پانچ باب سابق میں در باب خبر مذکور ہوئے اکثر انہیں سے انشائیں بھی بنائی
 ہو سکتے ہیں مثلاً کلام انشائی یا مکتد ہوگا یا غیر مکتد اور مسند انیہ موزون ہوگا یا نہ موزون مثلاً
 طاب انگو انشائیں بھی جاری کرے۔۔

سحر الہامی

فصل سہم۔ وصل و فصل کا بیان۔ ایک جملے پر دو کلمے کے معطوف کرنا وصل اور نہ عطف کرنا کو
 فصل کہتے ہیں جب ایک جملہ پر دو کلمے کے بعد آوے تو دیکھ چاہیے کہ جملہ اول کیا حال ہے
 اگر وہ محل اعراب پر یعنی مبتدا یا خبر یا صفت یا حال یا صلہ یا جزاء یا شرط وغیرہ ہو پس اگر

۲۹
بند اول

مجدد ویم کو بھی جملہ اول کے حکم میں شریک کرنا منظور ہو یعنی اسکو بھی ویسا ہی بتدایا خبر یا صفت
 وغیرہ نہانا منظور ہو تو اسکو مثل مفرد کے عطف کرنا چاہیے یعنی جیسا ایک مفرد کو دوسرے مفرد کے
 احوال میں شریک کرنا ہوتا ہے یعنی دونوں مفردوں میں یا مفعول یا خبر وغیرہ ہوتی ہیں تو عطف کرتے ہیں
 جیسے زید اور عمر آئے یا زید اور عمر کو مارا اس طرح جملہ کو بھی کرنا چاہیے مگر یاد رہے کہ عطف ہوا تو اولیٰ
 کے ساتھ تب درست ہو گا جب دونوں میں وجہ جامع یعنی کچھ مناسبت پائی جائے مسند خواہ مسند الیم
 میں جیسے یا کی چشم نشان نے دل لے لیا۔ اور نعرہ دلفریب نے ایمان اس میں تو حد مسند وجہ جامع ہی
 یا زید نام و نام ہے اور زید لیتا اور دیتا ہی مناسبت نظم اور ترکی اور نسبت تفنن دینے
 دینے میں وجہ جامع ہی مگر زید نام اور تخی ہی یا زید کاتب اور تخیل ہی درست نہیں اس طرح عطف
 زید شعر گفتا ہی اور عمر تر لکھتا ہی یا زید خوبصورت ہی اور عمر دیکر یہ منظر ہی میں عطف
 درست ہی کیونکہ شعر اور تر میں یا خوبصورت اور دیکر یہ منظر میں مناسبت اور یہ تب درست ہو گا جب یہ یاد
 و زمین کچھ مناسبت اور علاقہ ہو مثلاً دونوں بجائی ہوں یا دوست یا دشمن اس لئے یہ کہنا نا درست ہے
 کہ زید شاعر ہی اور عمر خوبصورت ہی خواہ زید اور عمر میں مناسبت ہو یا نہ ہو کیونکہ شاعر اور
 خوبصورت میں کچھ مناسبت نہیں ہی اس طرح یہ کاغذ سفید ہوا اور بگلا بھی۔ بھی غلط ہی۔
 کیونکہ کاغذ اور بگلا میں کچھ نسبت نہیں ہی اور حکم جملہ اول میں جملہ دوم کو شریک کرنا منظور
 نہ تو عطف کر سکتے کیونکہ عطف سے جملہ دوم جملہ اول کے حکم میں شریک ہو جاوے گا اور خلاف
 مقصود یعنی کا شریک پڑے گا مثلاً زید کہتا ہی کہ آج عمر آویگا یہ قول قابل اعتبار نہیں ان دونوں
 جملوں میں اگر عطف لاتے تو جملہ دوم بھی خلاف مقصود زید کا مقولہ سمجھا جاتا سوز شعر لوگ کہتے ہیں
 مجھے یہ شخص عاشق ہے کہیں + عاشق معلوم لیکن دل تو بے آرام ہی + غالب شعر ہی اس محور میں
 قحط فم الفت اسد + تہنہ + تاکہ دہلی میں + میں کھائے کیا + شعر اول مصرعہ دوم میں اگر عطف
 لاتے تو مقولہ لوگوں کا ہو جاتا اور دہلی میں رہیں گے بعد در صورت عطف کھائے کیا مفعول مانا کا
 ہو جاتا اور یہ مراد نہیں۔ اور اگر جملہ اول محل احوال ہو اور جملہ دوم کو جملہ اول کے ساتھ و او
 کے سوائے کسی اور حرف کے در بعد سے مربوط کرنا منظور ہو تو یہ عطف بلا ضرورت شرط وجہ
 جامع کے درست سمجھا جائیگا جیسے زید آیا پھر عمر گیا اس میں تعقیب و علت ملحوظ ہے۔ اور اگر

جملہ دوم کو جملہ اول کے ساتھ سوا سے داد کے اور حرف کے ساتھ عطف کرنا منظور نہیں اگر جملہ
 اول کے واسطے ایسا حکم ہو جس میں جملہ دوم کو شریک کرنا مقصود نہیں ہو تو فصل واجب ہو کیونکہ عطف
 اشتراک حکم لازم آجائے گا جیسے زید نے اگر عمر کو سلام کیا وہ نہایت خوش ہوا اور صورت عطف
 لازم آتا ہے کہ یہ بھی زید کے فعل میں سے ہو۔ در شعر حیف کہتے ہیں ہوا گلزار تاراج خزان ہوا
 اپنا بھی وان ایک سبڑہ بیگانہ تھا مصرع دوم جو مقولہ شاعر ہی در صورت عطف کہتے ہیں کا
 مقولہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر جملہ اول کے واسطے ایسا حکم جس میں جملہ دوم کو شریک کرنا نہیں چاہتے ہو
 پس اگر کمال انقطاع یا کمال اتصال ہو تو فصل واجب ہو ورنہ وصل کیونکہ عطف میں ضروری ہے کہ
 معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت بھی ہو اور مخاطرت بھی اور کمال اتصال میں مخاطرت
 نہیں اور کمال انقطاع میں مناسبت نہیں ہوتی کمال انقطاع یا بسبب اختلاف جملتین کے ہوتا ہے
 یعنی ایک خبر یہ ہو دوسرا انشائیہ جیسے سیاس شعر دم تو لے تیغ تلے ای طیش دل تم جاو دیکھ قاتل کا
 مرے دھیان بٹا جاتا ہے و ناسخ شعر کا فریون میر ہم میں محروم و اعطاب کر سیکد یہ حکم نہ جاری فرات کا
 انشا شعر نچھڑا نکست باد بہاری راہ سپاہی + تجھے اٹھکھیلیاں سو جھی ہیں ہم بیزار بیٹھیں بخند
 شعر نو غریب رحمت پروردگار + آج ساتی کا پیالہ ہو گیا + ظفر شعر عقل سے اپنی کوئی تدبیر جو چاہے
 کوئے + پر ہو بے تقدیر کیا تقدیر جو چاہے کرے + یا یہ کہ وجہ جامع نہ ہو جیسے زید خوبصورت
 ہے اور عمر سوتا ہے غالب شعر یہ لاش بے کفن اسد خستہ جان کی ہے + حق منفرت کرے عجب
 آزد و مہمقا + اور کبھی اگرچہ وجہ جامع موجود ہو۔ مگر عطف سے ایہام خلاف مقصود کا ہوتا ہے
 لہذا عطف نہیں کرتے۔ مگر شعر میں نے یہ کہا کہ مر رہا ہوں + وہ بولا یہی تو چاہتا ہوں + کمال
 اتصال اس صورت میں ہوتا ہے کہ جملہ دوم جملہ اول کی تاکید لفظی ہو یا معنوی یا بدل ذوق
 شعر مذکور ترے بزم میں کسا نہیں آتا + پزدر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا + دوم تاکید لفظی
 نہیں آتا اول کی ہے + مومن شعر بخود تھے غش تھے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا + جینا وصال میں بھی تو مرے
 سے کم نہ تھا + ہر ایک جملہ مصرع اول ایک دوسرے کا تاکید معنوی ہے۔ قرخ شعر چشم سے نور گین سے
 تو ان دل سے صبر + ہجر میں تیرے جدا مجھے ہوا کیا کیا کچھ + جدا ہونے کا کچھ جزو مصرع اول میں بیان
 کیا بدل بعض ہی برکت شعر دل بیتاب کو طرح سے ٹھارے کوئی + مجھے سمجھا سے کوئی + اسے سمجھا سے کوئی

طرح کا بیان مصرع دوم میں ہوتا ہے۔ اول جملہ اول میں شریعت کا بیان ہو۔ جملہ دوم اس کا بیان کرتا ہو۔ اگر
شعر اس میں سے کہ پڑھو پڑھو کی کیا طوق گردن سے کار گریبان مصرع دوم میں پڑھو پڑھو
کی شریعت۔ معروف شعر بعد مرنے کے تیری سیر سیب کی داد و لیس کے ہمراہ متحدہ ہوئے ہر
کھولے ہوئے مصرع ثانی میں واسطے کا بیان ہوتا ہے۔ دوسرا جملہ اول سے غرض متعلق ہو۔ مثلاً
آئیے تشریف لائیے لیجیے حقہ پیجیے۔ جائے آرام کیجیے۔ اصل مطلوب دوسرا جملہ اول سے واسطے فصل کیا گیا ہے۔
یہ کہ جملہ دوم مستانہ ہو یعنی جواب ہو اس سوال کا جو جملہ اول سے پیدا ہوتا ہو تو بھی عطف نہ کرے
فخر شعر پڑھو پڑھو پڑھو پڑھو سے منہ زور ترے خط کا کاغذ میں سیاہی دم تحریر نہ بچوٹی۔ سوال یہ پیدا
ہوتا ہے کہ کس سبب سے نہیں پڑھا مصرع دوم جواب ہی کبھی جواب مقدر ہوتا ہی صرف و چہ مذکور ہوتی
ہی۔ میر شعر حسان کو فتنہ سے خالی کبھی نہیں پایا۔ ہمارے عزیزین تو آفت زمانہ ہوا۔ سوال یہ
کہ اب خالی ہوتا نہیں۔ جواب نہیں۔ بوجہ مصرع دوم کمال اتصال کی حالت میں بھی کبھی ترک عطف
سے پیام خلاف مقصود ہوتا ہے مثلاً کوئی بوجھے تم زبیر کے گھر سے کتنے سے جواب سے نہیں جاؤنگا میان
اشتبہ گذرتا ہے کہ نہیں جاؤنگا کب جملہ زبیر سے یہاں کے یہ یوں کہنا چاہیے نہیں اب جاؤنگا
یا غریب جاؤنگا۔ یہ صورتیں فعل کی محسن۔ اور وصل کے دو موقع ہیں اول یہ کہ گو کمال انقطاع ہو
مگر ترک عطف میں پیام خلاف مقصود کا اشتباہ ہو مثلاً کوئی شخص بوجھے کہ آپ ہنسے خفا تو نہیں
میں وہ کہے کہ نہیں ہنسنے۔ تو مسامت ہو اگرچہ اختلاف جملتین کمال انقطاع ہو مگر ترک عطف میں اشتباہ
بدو کا خفا مراد ہو۔ دوسرے یہ کہ دونوں جملہ درمیان کمال انقطاع و کمال اتصال کے متوسط ہوں
مثلاً دونوں خبر یاد و نون انشائیہ ہوں اور ان دونوں میں وجہ جامع بھی پائی جاسے۔ مومن شعر

بھٹو کتے ہوت دیکھ میری جانب تو دادر آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ

بیان وجہ جامع۔ وجہ جامع تین قسم کی عقل۔ دہی خیالی۔ عقلی وہ امر جو جس کے سبب سے عقل و دین دونوں
کو قوت متفکرہ میں جمع کرنے کا تقاضا کرتی ہو اور وہ دین میں اول یہ کہ مجرب یہ یا مجرب عنہ متحد
ہوں یا ادنیٰ کسی قید مثل صفت یا حال یا ظرف وغیرہ میں اتحاد ہو۔ اتحاد مجرب و مجرب عنہ
کے مشابہت اور پر مذکور ہو میں اتحاد صفت جیسے زید فاضل آیا اور عمر و فاضل گیا۔ اتحاد
حال جیسے زید و دوڑتا آیا اور عمر و دوڑتا گیا۔ اتحاد ظرف جیسے زید یا زار میں آیا اور عمر و یا زار میں آیا۔

شام کو آیا اور عمروث م کو یاد دوم تامل یعنی دو چیز میں نوع میں متحد ہوں اور زمین میں مختلف مثلاً زمین
 اور عمروث کہ دونوں نوع انسان میں ہیں ایسا ہی تجانس مثلاً آدمی اور گھوڑا جو جنس حیوان میں شریک ہیں
 اور نیز تشابہ یعنی عریضات میں متحد ہوں جیسے زید اور عمروث سخاوت یا شجاعت میں شریک ہوں مثلاً اقسام
 حیوانات کے بیان میں کہا جائے کہ آدمی ایسا ہوتا ہے اور گھوڑا ایسا ہوتا ہے یا جب افراد انہما کا
 بیان ہو تو کمین زید سخی ایسا ہے اور عمروث سخی ایسا ہے۔ سوم تضائفات یعنی ایک کے تجھے سے دوسری
 چیز بھی جانے۔ مثلاً باپ اور بیٹا۔ یا علت و معلول۔ مثلاً آفتاب اور روز یا اکثر و اقل۔ مثلاً عمروث
 بڑا ہے۔ اور زید چھوٹا ہے اور جامع دہمی وہ امر ہے کہ جس کے سبب سے۔ وہم دو چیزوں کو قوت متفکرہ میں
 جمع کرنے کا قضا کرتا ہے حالانکہ عقل انکو جدا جہاں مانتی ہے۔ وہم بن قسم ہر اول شدید تامل جیسے سفیدی
 اور زردی یا سبزی و سیاہی کہ وہم ان دونوں کو پسب نہونے غایت خلاف کے مثل یکدیگر
 سمجھتا ہے۔ یعنی سفیدی کو زیادہ صاف زردی سے اور زردی کو زیادہ مکدر سفیدی سے سمجھتا ہے حالانکہ
 عقل دونوں کو وہ نوع متباہن ایک جنس کی افراد شمار کرتی ہے دوم تضاد یعنی دو امر وجودی
 کہ ایک محل پر باری باری آسکتے ہوں۔ اور انہیں غایت خلاف ہو مثلاً سفیدی اور سیاہی
 سوم شیعہ تضاد جیسے آسمان و زمین یا اول و دوم اگرچہ آسمان و زمین وجودی ہیں ایک ثابت
 بابت اور ایک نہایت پست مگر چونکہ اجسام میں اعراض ہنیں اور اس لیے ایک محل پر
 پس یک دیگر ہنیں آسکتے اس لئے تضاد ہنیں کہی جاسکتی اور اول و دوم میں غایت خلاف
 ہنیں ہر کیونکہ اول سے بہ نسبت دوم کے سوم و چہارم زیادہ مخالفت ہیں لہذا انکو بھی تضاد
 ہنیں کہ سکتے تیسرا جامع خیالی وہ امر ہے جس کے سبب سے خیال دو چیزوں کو قوت متفکرہ میں جمع
 کرنے کا قضا کرتا ہے اور یہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ غایت کرنے سے پہلے اون دونوں کے
 تصور خیال میں متضاد ہوں اور اسباب قریب کے مختلف ہیں اسی سبب سے صور خیال بہ نسبت
 اور وضوح کی رو سے مختلف ہوتی ہیں کیونکہ بعض صورتیں ایک شخص کے خیال میں ایک
 دوسرے سے کبھی ملحدہ ہنیں ہوتیں اور دوسرے کے خیال میں ہرگز جمع ہنیں ہوتیں مثلاً قلم
 چاقو۔ کاغذ وغیرہ کی صورتیں کامت کے ذہن میں ایک دوسرے سے جدا ہنیں ہوتیں
 اور وہ ہوں کا ایسا حال ہنیں ہے۔ اور بعض صورتیں ایک شخص کے خیال سے

۲۹
 ان دونوں کو تضاد ہنیں کہی جاسکتی اور اول و دوم میں غایت خلاف ہنیں ہر کیونکہ اول سے بہ نسبت دوم کے سوم و چہارم زیادہ مخالفت ہیں لہذا انکو بھی تضاد ہنیں کہ سکتے تیسرا جامع خیالی وہ امر ہے جس کے سبب سے خیال دو چیزوں کو قوت متفکرہ میں جمع کرنے کا قضا کرتا ہے اور یہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ غایت کرنے سے پہلے اون دونوں کے تصور خیال میں متضاد ہوں اور اسباب قریب کے مختلف ہیں اسی سبب سے صور خیال بہ نسبت اور وضوح کی رو سے مختلف ہوتی ہیں کیونکہ بعض صورتیں ایک شخص کے خیال میں ایک دوسرے سے کبھی ملحدہ ہنیں ہوتیں اور دوسرے کے خیال میں ہرگز جمع ہنیں ہوتیں مثلاً قلم چاقو۔ کاغذ وغیرہ کی صورتیں کامت کے ذہن میں ایک دوسرے سے جدا ہنیں ہوتیں اور وہ ہوں کا ایسا حال ہنیں ہے۔ اور بعض صورتیں ایک شخص کے خیال سے



کہنے لکوں سویرا کی بیری مجال + پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا تجھ کو پڑی + ایسی غرض - مثال
 خذہ جملہ - قائم - شعر کسی بلا میں پھنسے قید ہوئے جان سے جاے + پر آدمی کو خدا تجھ سے
 مبتلا نہ کرے + بعد مرثیہ اول کے تو بہتر ہے مجھ جزیائے مقدر ہے - محمود شعری زخم جگر نادر
 قاتل کی نشانی + اوجارہ گرو اسکا مٹانا نہیں اچھا + مت مٹاؤ مخدوف ہو اور وجہ اسکی مذکور رہی
 کہ مٹانا اچھا نہیں - رتد شعر - تو ن تیغ کا عبث ہر بار + جو لگانا ہوا لگائیٹ + سب آدمیوں کا یہ دستاویز
 مقدم ہے - اور جیسے کسی کام کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا مراد یہ ہے کہ میں اللہ کے نفع میں شروع
 کرنا ہوں اور اقتران - یعنی کوئی کلمہ کسی تقریب کے متصل بولا جائے مثلاً مبارک تشریف شادی
 وغیرہ میں - غالب شعر علی الرحمہ دشمن شہید وفا ہوں + مبارک مبارک سلامت سلامت
 الطاب - اس طرح ہوتا ہے - اول بعد ابہام کے الیضاح - یا بعد اجمال کے تفصیل تاکہ ایک امر
 دو طرح بیان ہو یا سنی ذہن میں خوب سمجھ ہو جائیں نہ یا کھیل لذت کے لیے جو اس سے حاصل
 ہوتی ہے - مثلاً ذہید کے تذکرے میں کہنا کہ بہت لائق آدمی ہے زید باوجود صغیر ستر کے زید
 منظر بھی ذکر کیا گیا شعر - کامیابی پر مری کچھ آسمان کو رشک ہو + اسلئے مجھ پر تم کرتا ہی ہر دم آسمان
 تار شعر اس کے پانوں سے لگی رہتی ہے و نرات حنا + خوب دنیا میں مہر کرتی ہے اوقات حنا
 و دم تو شمع - اول ایک محدود ذکر کر کے بعد اسکی تفسیر لادین - قائم شعر دو چیز ہیں یادگار
 دوران + تیرا ستم اپنی جان نشانی + شہیدی شعر - آٹھ بوسون پر ہوں لو کر اک بت اب اسکا
 مہج کے دوشام کے دوروز کے دوشب کے دو + سوم تکرار کلمہ کسی نکتہ کے لیے مثلاً تاکید
 مومن شعر نجاؤنگا کبھی جنت کو میں نجاؤنگا + اگر ہوئیگا نقشہ تمھارے گھر کا سا چھام آتال
 یعنی آخر کلام میں کسی نکتہ کے لیے ایسی لفظ لادین جس کے بغیر اصل معنی تمام ہو سکیں خواہ وہ
 نکتہ مبالغہ ہو - غالب شعر نالہ جاتا تھا پرے و ش کے میرا اور اب + لب تک آتا ہی جو ایسا ہی
 رہا ہوتا ہے + جو ایسا ہی رہا ہوتا ہے بقصد مبالغہ ہو خواہ وہ نکتہ تحقق تشبیہ ہو - ظفر شعر
 کیا کیجے دلا سیراب اس بحر جہان کی + سہمی ہے ہوا نل جاب اک نفس میں را ایک نفس میں
 لکھا کہ تشبیہ کیل ہو جا پیم ندیل یعنی ایک جملہ کے بعد دوسرے جملہ کی تشبیہ کی گئی تا جہاں جہاں وہم ہوا نل میں

۳۱
 میرا ابہام

طاهر بن محمد

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

١٠٠

1992

10

پر دلالت کرے وہ وضعی ہے جیسے دلالت لفظ شیر کی جائزہ معروضہ پر اور اگر لفظ جزر موضوع لہ پر دلالت کرے وہ تقضی ہے جیسے دلالت لفظ انسان کی حیوان پر نہ حیوان ناقص پر جو اس کے کل معنی میں اور اگر لفظ اُس معنی پر دلالت کرے جو حقیقت موضوع لہ سے خارج ہے لیکن لازم اس کے ہو وہ التزامی ہے جیسے دلالت لفظ شیر کی شجاع پر اور جیسے دلالت لفظ انسان کی ضاحک یا کاتب پر۔ دلالت وضعی کو دلالت مطابقت اور تقضی اور التزامی کو عقلیہ بھی کہتے ہیں پس ظاہر ہے کہ علم بیان میں بحث صرف دلالت تقضی اور التزامی سے ہی اس لئے کہ دلالت وضعی واضح اور واضح نہیں ہو سکتی کیونکہ لفظ شیر اور اسد اور ضیف معنی موضوع لہ پر سب یکساں دلالت کرتے ہیں نہ واضح اور واضح پس علم لغت سے متعلق ہے نہ علم بیان سے البتہ دلالات اخیرہ میں ممکن ہے کیونکہ دلالت التزامی میں ممکن ہے کہ ایک مزدوم کے چند لوازم ہوں کہ بعض بسبب قلت وسائل کے مزدوم کے قریب ہوں اور بعض بسبب کثرت وسائل کے اُس سے بعید پس یہی قرب و بعد باعث وضوح اور خفا کا ہو جائیگا جیسے لینے انگر کے والا یعنی شخص دراز قد دلالت التزامی ہے واسطہ ہو اور بت را کھ دلا بختی همان دوست اسمین کئی واسطہ ہیں کیونکہ بت را کھ لازم بت لکڑی جلنے کی ہے اور بت لکڑی جلنا لازم بت ردی پکنے کی اور وہ لازم کثرت همان کی اور وہ لازم همان دوست ہونے کی ہے پس اول دلالت یہ نسبت دوم واضح تر ہو علیٰ ذلک القیاس ممکن ہے کہ ایک لازم کو چند مزدوم ہوں مثلاً سفیدی لازم ہوت اور شیر اور علاج اور ربط وغیرہ میں چار تہی کہ لزوم سفیدی کا بعض مزدوموں کی نسبت واضح ہو اور بعض کی نسبت واضح اور دلالت تقضی میں ممکن ہے کہ کسی شے کے چند جزو ہوں اور چند جزو خود پس جسے اُس شے پر دلالت واضح تر کریگا یہ نسبت جزو خرد کے اُس شے پر مثلاً حیوان کی دلالت جسم پر واضح ہے یہ نسبت دلالت انسان کے جسم پر۔ غرض کہ علم بیان میں لوازمات معنی کو اعتبار کرنا چاہئے اور کبھی لزوم دو لون طرف سے ہوتا ہے جیسے امام و مقتدی میں کیونکہ امام بغیر مقتدی کے نہیں ہو سکتا اور مقتدی بغیر امام کے نہیں کہلایا جاسکتا اور کبھی ایک طرف جیسے علم و حیات اور جرات شیر میں کیونکہ جرات کو شیر لازم نہیں اور شیر کو جرات لازم ہے اب واضح ہو کہ جب کوئی لفظ معنی موضوع لہ کے واسطے استعمال کیا جائے اُسکو حقیقت کہتے ہیں اور اگر معنی غیر حقیقی کے واسطے استعمال کریں اُسکو مجازہ مگر اس صورت میں معنی حقیقی اور مجازی میں کچھ علاقہ ضرور ہوگا اور مجاز میں جب کہ معنی موضوع لہ متروک ہوں پس اگر وہ علاقہ تشبیہ کا ہے اُسکو استعارہ اور اگر کچھ علاقہ مثل لزوم ہے تو وہ تشبیہ کا ہے

[illegible]

کتابخانه عمومی
مکتبہ اسلامیہ
۱۰-۱۱-۱۲

اور نیز کبھی دونوں مفرد ہوتے ہیں جیسے اشہد بالین کبھی ایک مفرد و دوسرا مرکب۔ شعر مکرر ساقی خیمہ دل کہ
 مینا میری نظر نہیں لگے کہ مثل خاکستر کہ نہیں آگ پندان کہ غائب شعر بتے میں سوئے۔ روپے کے
 چھلے حضور میں ہے ہر جگہ آگے سیم و زہر و ماہ ماندہ یوں بھیجے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے لاکھوں ہی
 آفتاب میں اور میٹھا چاند چھلے کی تشبیہ ایسے چاند و سورج سے ہے جو بیچ سے خالی کیے ہوں ذوق شعر
 رخ گل رنگ پر ساقی کے عرق کا قطرہ کیا تاشا کہ بچا ہے ہر مونگا گوہر عرق کا قطرہ رخ گل رنگ پر مشرب مرکب
 مونگا مشبہ بہ مفرد کبھی دونوں مرکب یعنی ایک ہیات مجموعی مفرد و دوسری ہیات مجموعی سے
 تشبیہ دیکھائی ہے سودا شعر زلفین بکھری ہوئیں یوں چہرہ پہ کھاتی یقین بل کہ جب طرح ایک کھلنے پر
 ہنسن دو بالک کہ کبھی دونوں متعدد یعنی کسی مشبہ و مشبہ بہ یہ قسم کی ایک تشبیہ نفون یعنی اول چند مشبہ
 بعدہ چند مشبہ بہ ذکر کریں نصیر شعر نبا کے افشان بنو حسین پر پختہ و زلفون کو بعد اسکے کہ دھبہ او
 عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ کجی زمین پر باران کہ دوم تشبیہ مفرد۔ یعنی ایک مشبہ مع مشبہ بہ کے
 ذکر کریں بعدہ دوسرا مشبہ و مشبہ بہ دلی ہذا القیاس۔ فشی شعر خیمہ ہر قمر بلا زلف قیامت قامت کہ اس لیے
 لوگ تھیں آفت جان کہتے ہیں کہ کبھی ایک واحد و دوسرا متعدد بھی دو قسم کی ایک تشبیہ جیسے حسین مشبہ واحد ہو
 مشبہ بہ متعدد۔ قمر و شعر زلف یا دھوان کہ یہ شمع جمال کاہ اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا کہ یا آفتاب
 کے پہلو میں آگیا کہ پیدا ہو یا کہ شام غریبان یہ بر ملا کہ دوسری تشبیہ تسویم جیسے مشبہ متعدد مشبہ بہ واحد
 ہوشیار شعر قد مرا اور ترے ابرو کیجہ دیکھ خمیدہ ہر کمان کردارہ
 قسم دوم بیان وجہ مشبہ و مشبہ بہ کبھی حسی ہوتی ہے کبھی عقلی اور نیز وجہ مشبہ کبھی واحد ہوتی ہے
 کبھی متعدد کبھی مرکب ہنر کہ واحد۔ اور واحد حسی تب ہوگی جب طرفین حسی ہوں جیسے سرخی تشبیہ
 رخسار و گل میں اور واحد عقلی میں ضرور زمین خواہ طرفین حسی ہوں خواہ عقلی خواہ مختلف جیسے جرات تشبیہ
 زید و شیرین اور ہدایت تشبیہ طم و نورین اور خلادت تشبیہ شراب و کوثرین یا بالکس اور متعدد میں
 کبھی تمام اجزاء وجہ مشبہ حسی ہوتے ہیں کبھی تمام عقلی کبھی بعض عقلی بعض عقلی جیسے سرخی
 رنگ اور ملائمت تشبیہ رخسار و گل میں اور درازی و سیاہی تشبیہ زلف و شب میں اور
 راستی اور بلندی تشبیہ قد و سر و زمین تمام اجزاء حسی ہیں۔ سودا شعر بسان دانہ و سیدہ
 ایک بار گروہ کھلی جو کام سے میرے پڑی ہزار گروہ اپنے دونوں حال یعنی ابتدائے قدر سے

شعر مکرر ساقی خیمہ دل کہ
 مینا میری نظر نہیں لگے کہ
 چھلے حضور میں ہے ہر جگہ
 آفتاب میں اور میٹھا چاند
 رخ گل رنگ پر ساقی کے عرق
 مونگا مشبہ بہ مفرد کبھی
 تشبیہ دیکھائی ہے سودا شعر
 ہنسن دو بالک کہ کبھی
 بعدہ چند مشبہ بہ ذکر کریں
 عاشق کو اس ہنر سے فلک
 ذکر کریں بعدہ دوسرا مشبہ
 لوگ تھیں آفت جان کہتے
 مشبہ بہ متعدد۔ قمر و شعر
 کے پہلو میں آگیا کہ پیدا
 ہوشیار شعر قد مرا اور ترے
 قسم دوم بیان وجہ مشبہ
 کبھی حسی ہوتی ہے کبھی عقلی
 کبھی مرکب ہنر کہ واحد۔ اور
 رخسار و گل میں اور واحد عقلی
 زید و شیرین اور ہدایت تشبیہ
 کبھی تمام اجزاء وجہ مشبہ
 رنگ اور ملائمت تشبیہ رخسار
 راستی اور بلندی تشبیہ قد و
 ایک بار گروہ کھلی جو کام

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

نسیم شعر گول ایک ستون تھے سادہ جرحہ چلن ترکان ختم نمونہ اگر کوئی وصف مشبہ یا مشبہ بہ کا ایسا
 مذکور کریں جس سے وجہ مشبہ کی طرف اشارہ ہو تو بھی ٹھیک ہے جیسے مصرع اول میں ستون کی صفت
 گول واقع ہے اور باعتبار وجہ مشبہ تشبیہ و قسم ہے ایک قریب بتدل دوسری بعید غریب - اول وہ
 جسکی وجہ مشبہ امر مشہور ہو فوراً ہر ایک کی سمجھ میں آجائے یعنی جو تشبیہ بکثرت مستعمل ہو جیسے قد کی
 سرود - دانت کی موتی کے ساتھ - دوم وہ جو بلاخوض و فکر فوراً مفہوم نہو - اور تشبیہ بتلفظ السبب
 بعض تصرفات کے غریب ہو جاتی ہے اول تشبیہ مشروط یعنی مشبہ اور مشبہ بہ یا دونوں کو کسی شرط
 کے ساتھ مقید کرنا - غلین شعر نرین دیکھا اگر سر دین ماہ منور کا کہ تو ہر سر و کو قد سے ترے
 او دلیرا کہتا کہ دوم تشبیہ اضمار - یعنی اس طرح تشبیہ دینا کہ تشبیہ معلوم نہو جو شیار شعر تیرہ
 کو واسطے ہے میراجت کہ گریوہ زلف تیرہ چون شب تار کہ سوم تشبیہ تفضیل وہ ہے کہ ایک شے کو کسی شے
 سے تشبیہ دین بلا ذکر وجہ مشبہ کے اور پھر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دین بعد رجوع کے - ہو شیار شعر
 تو ہی گل اور نین کہ ہے دایمہ کچھ سے خرم رخ گل گلزار کہ معشوق کو گل سے عام طور پر تشبیہ دی پھر
 اسکی فضیلت کی وجہ سوائے وجہ مشبہ کے بیان کی -

قسم سوم بیان غرض تشبیہ کبھی امکان وجہ مشبہ غرض ہوتی ہے جہاں کہ اذما اسکے امتناع کا
 بھی ممکن ہو - ظفر شعر دل لگے اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا کہ لگے جڑ شمع نہ پروانہ کی مناب سے
 لاگ ہے اگرچہ متنع معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو دوسرا حسین پسند نہ آئے مگر تشبیہ سے یہ امر ممکن ہو گیا
 ابھی صرف بیان حال و وصف مشبہ مقصود ہوتا ہے مثلاً ایک کپڑے کو دوسرے کپڑے سے
 تشبیہ دین سیاہی یا سفیدی میں - کبھی بیان حال مقدار مشبہ غرض ہوتی ہے از روئے قلت و
 کثرت مثلاً تشبیہ لمر کی نقطہ لور زلف کی عمر خضر اور در وصل کی مدت قلیل اور شب ہجر کی روز
 قیامت کے ساتھ - کبھی حال و شان مشبہ کو ذہن نشین سامع کرنا غرض ہوتی ہے مثلاً
 پتھر کی لکیر مضبوط عہد کے لئے ظفر شعر کتا بو نین لکھا ہے کیا بہت لکھ لکھ کے دعو دالین ہمارے
 دالین ہے نقش حج یہ تیرا زمانہ جرات شعر دلو ہر ضیہ میں سمجھایا کہ او خانہ خراب ہے جان اس
 ہستی موموم کو تو نقش بر آب ہے و شعر اشک مہر ہر گردش ہی ہکو سارے دن ہے جو تم میرا تو پیار
 پھر یہ ہمارے دن ہے کبھی ترین مشبہ نظر سامع میں غرض ہوتی ہے مثلاً چہرے کی شمع سے

دانت کی موتی سے لب کی یاقوت سے۔ امانت شعر نہیں پرا و گل رعنا تو تماشا دیکھا کہ گہروں میں یاقوت
 کو کجا دیکھا کہ کبھی مذمت و تہنیت مشبہ نظر ساس میں نہ تسم شعر زبور سیلا خال اسکے ہر گد کی جبین
 بال اسکے سودا شعر رنگ و دہن اسکے ہر بد و قیود جیسے کہ جلاب کا دست اخیر کہ کبھی اظہار ندرت اور
 استطران مشبہ غرض ہوئی ہر خواہ مشبہ ہر فی نفسہ نادرا و طرفہ ہو۔ امانت شعر بھول سے سینہ پر کب ہی
 لہجہ بتائی پیدا ہوئے فشن میں اندر و نئے سبستان پیدا خواہ مشبہ ہر فی نفسہ نادرا و مگر مشبہ کی
 حالت میں اسکے سب سے ندرت ظاہر ہو۔ سودا شعر زلفین بکری ہوئی یون چہرہ کھاتی تھیں بل جسطح
 ایک لہو نے پٹھن و بالک ہر انوار شعر جنبش شرکان نہیں انوار چشم باری پر ہر ہر باد کش یہ مردم
 جو پر ہر ہر غرض تشبہ متعلق ہر مشبہ ہوتی ہر آسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جسمین وجہ مشبہ ناقص ہو
 اسکو مشبہ بکرن۔ امانت شعر نقشہ ہر روئے گل میں اگر روئے یار کا چہ شمشاد سایہ ہر قدر دلجو سے
 یار کا بیان اظہار اس امر کا مقصود ہے کہ قدر شمشاد سے زیادہ ہر راستی میں۔ دو م تشبہ لہجہ
 مطلوب یعنی شہ مرغوب و مطلوب کو جس کا اہتمام منظور ہر مشبہ ہر کرین جیسے بھوکا چاند کو رولی سے
 تشبہ دے۔ ذوق شعر ہندی ہر جو کجی تو یہ سو جی ہر نقشہ میں ہر ساقی نے حیرتیز آتش یہ اڑائی ہر
 واضح ہو کہ تشبہ میں مشبہ کو مشبہ سے وجہ مشبہ میں کمال اور فائق کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور جہاں مساوی
 کرنا و نون کا مقصود ہوا اسکو تشبہ کہتے ہیں عیشی شعر دل گرفتہ ہون کر دن گاہو کے میں آزاد کیا ہر
 جھکو گیسان ہر چمن کیا خانہ بیا د کیا ہر اور کبھی یہ بطور تشبہ عکس کے بھی ہوتا ہے۔ ہوشیار
 شعر میں ہون لاغزری لکری طرح ہر کمر تیری جیسا میں ہون نزار۔

قسم چارم ادا تشبہ جس تشبہ میں ادا تشبہ ہوتے ہیں اسکو مرسل اور جس میں نہیں
 ہوتے اسکو موزون کہتے ہیں اور الفاظ تشبہ مستعمل آرد۔ سا۔ مانند جیسا۔ چون۔ چون۔
 نظیر۔ مقابل۔ مشابہ۔ برابر۔ مثل۔ گویا۔ عدیل۔ برنگ۔ لسان وغیرہ میں مثال مرسل۔ ذوق
 شعر آفس ہر کیا و لکوتیر یار سے ہر مشابہ زخم بھی سو فار سے۔ و کہ شعر یون نگہ نکل چو چشم
 یار سے۔ ست جیسے خانہ خمار سے۔ و کہ شعر نظر لٹا ہر برنگ لب ساغر و ہلال ہر
 میکا پڑا ہر لب ست سے شوق نقیل ہر مثال موزون۔ ناسخ شعر ہوا سے بال
 بڑا کرتے ہیں جو اسکے چہرے پر ہر غزال چشم شوخی کر رہے ہیں چہن گیسو میں ہر

۳۸

لہجہ سب سے
 تشبہ کی
 تشبہ کی
 تشبہ کی

فصل دوم استعارے کے بیان میں اور ہر ہر چہ کہ ہر زمین جب معنی حقیقی و مجازی کے درمیان طلاق
تشیبہ کا ہوتا ہے اسکو استعارہ کہتے ہیں اور غرض استعارے سے یہ کہ تشبیہ کو عین تشبیہ پر قرار دین پس حالت استعارہ
نہیں تشبیہ کو مستعارہ و تشبیہ کو مستعار نہ و تشبیہ کو وجہ جامع کہتے ہیں جیسے شیر یعنی مرد و شجاع پس شجاع
مستعارہ شیر مستعار نہ شجاعت وجہ جامع ہے اور بطور تشبیہ مستعارہ و مستعار نہ کبھی دونوں حتی یا عقلی
ہوتی ہیں کبھی ایک حتی ایک عقلی فتاویٰ پس اگر صرف تشبیہ کو ذکر کریں اسکو استعارہ بالتشبیح کہتے ہیں جیسے
آفت شعر ربطہ لگا اس شمع کو پروا تو نسے آفتاں کا کیا حوصلہ بگا تو نسے شمع سے مراد مشتوق
اور پروا نہ سے فاشق اور اگر صرف تشبیہ کو ذکر کریں اسکو استعارہ بالکنایہ کہتے ہیں لیکن اس صورت میں قرینہ ضرور
ہوگا فیہ مناسبات و لوازمات تشبیہ محدود کے اور اس قرینہ کو استعارہ تخیلیہ کہتے ہیں تاہم شعر نہیں ممکن کہ کلک
فکر کے شعر سب اچھے ہر سب ہی بیت فیان گہر ہوتے ہیں کم پیدا ہر فکر کا فتنی قرار دیا اور کلک جو واسطے فتنی کے
ضرور ہے اس کے واسطے ثابت کیا پس استعارہ فکر کا فتنی کے ساتھ استعارہ بالکنایہ ہے اور اثبات کلک کا اس کے واسطے
استعارہ تخیلیہ۔ و لہ شعر یاں حرم نیا بے ای تیرے جنون ہر بار گراں ہی جاوے احرام دوش پر ہر جنون کو آدمی سے
استعارہ کیا اور استعارہ دو قسم ہے اگر استعارہ اسم جنس ہو یا تشبیہ اسم جنس وہ اصلیدہ جیسے اشد بلا سے ظاہر ہے
اور اگر مستعار فعل یا تشبیہ فعل یا حرف ہے اسکو استعارہ تہیہ کہتے ہیں تہیہ اس سے نام ہے کہ فی الواقع استعارہ
افعال میں نہیں بلکہ ان کے مصادر میں ہے جیسے لا اعلم شعر مگرے یا چاہ میں تیری ہے کچھ نہ ٹھہرے نگاہ میں تیری ہے بیہوش
و حواس ہو جانیکو مر جانے سے استعارہ کیا اور مگرے فعل ہے آفت شعر شکوہ خانہ خراب اور کھر جھلکا
میں بیان بستر غم اپنے پر مر رہنے لگا لیٹ رہنے کو مر رہنا کہا۔ راقم شعر جب میں نے کہا تھے ملاقات اٹا دی ہے
تب اسے ہنسی میں یہ مری بات اٹا دی ہے اٹا دینا دو کر نیکے معنی پر جو عہد بھاگ ان شعبہ بازو نسے مثال سیاب ہے
اجتناب کو بھاگنے سے استعارہ کیا اور بھاگ حیثہ امر کا ہے اسطرح حرف صلاحیت مستعارہ ہونکی نہیں رکھتا فی الواقع
اس کے معانی متعلقہ میں استعارہ ہوتا ہے جیسے حرف (سے) یعنی ابتدا اور (رنگ) یعنی انتہا اور (میں) یعنی
ظرفیت اور (لئے) اور (تو) یعنی غرض ہیں اور اس شعر میں شعر بات ہمسے تو نکرئی اور غیر و نسے
تیاک ہے ہم مگر اس بزم میں آئے تھے ذلت کے لیے۔ بیان حرف لے اصل معنی پر مستعمل نہیں ہوا کیونکہ
ذلت غرض آئینکی نہ تھی بلکہ اصلی غرض یعنی حصول عزت کو بطور استہزاء اس نتیجہ سے جو حاصل ہوا
یعنی ذلت سے استعارہ کیا ہے اگرچہ بظاہر حرف لے مستعار نہ ہے مگر فی الواقع استعارہ اس کے معنی

لے اس معنی میں ہے کہ ہر زمین جب معنی حقیقی و مجازی کے درمیان طلاق
تشیبہ کا ہوتا ہے اسکو استعارہ کہتے ہیں اور غرض استعارے سے یہ کہ تشبیہ کو عین تشبیہ پر قرار دین پس حالت استعارہ
نہیں تشبیہ کو مستعارہ و تشبیہ کو مستعار نہ و تشبیہ کو وجہ جامع کہتے ہیں جیسے شیر یعنی مرد و شجاع پس شجاع
مستعارہ شیر مستعار نہ شجاعت وجہ جامع ہے اور بطور تشبیہ مستعارہ و مستعار نہ کبھی دونوں حتی یا عقلی
ہوتی ہیں کبھی ایک حتی ایک عقلی فتاویٰ پس اگر صرف تشبیہ کو ذکر کریں اسکو استعارہ بالتشبیح کہتے ہیں جیسے
آفت شعر ربطہ لگا اس شمع کو پروا تو نسے آفتاں کا کیا حوصلہ بگا تو نسے شمع سے مراد مشتوق
اور پروا نہ سے فاشق اور اگر صرف تشبیہ کو ذکر کریں اسکو استعارہ بالکنایہ کہتے ہیں لیکن اس صورت میں قرینہ ضرور
ہوگا فیہ مناسبات و لوازمات تشبیہ محدود کے اور اس قرینہ کو استعارہ تخیلیہ کہتے ہیں تاہم شعر نہیں ممکن کہ کلک
فکر کے شعر سب اچھے ہر سب ہی بیت فیان گہر ہوتے ہیں کم پیدا ہر فکر کا فتنی قرار دیا اور کلک جو واسطے فتنی کے
ضرور ہے اس کے واسطے ثابت کیا پس استعارہ فکر کا فتنی کے ساتھ استعارہ بالکنایہ ہے اور اثبات کلک کا اس کے واسطے
استعارہ تخیلیہ۔ و لہ شعر یاں حرم نیا بے ای تیرے جنون ہر بار گراں ہی جاوے احرام دوش پر ہر جنون کو آدمی سے
استعارہ کیا اور استعارہ دو قسم ہے اگر استعارہ اسم جنس ہو یا تشبیہ اسم جنس وہ اصلیدہ جیسے اشد بلا سے ظاہر ہے
اور اگر مستعار فعل یا تشبیہ فعل یا حرف ہے اسکو استعارہ تہیہ کہتے ہیں تہیہ اس سے نام ہے کہ فی الواقع استعارہ
افعال میں نہیں بلکہ ان کے مصادر میں ہے جیسے لا اعلم شعر مگرے یا چاہ میں تیری ہے کچھ نہ ٹھہرے نگاہ میں تیری ہے بیہوش
و حواس ہو جانیکو مر جانے سے استعارہ کیا اور مگرے فعل ہے آفت شعر شکوہ خانہ خراب اور کھر جھلکا
میں بیان بستر غم اپنے پر مر رہنے لگا لیٹ رہنے کو مر رہنا کہا۔ راقم شعر جب میں نے کہا تھے ملاقات اٹا دی ہے
تب اسے ہنسی میں یہ مری بات اٹا دی ہے اٹا دینا دو کر نیکے معنی پر جو عہد بھاگ ان شعبہ بازو نسے مثال سیاب ہے
اجتناب کو بھاگنے سے استعارہ کیا اور بھاگ حیثہ امر کا ہے اسطرح حرف صلاحیت مستعارہ ہونکی نہیں رکھتا فی الواقع
اس کے معانی متعلقہ میں استعارہ ہوتا ہے جیسے حرف (سے) یعنی ابتدا اور (رنگ) یعنی انتہا اور (میں) یعنی
ظرفیت اور (لئے) اور (تو) یعنی غرض ہیں اور اس شعر میں شعر بات ہمسے تو نکرئی اور غیر و نسے
تیاک ہے ہم مگر اس بزم میں آئے تھے ذلت کے لیے۔ بیان حرف لے اصل معنی پر مستعمل نہیں ہوا کیونکہ
ذلت غرض آئینکی نہ تھی بلکہ اصلی غرض یعنی حصول عزت کو بطور استہزاء اس نتیجہ سے جو حاصل ہوا
یعنی ذلت سے استعارہ کیا ہے اگرچہ بظاہر حرف لے مستعار نہ ہے مگر فی الواقع استعارہ اس کے معنی

متعلقہ ہیں۔ غرض اس کے استعارہ میں قسم کی مطلقہ۔ مجردہ مرتبہ۔ مطلقہ وہ جسمین مناسبات استعارہ یا
 مستعار نہ کے ذکر نمون۔ شعر اچھا جو خفا۔ ہوتے ہو تم ای صنف اچھا۔ ہونے بھی نہ بولیں گے خدا کی قسم اچھا۔ ہوتا
 شعر میں برکتیں محض کے اسے لکھے پر اس پر لکھے ہو جو خود کے پر کا لکھ۔ صنف دوسری سے مستحق
 مراد پر استعارہ مجردہ وہ کہ صرف مناسبات استعارہ کے مذکور ہوں جیسے رنگ سر پہ ساجھی قسم
 ناسخ شعر سگان خرابات میں مطلق متواضع۔ بہت شری رنگیں میگوں کے ہر خم سے۔ استعارہ مرتبہ
 وہ جسمین صرف مناسبات مستعار نہ کے ذکر لکھے جو ہیں نسیم شعر حاجت کے گنا سے جب ہوئی دیر۔
 گھر کے پتنگ سے اٹھا شیر۔ شیر سے مراد مراد شہجہ۔ اور پتنگ بطور بہام مناسب شیر کے بھی مناسبات
 دونوں کے بھی مذکور ہوتے ہیں نسیم شعر سر کی مٹی جو محرم اس قمر کی۔ برجون یہ سے چاندنی مٹی سر کی۔
 برج سے مراد پستان۔ محرم مناسبات پستان سے ہی اور چاندنی اور قمر مناسبات برج میں۔ اب واضح ہو
 کہ استعارہ باعتبار مستعار نہ و مستعار نہ کے دو قسم ہوتا ہے اول وہ قافیہ جسمین طرفین استعارہ ایک شہین
 جمع ہو سکن مثلاً استعارہ بدایت کا ذلک سے۔ اور جابل کا اندھے سے کیونکہ ممکن ہے ایک شخص میں بدایت و
 زندگی یا جالت و نابینائی جمع ہو سکن۔ دوم غنادیہ کہ دونوں کا اجتماع ایک میں محال ہو مثلاً مرد و
 نیل نام کو زندہ کتنا کیونکہ موت و زندگی کا اجتماع محال ہے اور غنادیہ کے قبیل سے ہے بچل کو حاتم یا کزیر
 کو رستم کہتے۔ لا آوری شعر دہان تو ہم وز آئی نظریں خاک میں ہے بیان ہم ایسے تو انکر کہ گھر میں
 خاک میں ہے مفلس کو تو نگر سے استعارہ کیا۔ اور معلوم رہے کہ وجہ جامع کبھی طرفین کے مفہوم
 میں داخل ہوتا ہے جیسے زید کا گھوڑا آتا ہے وہ جامع یعنی قطع مسافت دوڑنے اور اڑنے دونوں پر
 جو ہمیشہ مختلف اور بھی دونوں کے مفہوم سے خارج ہوتا ہے مثلاً کسی شخص کو شیر کہنا وجہ جامع یعنی صفت
 شجاعت مراد شیر دونوں کے مفہوم سے خارج ہے۔ باعتبار وجہ جامع بھی استعارہ دو قسم ہے جس کا وجہ جامع
 و متعلق و غیر متعلق ہوتا ہے اور مشہور نام ہو سکوا سید اور بنہ کہتے ہیں جیسے سر کا قند۔ رخ کا گل سے
 کہ وجہ جامع ہوا سے خواص اور اہل قسم کہ شہین ہو یا شیر غور و تامل کے دریافت نہو سکے اسکو
 کہ غریب کہتے ہیں۔ لا آتم شعر بہ سنا بد ساقی قتل مینا نہو گیا۔ غر گل کو کاشیشہ چکیان
 کہ غر کہتے ہیں۔ لا آتم شعر بہ سنا بد ساقی قتل مینا نہو گیا۔ غر گل کو کاشیشہ چکیان
 کہ غر کہتے ہیں۔ لا آتم شعر بہ سنا بد ساقی قتل مینا نہو گیا۔ غر گل کو کاشیشہ چکیان

مٹی میں ہوا کا تھا سنا کیا ہٹھی میں ہوا کا تھا سنا استعارہ ہی کا یہودہ کرنے سے۔ استعارہ بمثل جب مشہور
و مروج ہو جاوے اسکو ضرب المثل کہتے ہیں جیسے۔ ذوق شعر دل جو گھر غم کا ہو کیا اسین ہوسرایہ عیش
و دشل ہی کہ کہاں گھونسلے میں چل کے مانس ہے

فصل سوم۔ مجاز مرسل کئی قسم کا ہے کبھی سبب کو بجائے سبب کے لاتے ہیں و قلق شعر طرب و یاس
سے زمانے نہ آگاہ تھے ہم و حق بجانب ہی کہ نادان ہی والد تھے ہم و مراد طرب و یاس سے تغیر زمانہ ہو اور
تغیر سبب طرب و یاس کا ہو اور جیسے کہتے ہیں کناج بالکل اناج برسا بجائے پانی برسنے کے کبھی سبب کو بجائے
سبب کے لاتے ہیں جیسے ہاتھین ہی بیٹھے قدرت و قابو میں ہی اور جیسے کہتے ہیں کہ آگ جل رہی ہی حالانکہ لکڑی جتنی ہی
و کہ شعر بس ملاقات سے اب سیر ہوئے گھر گیا دل کیسی جاہت تھی کیسی طبیعت مائل و مراد سیر سے بیزار
ہونا ہی اور سیری سبب بیزاری کا غذا سے ہی کبھی ظن کو بھی سے منظوف کے لاتے ہیں جیسے لفظ قارورہ
کہ بمعنی شیشے کے ہی بمعنی بول کے اور جیسے تمام شہر بجائے تمام باشندگان شہر کے۔ معروف شعر کی صیت
یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ لات ہے سارے گھر کو ترے پیار نے سوئے نہ پایا و اور جیسے جاری ہونا نہ گایا نہ لایا
بجائے جاری ہونے بلانی کے۔ یا کہیں کہ تو اٹھا دو اور مانگنا پانی۔ ظفر شعر ساقی کہ صحر حریف
قدح نوش آگئے و سینا نہ خالی دیکھ مرے ہوش آگئے و معنی شرب نوش یا جیسے ہنڈیا پک رہی ہی حالانکہ
اسین کچھ خبر کتنی ہی۔ کبھی منظوف کو بجائے ظرف جیسے گلاب کو طاق میں رکھو و معنی شیشہ گلاب کو یا نشہ پینا
بجائے شراب پینے کے۔ کبھی لفظ کو باعتبار حالت زمان باضی کے استعمال کرتے ہیں جیسے طیب زادہ کو
طیب کہنا یا قطرہ آب مراد انسان سے کبھی باعتبار ایوان یعنی حالت زمان مشعل کے ذکر کرتے ہیں جیسے طالع
کو مولوی کہنا یا کہنا کہ شکار جاتا ہی حالانکہ ابھی زندہ ہی کبھی گل بجائے جڑ جیسے ایک غصون درہو کو غصون پر بن
درہو ہی۔ شہر شعر داب لی دانوین بھیگی زلف آسنے وقت غسل و زہرنا حق آب حیوانین ٹھوڑا سانپ کا و
ظاہر ہی کہ تمام زلف نہیں داب لی۔ یا کہیں کہ مسکن ہمارا لکھنؤ و۔ و ذکر مسکن صرف ایک قطعہ ہی قطععات
لکھنؤ سے اور کبھی بڑ بجائے گل جیسے لفظ بارود کہ معنی شہرہ ہی معنی شہر مرکب شہرہ گندھک کو لکھ کے میر حسین
شعر جوتی۔ یا کچھ مرے دم میں دم و تو پھر آکے یہ دیکھتا ہوں قدم و قدم سے مراد تمام صورت
اور کبھی عام بجائے خاص جیسے کسیکا ایک کپڑا بھیگ جائے اور دیکھ کے میرے کپڑے بھیگ گئے اور کبھی
خاص بجائے عام تسلیم شعر صبح ہوئی تو ننھ میں ڈالاجہ کاسے نہ میں آدھے نہ گارہ کا لایا عام ہی اور سانپ

علاوہ سبب اول و سبب ثانی

معنا الالباب

۴۱

مجلس شورای ملی

معيار البلاغت
2

ہر وہ مجھے چھل لگ آتی ہے کبھی مذکور جب ہوتا ہے کچھ گزرتے فسا نو نکاح بھی لگنا کنا یہ کثرت گریہ ہے۔ تو آتش
 شمع لگے زمین پہ اب سب آتارنے ہو کہ یہ دن دکھائے ترے انتظار نے ہو کہ زمین پر آتارنے لگنا ہوا
 زب الگ ہونے سے ہو آتش شمع۔ التجا پر ہر بھان کی جناب میں ہو رکھو میں ساق ساقی کلکام دیر
 ساق دوش پر رکھنا کنا یہ مباشرت سے ہو ایسے کنا یہ کو ایسا اشارت کہتے ہیں خواہی اپنے جسمین
 حاجت عورتا مل کی ہو جیسے طویل القامت یا عرض القفا یعنی احسب یا کوہ گولان یعنی شری کو کہ
 ان خواص سے ہر ایک واقع نہیں اسم قسم کنا یہ کو رہ کہتے ہیں دوم نعید میں واسطے ہوں جیسے بہت رکھو
 والا یعنی حمان دوست ایسے کنا یہ تو کج کہتے ہیں ^{کے تیرے نزدیک ہے اشار کرتا} تو شمع غریزہ اصلا نہیں سراپا بہت کہ دریائے
 لہر دیکر نہ باندھا گو ہر شہوار دامن سے ہو کہ وہ دیکر نہ باندھنا لازم ہو باجیٹا نہ کہنے کو اور وہ لازم ہو عزیز
 ہو نیکو۔ تو آتش شمع مرض یہ پھیل پڑ پڑ جاتی ہے کہ پیٹ لگ گئی یاروں کی چار پائی سے
 پیٹ چار پائی سے لگ جانا لازم ہو اکثر تیرے رہنے کو اور وہ لازم ہو سقوط طاقت نشست و بخت
 تو قسم سوم شال اثبات۔ غالب شمع بانو سے تیرے سے فرق ارادت اور نگ ہو فرق سے تیرے
 کر کے کسب سعادت اکلیل ہو مراد یہ کہ کثرت تیرے بانو سے رہے اور تاج سر پر رہے ظفر شمع اور
 ہاتھ سے تیرے نہ با آخر کار چاک دامان میں اور چاک گریبان میں فرق ہو دونوں چاک میں فرق
 نہ ہونے سے مراد ہو کہ گریبان بھٹ گیا یا زید نے عورت کو لباس پہن لیا ہو یعنی آسمین عورتوں کے عادت میں
 یا زید و عمرو ایک سانچے کے ڈھلے ہیں یعنی زید میں بھی عمرو کے خواص موجود ہیں شال نفی جیسے شال ہے۔
 کوئے بھاگ پڑی یعنی کیونکہ فہم و عقل نہیں ہو کیونکہ جب کوئے میں بھاگ پڑی تو سب میں گے
 اور نشہ سے سب کی عقل جاتی رہی۔ اور واضح ہو کہ کبھی کنا یہ سے موصوف غیر مذکور مقصود ہوتا ہو
 اسکو تو عرض کہتے ہیں جیسے خطاب میں معشوق بے وفا کی مصرع ہو دوست وہ جو دوست کے خاطر
 جلائے دل ہو مراد شاعری یہ ہو کہ تو اقسام دوستان نہیں ہو اور جیسے۔ ^{میں حسن شمع}
 لگی کہنے ہنس کے وہ ماہوش ہوئی تھی آسے دیکھ میں ہی تو غش ہو تمہیں نے تو چھکاتھا جھجھکاب
 بھلا میری خاطر بلا لوشاب ہو مراد یہ کہ تم غش ہو میں تمہیں اور میں نے کلاب چھکاتھا۔

۳۴
 معیار انشا
 لکھنے کے کام کا دست
 ہر حسب قواعد علم
 معانی و بیان کے
 فردی و انفرادی
 بھی ہوں تو مستحق
 ہو گا ورنہ نہ مماندہ
 نہیں

باب سوم علم بدیع میں
 علم بدیع علم محسنات کلام کا ہو جو الفاظ و معنی میں ہوتے ہیں لیکن وہ محسنات برسبیل آستان ہوں

تشریح الہامات

تشریح وغیرہ۔ ذوق شعر تیرا تھی ہر فلک کا ہکشان ہر خطوم کا کان دونوں مدد و خور دم ہر ذنب سر ہر لاس ہر اسی صنعت میں داخل ہے۔ تشابہ الاطراف یعنی کلام کو ایسی شے کے ساتھ ختم کرنا جو ابتدا سے مناسبت رکھتی ہو لا اعلیٰ۔ شعر کچھ سفید اور سیکی نہیں ہوتی تھی۔ شام ہوتی تھی کہ صبح کہہ کر ہوتی تھی۔ شام مناسبت سیاہ کی صبح مناسبت سفید کی لایا۔ ظفر شعر جو دروہ ہو تو قل چکا تا جو سایہ ہوتا تو سر ملانا۔ الہی دل کو مرض یہ کیا ہے نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے۔ منہ سے بولے مناسب غل چاٹنے کے ہے۔ سر سے کھیلے مناسب سر ہلانے کے ہے ایہام یہ صفت دو قسم ہے ایہام تضاد اور ایہام تناسب جسکو تو یہ بھی کہتے ہیں یعنی ایسا لفظ لانا کہ دو معنی رکھتا ہو اور معنی دوم کہ غیر مقصود کسی لفظ سے اگر نسبت تضاد کی رکھتا ہو وہ ایہام تضاد ہے اگر اور کوئی نسبت ہے تو ایہام تناسب مثال ایہام تضاد کی۔ امانت شعر دل جو بھر آیا تو ایک شے چاہیے۔ سارے تالاب کے سونے کو جگایا میں نے۔ لفظ سونے کا بیان معنی منبع کے ہے لیکن معنی دوم صفت کہ غیر مقصود لفظ جگانے سے ایہام تضاد رکھتا ہے۔ وہ شعر بحر ساقی میں رُلا تا ہر چین ابر سیاہ۔ غم داندہ بڑھاتی ہے گھٹا سادوں کی۔ لفظ گھٹا بڑھانے کی متضاد ہے اور معنی مقصود ابر کے ہیں ایہام تناسب دو قسم ہے اگر معنی مقصود کے مناسبات مذکور ہوں اسکو ایہام مرشح کہتے ہیں۔ جرأت شعر ہوا میں بھی داخل کشمکش تو عبث تو ہوتا ہے سرگر ان کہ مرے گلے کی طرف میان ترے آب تیغ کا ڈھال تھا۔ ڈھال کے معنی غیر مقصود یعنی سیر تیغ کی مناسب ہے ورنہ مجرد لا اعلیٰ شعر بستے ہیں ترے سارے میں سب شیخ و برہمن۔ آباد ہو گھسے ہی تو گھر دیر و حرم کا سایہ کے معنی ضد دھوپ مراد نہیں بلکہ حمایت مراد ہے اور مناسبات مذکور نہیں۔ نسیم شعر سودا ہے مری بکاؤلی کو ہے چاد بھری باؤلی کو ہے چاہ یعنی محبت اور باؤلی یعنی دیوانہ مقصود ہیں مشاککہ ہے کہ ایک چیز کو الفاظ مناسب خبر دیگر سے ذکر کرین بسبب قرب و دونوں کے۔ سودا شعر مجھے جو بوجھو شعر بھی کہنے کو انعام دو۔ گھوڑے کو دو تہ دو لگام منہ کو ذرا لگام دو۔ گھوڑے کی مناسبت سے خاموشی کو منہ کی لگام دینے سے تعبیر کیا اور جیسے قطعہ کیسے گھر گیا وہاں مفلوک۔ تن اسکا صنعت سے تغیرت دُک۔ کہا یہ میزبان نے دیکھا اسکو۔ غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو۔ کہا اُس نے پکاؤ ایک کرتا ہے اور اُس کے ساتھ ایک موٹا ڈو پٹا ہے اور جیسے شعر گردش ہی میں رہے ہے جو دنات آسمان ہے شاید یہ چال بحث سے میرے اڑی ہے۔ مزاح ہے کہ۔ معنی شرط و جزا میں ذکر کرین اور جو امر ایک پر لکھا جائے دوسرے پر بھی ثابت کیا جائے مست بدایونی

نہی کہہ کر

۴۵

مشاککہ

مزاح

کرتے ہیں ایک مرتبہ کہتے ہیں جیسے بہوش یا شعر عقل و روی سادات آسکے ہے ہر مہر
 شتری بیکہ فی سیر جسکے تبیین بھی کہتے ہیں یعنی چند چیز اول محل ذکر کی جائیں پھر انکو مفصل کر دیا جائے
 پس اگر تفسیر کے وقت الفاظ ہم کو مکررہ لازم آسکے تفسیر تھی کہتے ہیں۔ لا ادری شعر تو ابھی اسکے
 کیا اور پھر کہتا ہے بالادبہ مجرم و مجرا شب وصال ہ انشاء شعر ایک جملے اک آواز کے ایک
 روایت ہے کہ اگر اسے چاہیں اسے کہتے ہیں کہ جان آتش و باد و آب و خاک ہ اگر الفاظ ہم کو مکررہ لازم
 آسکے تفسیر حل کہتے ہیں غلیظ۔ شعر کی غرض اس میں دین و ظالم ہ تیار ہ دل تو دیتا ہی غم ہے اور یہ
 صنعت بھی مرتب اور غیر مرتب ہوتی ہے اور فرق لف و نشر اور تفسیر میں یہ ہے کہ اگر الفاظ اجمالی اور
 تفصیلی کے درمیان تناسب بطور تشبیہ و مراعاتہ النظر کے ہوا سکولف و نشر کہتے ہیں و تفسیر
 اور واضح ہو کہ سکا کی کے نزدیک تفسیر کا وجود نہیں سب لف و نشر ہی جمع مراد جمع کرنے چند چیز ہے ایک
 ہی مہم میں ذوق شعر خطا ہزار لغین ٹھیں کامل ٹھیں گیسو ٹھیں ہ عشق کی سرک میں تیشہ تیشہ بند ہر تہ
 کسی چیز کو ٹھہرنے کے حکم میں جمع کیا نسیم شعر چکنی ولی عطر الالحی یان ہ نقل و دم و جام و خوان الہوان ہ
 رغبت تیسے انھیں کھلا بلا کے ہ ہوا لا شہر اسکر کے۔ ولہ شعر معمول سے نرم میں ہو سے جمع ہ
 و کباب و مجر و شمع ہ تفریق دہ کہ دو چیزوں میں فرق بیان کیا جائے ناسخ شعر ایک یوسف دان گرا
 تھایان گرسے دلہائے خلق ہ چاہ کنعان اور ہ چاہ زندان اور ہ تفسیر یعنی پہلے چند چیز ذکر کریں اور پھر جو شے انکے
 ساتھ نسبت رکھتی ہو انکو مذکور کریں بطریق تعین۔ لا ادری شعر وہی دیوے کا مجھے صبر و سکون جسے
 دیا ہ رخ زیبائے تجھے اور دیوے گریان مجھکو ہ قطعہ قسمت کیا ہر چیز کو قسام ازل نے ہ شخص کہ جس چیز کو
 قابل نظر آیا ہ بیل کو دیا نالہ تو پر دانی کو جانا ہ غم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا ہ جمع مع التفریق
 شعر مسلمان اور کافر سیدہ سب کرتے ہیں تبحر کو ہ اسے وہ کہتے ہیں اسے بت
 نام کرتے ہیں جمع مع تقسیم شعر۔ تیغ و افسر کا ہی تو مالک عنایت سے تری ہ تیغ رستم
 لیکیا افسر سندرے گیا ہ جمع مع تفریق و تقسیم قطعہ سب سخی میں ابرو دریا اور دہ عالی
 جناب ہ پائین فیض اسے نباتات اور خواص و گد اہر کرے ہ نالہ دریا ابرو دے و فیض
 بالب خندان وہ والا فر ہے ہ دانی ہ قطعہ مری تا اور تری کامل ہ سبیل شکل میں لیکن ہ ہ
 سوختہ یہ شاخ سر و جو باری کی ہ سدا اس خار سے دنیج کو ہ سید آتش کی ہ

منہ

جمع

جمع مع تفریق

تقسیم

جمع مع التفریق
 جمع مع التقسیم
 تقسیم مع التفریق
 تقسیم مع التقسیم

تقسیم
شمال
مغرب
جنوب
مشرق

پنجاب
۴۸

اس شخص سے جنت کو خواہش آجیاری کی تقسیم مسلسل وہ ہے کہ اول ایک شی ذکر کرین پھر اس کا
مناسب جہ از ان اس مناسب کو مکرر لاوین اور پھر اس مناسب کا مناسب اسکی طرف منسوب
کرین علیٰ ہذا القیاس ہوشیار شعر خجیل دست و طبع دل سے ترے بھر و گلزار و دھار پر انوار بھر و گلزار
و نہرین تجھ سے خجیل و نہر سار و نہر و نہر خجیل و نہر سار و نہر سار و نہر سار و نہر سار و نہر سار و نہر سار
ذوق شعر کا ماضی سے تائب ہو اور ایمان میں چروان پانی سے تادریا ہوا و دریا میں طغیانی ہو
زمین میں تارہوں کا اداکان میں ہو جو ہر گاہ کی جو ہر ہفت اور قوت کو فراوانی ہو ترقی شمشیر جو ہر در
میں نصرت کا جو ہر جہ ترے رقبے میں بھر کر ہو کان پر نہ ہو تجھ پر ایک شہر ذی صفت سے
ایک اور شہر موصوفت بصفت مذکور حاصل کرنا بغرض مبالغہ شہر اول کے صفت مذکور میں یعنی
الکھم ہونے کو شہر اول ایسی کامل الصفت ہے جس سے اسی صفت سے موصوفت دوسری شہر
حاصل ہو سکتی ہے فارسی عربی میں اس کے بہت اقسام ہیں آرد و زمین میں اول بذریعہ لفظ شہر کے
لیکھ شعر جب میں رو تا ہوں تو انکو نئے برس جاتی ہے کبھی ساون کی جھڑی اور کبھی بھادوی
بھرنے روئے ہیں انکو ایسی کامل ہے جس سے باران حاصل ہوا اگرچہ لفظ ہر تشبیہ ہے مگر چونکہ لفظ
تجدید کے لئے اطلاق تشبیہ جائز نہیں۔ دوم بذریعہ لفظ میں کے۔ موقوفہ شعر کو یہ یا میں فردوس
کی کیفیت ہے جائیں عشاق کمان چھوڑ کے ایسی جنت ہے کوچہ یا رہے جنت حاصل کی سوم بے ذریعہ
کسی لفظ کے تیس شعر فاصد جو دل سے آیا تو شرمندہ میں ہوا پیا رہ سیدہ چاک گریبان دیدہ تھا
فاصد کو بجا رکھی ایسا کامل قرار دیا جس سے ایک پیارہ جدا حاصل ہوا شعر مت یہ لکھ کر کہو
اب یا نئے بندا جاؤ گے کوئی مرجاؤ گے صاحب آپا کیا جاؤ گے کوئی سے مراد اپنی ذات ہی آپ
کو مرنے میں ایسا کامل سمجھا جس سے اور شخص حاصل کیا جائے انات شعر کیسی زلف کی جانب جو پھر باہر
دل سے بلائے تانہ مرے سر پہ لاؤ گے پھر کیا ہے معشوق سے اور شخص حاصل کیا شعر دیکھا آئینہ ہر دم
نہیں ہے جو جہ غبار اوکھی میں عاشق کسی مبارک کے آئینہ دیکھ کر عاشق ہو کسی پر اپنے اوپر عاشق
ہوا پس معشوق سے اور مبارکہ حاصل کیا اسی قسم سے ہی اپنی ذات سے خطاب کرنا مثلاً اے
فلان تو خدا کو یاد کر کہ علیٰ ہذا القیاس اکثر قطع میں اس طرح لکھتے ہیں۔ غالب شعر کہے کس منہ سے
اگر غالب شعر کہے کس منہ سے اتنی مبالغہ مقبول۔ یعنی کسی وصف کو شدت یا ضعف میں

صلیب یا جمال تک پہنچا دینا اور دہ تین قسم کے اگر اوعاب مذکور بحسب عقل اور عادت ممکن ہو اسکو پہنچانے اور
 اگر بحسب عقل ممکن ہو لیکن نسلان عادت ہو اسکو اغراق اور اگر بحسب عقل دعادت دونوں سے منع ہو اسکو علو کہتے ہیں
 مثال تبلیغ نشا شعر دل کے تلو سے جڑ کھینے لگا۔ یاں تک روئے کہ سر کھینے لگا ہر دو امر قرین قیاس
 اور جب عادت میں مثال اغراق پہنچ لکھنوی و تعریف اس شعر صلیب کو کوئی انگریز اگر اس پر سواری
 حاضر کی کہ اسے سپاہ میں تو لڑ میں اغراق اگر عقل و کثرت کی ہو کہ کمال تیز روی سے ممکن ہو لیکن خلاف
 عادت ہو مثال غلو و تعریف اس۔ وہ شعر گردنی اور ہر کے سو جاے اگر کوئی سلیس بہ رات بھر
 خواب میں بٹا پا کرے آخر دیکھن کہ گردنی سے ایسا اثر ہو جائے خلاف عقل بھی ہو۔ مبالغہ فلو اسوقت نہایت
 مقبول ہوتا ہے جب کوئی ایسا لفظ ذکر کریں جس سے وہ امر قرین محبت ہو جائے سو وہ شعر اس گنہ گری
 میں عجیب سیر ہو لیکن جب انکا کھلی گل کی تو موسم ہو تران کا طرہ العین میں فصل گل کا سدوم ہو جائے اس
 لفظ سے کہ جب نگار کھلی گل کی ثابت ہو گیا کیونکہ گل بعد کھلنے کے ٹوٹ کر گر پڑتا ہے۔ مذہب کلامی
 یعنی کلام میں دلیل شل اہل علم کلام کے بطریق قیاس نتیجہ دیتی ہو۔ ناسخ شعر کیونکہ ہم عالم
 امکان میں کرین ترک لباس ہے جب کہ خالق نے کیا ہو میں عریان میرا ہر صورت قیاس اور
 برہان یہ ہے کہ اگر خدا نے عریان پیدا کیا ہو تو ہکو ترک لباس کرنا نہ چاہئے مگر خالق نے عریان پیدا
 کیا ہے پس ترک لباس کرنا چاہیئے۔ مذہب فقہی اگر دلیل بطور قیاس فقہاء کے ہو۔ جسکو تشیل
 کہتے ہیں یعنی ایک جزو کو دوسرے جزو پر قیاس کرنا جیسے اعات پاک میں اور سرکہ مالعاتین
 سے ہر پس سرکہ پاک ہے۔ نطق شعریوں ہی ہمارا عشق بھی ترکیب سے بڑھا ہے جیسے حضور اتنے سے تھے
 بڑے ہوئے۔ ایک شے کے بڑھنے کو دوسری شے کے بڑھنے پر قیاس کیا جسکو التعلیل کسی امر کی علت
 بطور پسندیدہ ثابت کرنا کہ حقیقت وہ ہو اور وہ امر سے خالی نہیں آیت فی نفسہ بغیر ثابت
 در صورت اول غرض بیان علت سے ثابت کرنا اس علت کا ہی اس امر کے لیے اور دعالت
 ثانی غرض اثبات اس امر سے کہ قسم اول دونوں ہی ایک وہ کہ امر مذکور سو اسے علت مذکور کے
 کوئی اور علت غرت دعادت میں ظاہر رکھتا ہو دوم یہ کہ بجز علت مذکور کے کوئی اور علت ظاہر نہ ہو قسم دوم
 بھی دونوں ہی ایک وہ کہ اس امر کا وجود ممکن ہو دوم یہ کہ منتفع اور محال ہو۔ مثال قسم اول نوع
 اول انشا شعر کہ دم توڑ کھینے کو کھانچتی ایش تیغ۔ اندام نور پر لرزہ ہے تا حال منہ نرم ہے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

۴۹
 ۴۸
 ۴۷
 ۴۶
 ۴۵
 ۴۴
 ۴۳
 ۴۲
 ۴۱
 ۴۰
 ۳۹
 ۳۸
 ۳۷
 ۳۶
 ۳۵
 ۳۴
 ۳۳
 ۳۲
 ۳۱
 ۳۰
 ۲۹
 ۲۸
 ۲۷
 ۲۶
 ۲۵
 ۲۴
 ۲۳
 ۲۲
 ۲۱
 ۲۰
 ۱۹
 ۱۸
 ۱۷
 ۱۶
 ۱۵
 ۱۴
 ۱۳
 ۱۲
 ۱۱
 ۱۰
 ۹
 ۸
 ۷
 ۶
 ۵
 ۴
 ۳
 ۲
 ۱

۴۹
 ۴۸
 ۴۷
 ۴۶
 ۴۵
 ۴۴
 ۴۳
 ۴۲
 ۴۱
 ۴۰
 ۳۹
 ۳۸
 ۳۷
 ۳۶
 ۳۵
 ۳۴
 ۳۳
 ۳۲
 ۳۱
 ۳۰
 ۲۹
 ۲۸
 ۲۷
 ۲۶
 ۲۵
 ۲۴
 ۲۳
 ۲۲
 ۲۱
 ۲۰
 ۱۹
 ۱۸
 ۱۷
 ۱۶
 ۱۵
 ۱۴
 ۱۳
 ۱۲
 ۱۱
 ۱۰
 ۹
 ۸
 ۷
 ۶
 ۵
 ۴
 ۳
 ۲
 ۱

اندام خود پر لرزہ وصف ثابت ہے گردہ اسکی کثرت جلا و عنیا ہے شاعر خوش تیج ممدوح بیان کرتا ہے قسم اول
 نوع دوم - شعر برابری کا تری گل نے جب خیال کیا ہے عبا نے مار طیانچون کھڑا سکالال کیا ہے رخ گل
 واقعی سرخ ہے گردہ کوئی ظاہر نہیں شاغریہ وجہ قرار دیتا ہے - شعر یہ سارے ہیں نہیں جان جہان
 کس کس نے دیکھ کر کھ کو ترے ماہ کے رخ پر تھو کا ہے قسم دوم نوع اول - ذوق شعر نام یوں لپستی
 میں بالاتر جا ہو گیا ہے طرح بانی کنوین کی تہ میں تارا ہو گیا ہے لپستی سے نام بلند ہونا وصف غیر ثابت ہے
 کیونکہ اکثر لپستی باعث ذلت ہے مگر غیر ممکن بھی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کسیکو لپستی سے علو تہ حاصل ہوا اور شاعر نے
 اسکی علت مصرع دوم میں بیان کر کے ثابت کیا قسم دوم نوع دوم - شعر میں دن بھی برنگ شب ہے
 جب تو اٹھکے جاتا ہے کہ شب ہوتی ہے جب خورشید اپنا منہ چھپاتا ہے - دن کا شب ہونا وصف غیر ثابت
 ہے اسکو مصرع دوم کی علت سے ثابت کیا تا کہ المذبح بایشبہ الذم ممدوح کی صفت کے بعد لیا
 لفظ لانکہ سانح کو بادی النظر میں اشتباہ ہو کہ قابل ارادہ دم کا لکھتا ہے لیکن بعد غور و فہم معنی معلوم
 کرے کہ عین مدح ہے وہ دو قسم ہے اول وہ کسی شے میں سے کسی دم کو نفی کریں اور اس دم میں سے
 ایک مدح آئیں داخل ٹھہرا کر استنسا کریں - لمولفہ شعر حسن ہے بیشک ترانے عیب ای رشک یری ہے
 بر ضرور اتنا تو نقصان ہے کہ تو مغرور ہے اول عیب کو نفی کیا اور مغرور ہو نیکیو عیب سے استنسا کیا
 کیونکہ مغرور ہونا کو بظاہر عیب ہے مگر چونکہ بسبب زیادت حسن کے غرور ہوتا ہے لہذا فی الواقع مدح ہے قسم دوم
 ایک صفت کے بعد حرف استنسا لاکر دوسری صفت لکھیں شعر تو سر با حسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی ہے کوئی تجھسا
 حور ہے تو یا بیری ہے کیا ہے تو ہے لفظ لیکن سے اشتباہ ہوا کہ شاید اب عیب بیان ہوگا مگر غور مضمون شعر سے
 عین مدح معلوم ہوئی اور یہ ایجاب شعر ہے عجز ہے ایک قسم کہ صفت دوسری اسطرح لکھیں کہ بظاہر دم
 معلوم ہونی الحقیقت مدح ہو - شعر ترا عدل سارے جہان پر ہے لیکن - رہے ہے ترا ظلم دائم
 ستم پر ہے ستم پر ظلم رہنا کمال عدل ہے کبھی بغیر حرف استنسا کے بھی مستعمل ہوتا ہے - ذوق
 شعر اگر دیکھو کہ دھل حاطے میں تو یہ نہ اپنا یاد ہے احسان نہ اور کی تقریر تا کہ الذم بایشبہ
 المذبح یہ بھی اسطرح دو قسم ہے اول یہ کہ کوئی مدح نفی کر کے آئیں سے ایک دم آئیں داخل ٹھہرا کر
 استنسا کریں شعر خج سفد پر دین خونین کوئی کہ - بان مگر مٹم وہ بھی صرف ہے نہر پرور ہے دوم ایک دم
 کے بعد حرف استنسا لاکر دوسری دم لکھیں - لمولفہ شعر منہ دل تجھ کو دیدیا خطا ہے تو ہے ہر حرم لیکن ہوتا ہے

تا کہ الذم
 بایشبہ الذم

معیار المصاحف
 ۵۰

تا کہ الذم
 بایشبہ الذم

شعر برا تھسا نہیں کوئی زانیں کر گیا ہے کہ جو محبت میں بیٹھے تیری وہ تجھ سے ہی نیا ہے اور اس کا
 شعر اعجمی ہے کہ بظاہر مدح ہو اور فی الحقیقت ذم نوازش شعر کے تیغ جھائے چرخ سے اسے ہنسنے کی ہے
 جو ہو دے بھی تو بان شاید دبان زخم خندان ہو کہ مولفہ شعر دوستی تجھ کو کسی سے بھی نہیں ہے ایک ہے
 جو دوستم سے دوستی ہے جو دوستم سے دوستی کمال جو ہے تدارک یا استدارک کلام کا اسطرح شرمع
 کرنا ہے کہ سامع کو جو معلوم ہو اور جب تمام کلام سے جانے کہ مدح ہے مولفہ شعر مدح لکھنا ہی تری تجھ کو
 نہیں ہے منظور ہے کیونکہ اندازہ تحریر سے وہ باہر ہے اور اس کی قسم ہے کہ ایک مصرع متضمن بہ نزل ہو اور
 مصرع دوم رفع اشتباہ معنی بہ نزل کا کرے لا ادری شعر جو میں آماہی دھو دن ہو تو تین تجھ دلا کے
 سر تے کیے بنا کجواب بوٹے دار کے کہ مطلب شعر مارتا ہوں تمھاری میں ہر بارہ آشنا و غن سب بڑائی یار
 تم کو لازم ہے کہ میرا ہاتھ میں ہاتھ یا محبت و پیار خوب کروا یا اب تو مت کروا وہ مجھ کو سو اب کو چھو ملا
 استماع جب کو مدح ہو بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ مدح کسی کی اسطرح کریں کہ ایک مدح سے مدح دوم
 حاصل ہو مولفہ شعر لب ترا شیریں پر ماند سخن ہے اور کر محدود میں شل دہن - شعر آتش قہر سے
 ہو جاے جہاں خاک سیاہ ہے مویج زن گز رہے ہر کا دیاتیری ہے قہر کی تعریف اسطرح کی کہ ہر کی صفت
 بھی ہو گئی ادماج جس کو وہ نہیں بھی کہتے ہیں ایسا کلام ہے کہ اس سے دو معنی حاصل ہوں جرات شعر
 بشکل ہر پر گردش ہی ہو سارے دن ہے جو تم پھر آؤ تو پیارے پھر میں ہمارے دن ہے لفظ پھر آؤ
 معنی رکھتا ہے - امانت شعر سنی کسی نے نہیں علی داستان میری ہے وہ کہ سخن ہوں کہ گویا نہیں زانی
 میری ہے لفظ گویا خواہ معنی گویندہ اور خواہ محفل گویا کلمہ تشبیہ - سرور شعر گویا کہے حب میں یو میں
 اند و بکین رہے ہے تو ہو گا وصال دلا یلین رہے ہے وصال یعنی مرگ معنی ملاقات دونوں جائز
 ہیں شاعر شعر اسکے عارض کو دیکھ جیتا ہوں ہے عارضی اپنی زندگانی ہے منسوب بعارض یا چند روزہ ہنس
 شعر و طفل بھی اگر ثاقدم ہے بلند سر شک چشم بلوہ لڑکی کا قدم پر گزرا اسطرح بیان کیا کہ میں بانگے رونیکا بھی
 حال کھل گیا تو جیہ کہ جس کو ذوالوجہین اور محفل الفدین بھی کہتے ہیں وہ ہے کہ کلام دو صورت مختلف ہر حالت
 کرے جیسے جو اور مدح علی بن القیاس - مولفہ شعر کیا ہی تاثیر و اسد تری صحبت کو یک یک لفظ میں
 بنانا ہی احمق دانا ہے خادم شعر تجھ کو کہتے ہو کہ پل باہر ہو کہ آگے کہنے سے کب باہر ہوں بہ نزل اندی
 میرا دبا لہجہ کہ کلام میں صرف الفاظ طرافت کے ہوں مگر مضمون خوب اور بہتر شعر بیان تو دینا سے نہ کر آمیزش

شعر
 برا
 تھسا
 نہیں
 کوئی

شعر
 اعجمی
 ہے
 کہ
 بظاہر
 مدح
 ہو
 اور
 فی
 الحقیقت
 ذم
 نوازش

شعر
 برا
 تھسا
 نہیں
 کوئی
 زانیں
 کر
 گیا
 ہے
 کہ
 جو
 محبت
 میں
 بیٹھے
 تیری
 وہ
 تجھ
 سے
 ہی
 نیا
 ہے
 اور
 اس
 کا
 شعر
 اعجمی
 ہے
 کہ
 بظاہر
 مدح
 ہو
 اور
 فی
 الحقیقت
 ذم
 نوازش
 شعر
 کے
 تیغ
 جھائے
 چرخ
 سے
 اسے
 ہنسنے
 کی
 ہے
 جو
 ہو
 دے
 بھی
 تو
 بان
 شاید
 دبان
 زخم
 خندان
 ہو
 کہ
 مولفہ
 شعر
 دوستی
 تجھ
 کو
 کسی
 سے
 بھی
 نہیں
 ہے
 ایک
 ہے
 جو
 دوستم
 سے
 دوستی
 ہے
 جو
 دوستم
 سے
 دوستی
 کمال
 جو
 ہے
 تدارک
 یا
 استدارک
 کلام
 کا
 اسطرح
 شرمع
 کرنا
 ہے
 کہ
 سامع
 کو
 جو
 معلوم
 ہو
 اور
 جب
 تمام
 کلام
 سے
 جانے
 کہ
 مدح
 ہے
 مولفہ
 شعر
 مدح
 لکھنا
 ہی
 تری
 تجھ
 کو
 نہیں
 ہے
 منظور
 ہے
 کیونکہ
 اندازہ
 تحریر
 سے
 وہ
 باہر
 ہے
 اور
 اس
 کی
 قسم
 ہے
 کہ
 ایک
 مصرع
 متضمن
 بہ
 نزل
 ہو
 اور
 مصرع
 دوم
 رفع
 اشتباہ
 معنی
 بہ
 نزل
 کا
 کرے
 لا
 ادری
 شعر
 جو
 میں
 آماہی
 دھو
 دن
 ہو
 تو
 تین
 تجھ
 دلا
 کے
 سر
 تے
 کیے
 بنا
 کجواب
 بوٹے
 دار
 کے
 کہ
 مطلب
 شعر
 مارتا
 ہوں
 تمھاری
 میں
 ہر
 بارہ
 آشنا
 و
 غن
 سب
 بڑائی
 یار
 تم
 کو
 لازم
 ہے
 کہ
 میرا
 ہاتھ
 میں
 ہاتھ
 یا
 محبت
 و
 پیار
 خوب
 کروا
 یا
 اب
 تو
 مت
 کروا
 وہ
 مجھ
 کو
 سو
 اب
 کو
 چھو
 ملا
 استماع
 جب
 کو
 مدح
 ہو
 بھی
 کہتے
 ہیں
 وہ
 ہے
 کہ
 مدح
 کسی
 کی
 اسطرح
 کریں
 کہ
 ایک
 مدح
 سے
 مدح
 دوم
 حاصل
 ہو
 مولفہ
 شعر
 لب
 ترا
 شیریں
 پر
 ماند
 سخن
 ہے
 اور
 کر
 محدود
 میں
 شل
 دہن
 شعر
 آتش
 قہر
 سے
 ہو
 جا
 ے
 جہاں
 خاک
 سیاہ
 ہے
 مویج
 زن
 گز
 رہے
 ہر
 کا
 دیاتیری
 ہے
 قہر
 کی
 تعریف
 اسطرح
 کی
 کہ
 ہر
 کی
 صفت
 بھی
 ہو
 گئی
 ادماج
 جس
 کو
 وہ
 نہیں
 بھی
 کہتے
 ہیں
 ایسا
 کلام
 ہے
 کہ
 اس
 سے
 دو
 معنی
 حاصل
 ہوں
 جرات
 شعر
 بشکل
 ہر
 پر
 گردش
 ہی
 ہو
 سارے
 دن
 ہے
 جو
 تم
 پھر
 آؤ
 تو
 پیارے
 پھر
 میں
 ہمارے
 دن
 ہے
 لفظ
 پھر
 آؤ
 معنی
 رکھتا
 ہے
 امانت
 شعر
 سنی
 کسی
 نے
 نہیں
 علی
 داستان
 میری
 ہے
 وہ
 کہ
 سخن
 ہوں
 کہ
 گویا
 نہیں
 زانی
 میری
 ہے
 لفظ
 گویا
 خواہ
 معنی
 گویندہ
 اور
 خواہ
 محفل
 گویا
 کلمہ
 تشبیہ
 سرور
 شعر
 گویا
 کہے
 حب
 میں
 یو
 میں
 اند
 و
 بکین
 رہے
 ہے
 تو
 ہو
 گا
 وصال
 دلا
 یلین
 رہے
 ہے
 وصال
 یعنی
 مرگ
 معنی
 ملاقات
 دونوں
 جائز
 ہیں
 شاعر
 شعر
 اسکے
 عارض
 کو
 دیکھ
 جیتا
 ہوں
 ہے
 عارضی
 اپنی
 زندگانی
 ہے
 منسوب
 بعارض
 یا
 چند
 روزہ
 ہنس
 شعر
 و
 طفل
 بھی
 اگر
 ثاقدم
 ہے
 بلند
 سر
 شک
 چشم
 بلوہ
 لڑکی
 کا
 قدم
 پر
 گزرا
 اسطرح
 بیان
 کیا
 کہ
 میں
 بانگے
 رونیکا
 بھی
 حال
 کھل
 گیا
 تو
 جیہ
 کہ
 جس
 کو
 ذوالوجہین
 اور
 محفل
 الفدین
 بھی
 کہتے
 ہیں
 وہ
 ہے
 کہ
 کلام
 دو
 صورت
 مختلف
 ہر
 حالت
 کرے
 جیسے
 جو
 اور
 مدح
 علی
 بن
 القیاس
 مولفہ
 شعر
 کیا
 ہی
 تاثیر
 و
 اسد
 تری
 صحبت
 کو
 یک
 یک
 لفظ
 میں
 بنانا
 ہی
 احمق
 دانا
 ہے
 خادم
 شعر
 تجھ
 کو
 کہتے
 ہو
 کہ
 پل
 باہر
 ہو
 کہ
 آگے
 کہنے
 سے
 کب
 باہر
 ہوں
 بہ
 نزل
 اندی
 میرا
 دبا
 لہجہ
 کہ
 کلام
 میں
 صرف
 الفاظ
 طرافت
 کے
 ہوں
 مگر
 مضمون
 خوب
 اور
 بہتر
 شعر
 بیان
 تو
 دینا
 سے
 نہ
 کر
 آمیزش

شعر جو ۱۰۰ نظم سے آسکے نہ کبھی گھبرانا نہ کبھی شکوہ پیدا زبان پر لانا نہ شعر تو بکر بکر ان میں تشنہ و نفسیہ
 لب بہ ای جہاں بود و ہمت پیاس کو میری گجھانہ جو و ظلم وجود ہمت میں ایک لفظ حضور۔ مثال قبیح
 شعر اگر نو نے ستم مجھ کیا تو کیا ہوا پیار سے بہ ہوا معشوق اور محبوب کا ہمتے میں سب عاشق بہ محبوب
 فنون شعر و سانسو اس قدر ہم بحر میں بہ اشک کے طوفان سے دریا ہو گیا یہ لفظ آنسو شوق و تمہج
 شعر میں بہ کلام شاعر کو کسی قصہ معروف یا کسی مضمون مشہور پر سرور شعر طور کو نور کے جلو میں
 ہوا آئینہ آتش کو نور فرما دیا آسنے بہ ملیح مصرع اول قصہ موئے و مصرع دوم قصہ البرہیم نامع
 شاعر حاجت نہیں نماز کی مستی میں زار ہوا کیا مرتبہ دیا یہ خدا نے شراب کو بہ ملیح ہی آریہ کا تفرقہ انصاف
 و انہم مگر ای کی طرف ذوق شعر ہم تو سنتے تھے سدا گل حموض یار دہہ ذوق ہوتا ہی وہ کیوں ہو کے
 بیش ابرو گرم بہ شعر خزانہ میں اس لیے لوٹے بہ خاک پر غنیمت کہ یہ علاج ہی آسکا جسے ہوا استسقا بہ اشارہ ہی
 مسئلہ طلب کی طرف دلی شعر اک دل بین آرزو سے خالی بہ بر جا ہی محال اگر خلا ہی بہ اشارہ مسئلہ
 کی طرف سے حسین ہوا کو محال یا کیا گیا ہی ہوا ظفر شعر کی شکوہ مرا جا بجا کہ بہترین ہی اسی مکانیہ ہوں
 جس مکانی باتیں بہ اشارہ ہی مثل مشہور کی طرف سیاقہ الاعداد۔ اعداد کو کلام میں بہ ترتیب
 ایسا بہ ترتیب ذکر کرنا۔ ذوق شعر اب انکو شش جہت میں ہفت دریا لوگ کہتے ہیں کہ کرے تھے اشک کے
 قطرے رے دو جا رہا تھو نے بہ آہت شعر ایک ہفتے میں بنی زکس جیا آٹھین بہ کوئی دو تین دن اس
 سے بڑ کرے جا رہا تھو بن بہ تفسیق الصفات ایک موصوف کو صفات متوالیہ سے ذکر کرنا انشا
 شعر مستحکم الکرام و تحسن الشیم بہ بیوع فضل وجود و سخا معدن کرم بہ حکیم تصدق حسین خان
 شعر سینے پر دو دریا چاہتیاں انوکھ بہ اوجی چکنی کمری کراری گول بہ صنعت تمہج و سیاقہ الاعداد و
 تفسیق الصفات کو صاحب البلاغت نے ضائع نقطی میں لکھا ہی سوال و جواب جسکو
 مراجعہ ہی کہتے ہیں خواہ ہر مصرعہ سوال و جواب نواد ایک میں سوال دوسرے میں جواب خواہ
 ایک بیت میں سوال دوسرے میں جواب ہو نسیم شعر پوچھا کہ طلب کہا فاعلت بہ پوچھا کہ سب کہا
 رقصہ ت بہ میر حسن شعر کہا کہ کسی نے کہ کچھ کہ ایسے بہ کہا خیر تر ہی منگو ایسے کہ کہنے کہا کہ کچھ نہ
 کہا سیر سے جی بہ میرا جہاں آسیر شعر بولا وہ کہ خواب دکھتا تھا بہ آتش پہ کیا ب دکھتا تھا بولی
 وہ کہ ہم تہ بہ تہجہ و کسمبہ ہی کر لیا کوئی دلگیر بہ بولا وہ کہ رات کو افق میں بہ خورشید تھا آتش شفق میں

سنی نوی کب
 ہر بحر معنی لاف
 ہر اور معنی لاف
 لہ شال بہ ترتیب
 راجعی وہ عقل نہ
 شہرت بہشت
 ہفت خیر نہ شش
 جہان شش
 سنج حوس و جا
 سیاقہ الاعداد
 اعداد
 اعداد و سلسلہ
 ان کے نام و فواید
 تفسیق الصفات
 تفسیق الصفات

حسن الطلب

حسن التکرار
حسن التعلیل
حسن المقطع
حسن التخصیص
حسن التعلیل
حسن التخصیص

معتق

مسیح
سزا کے خلاف

مسیح
ارسال

مسیح
النبین

بہل وہ بشر ہو تم دلدادہ سرسبز ہو قوم آتش پرہ بولا وہ کہ دیکھی اک شبستان چہ شعلہ ہو اکچن برقصان
بول وہ کہ شہین پری ہوں چہ جوناچ بچا و ناپتی ہوں چہ **حسن الطلب** یعنی کوئی شویطر پسندیدہ طلب
کرنا غالب شعر آپ کا بندہ اور ہر دن نگاہ آپ کا نوکر اور کھاؤں اوجارہ حقوق شعر دیا اندیشہ
وہ قلب مصفا تجھ کو اے شہنشاہ صفا ذہن و سراپا صفوت و فردت فطیلت حوالہ کی طرح حاجت مندہ عرض
حاجت کی نہیں ماننے تیرے حاجت قطعہ دل پر مجھ سے طلب کرتا ہوں و دنیا سرخ چہ میں یہ کتاب ہوں کہ مقصود
پاس اتنا نہ کمان چہ سنے گمراہ کہ تھو شرم بھی آتی نہیں چہ چھوٹھ سے کیا فائدہ فرمایا اے امیر بان چہ
آپ میں ماح ایسے کے کہ جسکے ہاتھ سے بچر کا کیسہ ہی ہو اور خالی جیب کا نہ کسکو باور ہو کہ تم رکھتے
نہیں ہو اندرون چہ اس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیا ان چہ حسن التکرار یعنی کلام میں ایک لفظ کرانا
بوجہ خوب و طر لطیف شعر تو نے مجھے پیارے برا کر کہا کہ کلام یا مصلحت سے غیر تھے نہ پر کہا کہ حسن المطلع
وہ کہ شعر اول کلام کا الفاظ بدیع اور معانی لطیف سے لکھا جائے اور مستحسن اور مطبوع ہو اور الفاظ
خال نیک کے ہوں حسن المقطع وہ کہ اشعار آخر کلام کے الفاظ فصیح اور معانی خوب سے لکھ جائیں
اور یہ اکثر قصیدہ و مدحیہ میں دعائیاں شعار ہوتے ہیں حسن التخصیص وہ کہ کسی مضمون مثل ذکر عشق وغیرہ سے
موجہ موج کی طرف رجوع کریں اور اسکو گزیرتے ہیں ان تینوں صنعت کی مثال باب ششم میں مثال قصیدے سے واضح
ہو گی اسی صنعت حسن التخصیص کو قطع الکلام بھی کہتے ہیں اور اگر کوئی کلمہ شعر بر رجوع مطلب دیگر ذکر کریں اسکو تقاب
کہتے ہیں جیا بچہ دیا پچہ کتابا میں لفظ آتا بعد اور خطوط میں بعد شرح شوق ملاقات و مکرر آئندہ وغیرہ لکھتے ہیں
تعلیق جسے برا کس امر کا ثبوت یا نفی دوسرے امر پر حکم اول کو جزا اور دوم کو شرط کہتے ہیں غالب شعر اگر وہ
سر و قدر مخرام ناز آجاوے کہ کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو چہ رسالہ عبدالواسع میں اسکی کہی
قسم لکھیں میں تلمیح جسکو ذلسائین کہتے ہیں یعنی ایک مصرع یا شعر ایک زبان میں ہو اور دوسرے مصرع یا شعر
زبان دیگر میں لکھا شعر اے عشق مجھے شاہد اصلی کو کہ لکھ لاکھ تم غنیمیدی و قفاک اللہ تعالیٰ چہ امیر خسرو
شعر خالی مسکین کن تلافی دوزخ میان بتاے بیان چہ چو بایک بحران ندام ایمان نہ لیکو کا ہے لکھ چھتیاں
ارسال التسل وہ کہ کوئی ضرب التسل کلام میں لائیں۔ سوز شعر گالی نہیں بے بوسہ مرہ دے دیکو کو اور
جھوٹا کوئی کھلا تو بیٹھے ہی کی طرح اگر دوشل ایک شعر میں واقع ہوں تو ارسال التسل کہتے ہیں۔ کو شعر
کسطح شعر میں مضمون تمام آتا ہے کیسے بھی میں ہوا کو زمین دریا آکھ جامع اللہ سائین جس سے کو

تضمن
اللسانین

قلب اللسانین

کلام الجامع

اردو لکچر

اردو لکچر

اردو لکچر

اردو لکچر

اردو لکچر

اردو لکچر

اردو لکچر

اردو لکچر

اردو لکچر

جسکو دورولی بھی لکھا ہو ایسا عام نہ ہو سکتا غیر لفظ دو زبان میں پڑھ سکیں مثلاً فارسی و ہندی
یا راجا سے تو بہتر متضمن اللسانین و تضمن الالسنہ جسکو دور ویتین بھی کہتے ہیں کلام بہ تفسیر
تفسیر نہ کہی زبان میں پڑھا جائے آتشا فارسی ع بیابا حب بن حالیا بیا کی باش اردو پیایا
حب بن ہالیا پیایا کے پیاس عربی بیابا حب بن حالیا بیا کی ناس فقرہ شرفازی۔ بارگاہ گیس
برجہ دیکھ کے برداشت کرین جہت ہیروی دعا گویم ہر شب بنا فقرہ شرفازی۔ بارگاہ گیس ہیروی
برداشت کرین جہت ہیروی دعا گویم ہر شب بنا فقرہ شرفازی۔ بارگاہ گیس ہیروی
پڑھیں زبان دیگر میں سے متنی حاصل ہون سہراں یا یاد و دور زمانہ لکھا یا راجے داری مارا ہے یا ر
مقبوب زبان عربی اگر گناہنا خود زور ہام د آیتا ہ کا نی بی ما کا می را د آیتا ہ کلام الجامع
کلام شعر۔ نیر نصیحت و حکمت اور شکایت روزگار کی لکھا رنگین شعر نفس گرد شبن ہوا کی رنگین تر
دب بچی اس کے مقابل رہ کھڑا ہے باندھت اور خدا کو یاد کرے اسکو مار اور دلو اپنے شاد کر دے
خدا اسکو نہ اچھی زمینار پیٹ کی اسکو ہمیشہ مارا دوست یہ درپردہ شبن ہوا تراہ تو مسافر ہے بہن کو
تراہ ابداع۔ کلام میں نیا مضمون لکھا۔ مصحفی شعر کرموی تری یان تک تو شہرہ آفاق ہے
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کو چلے سودا شعر دیکھے جو اسکی کچھ کو تیتیقن ہوا سے تبتو تیانکے
یان کام کا اترا ہی کنگ ہے یہ حقیقت میں کوئی صنعت نہیں ہے بلکہ آسانہ کا کلام اکثر لیا ہوتا ہے
تضمین و اقتباس وہ ہے کہ کسی دوسرے شاعر کا مصرع یا بیت معرود یا آیت قرآن یا حدیث اپنے
کلام میں لاوین بطور مناسب تضمین مصرع کو ابداع اور نو کہتے ہیں اور تضمین بیت یا زیادہ اشعار کو
استعانت۔ مثال ابداع۔ غالب قطعہ مشکل ہے زلس کلام میرا دل جس سن سکے اسے مخموران
کامل ہے آسان کہنے کی کرتے ہیں وراثت ہے گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل مصرعہ حیرام مشہور کسی
شاعر کا ہے وہ شعر دھوپ کی تابش آگ کی گرمی ہے و قنار بنا عذاب النار کبھی تضمین کی جانب
اشارہ کر دیتے ہیں غالب شعر غالب اپنا یہ عقیدہ یہ قول نسخ ہے آپ بے برہ ہوا معتقد میر نہیں مثال
بشارت شعر کہ اگر لکھا ہوں ہے رست میں تیرے ایجان دیا ہے ساعد ملک و خوش رات
راجہ تو سواری و ہمت تو سوار ہے ترجمہ وہ کہ معنی بیت کو ایک زبان سے دوسری زبان میں
ترجمہ کرین۔ لا اعلم شعر آتوہ زقطرات عرق دیدہ حسین راہ اختر زلفک می نگر دردی نہیں راہ

نور

طبعی مزاج الغنی
 میں پہلے کہ مملوئی
 عیال ان میں سے
 غلاموں کو دوست
 دوستوں کو غلام
 ہوسو و کلام قبول
 نصیحتیں نقل پر
 جب اسوار پر قدم
 موری اسفند شاد
 کھانقہ و انوار
 حضرت علی ع
 انوار میں ہی ہو
 ۵۲
 روضہ المظہین
 نبی صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کی
 مکتبہ خدیجہ
 کوہی میں
 بیحد برائے
 مقامات میں اپنے
 لیے ارپتی کوئی
 فقط لایا اور
 نکلے غلام نکلے
 سوانح میں کلام
 + + + + +
 جناس میں
 المظہین

باز نے غصہ و غیظ سے فریاد کیا
 تجھ کو لازم ہے کہ اُس سے رام رہ
 کیوں کہ تو نے غم کھلی ہے سین
 باوجودے تیری وہ کرنا ہی داشت
 یہ تو اڑ جائے بلانے کے ہی ساتھ
 میں جو صحرائی مون و حشی جانو
 اس دل و حشی کو اپنے کڑکڑا
 قھوڑے سے احسان یہ میری حال
 شکے مرغی نے کہا خاموش ہو
 میں نے سو مرغی یہ دیکھا غدا
 کچھ ہنیں خواہاں وہ تیری جانکا

فصل دوم در بیان خطبه‌های نبویین العظیمین یا پنجس و در بیان کئی قسمی اول تام شریف

دو لفظ نوع اور عدد اور ہیئت میں موافق ہوں پس اگر دونوں اسم یا فعل یا حرف میں اسکو تجنیس تمام ممالک
 در نہ مستوفی کہتے ہیں مثال مثال - شعر تم رات کو نہ آئے جو اپنے قرار پر یہ ظلم تنے کیا کیا اس بقدر
 قرار اول بمعنی رعدہ اور دوم بمعنی آرام مثال مستوفی - امانت شعر آباری سے جو ملاحظہ آیا وہ
 کلاہ رشک کی رت سے کیا جسم مراح کا گھٹا وہ شعر اتری دیکھو میں عجائب میں درخشاں ہو چکے
 اسکے پہونچے کو نہ روئے مہتابان ہو چکے دوم تجنیس مرکب یعنی دو لفظ متجانس ہیں - سے ایک
 مفرد ہو دوسرا مرکب پس اگر کتابت میں موافق ہوں اسکو مرکب متشابہ کہتے ہیں در نہ مرکب مفروق
 مثال مرکب متشابہ - مجروح شعر جتنے مر مرئے جو تم پر آئے مرقد میں سنگ مر مر کے
 آباؤ شعر اشک برسانے میں شرط آنکھوں نے باہم بدلی ہر صاف روئے میں بنے دیدہ پرلم بولی
 مثال مرکب مفروق - امانت شعر روئے گل ہی پہ نہیں تیرہ رخسارے ہیں ایک رخ کیسا
 خجل اس سے نورخ سارے ہیں کہ شعر یا فون آخر کو مرا اور تری پیشانی پر جو میں کہتا ہوں
 وہ ایک دن ترے پیشانی پر اور اگر تجنیس ایک اور دوسرے کلمہ کے جزو سے مرکب ہو
 اسکو تجنیس مفروق کہتے ہیں امانت شعر سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو تڑپ جائے بشر ایسے سینے میں
 دیکھے ہیں کسی نے سن بھر لفظ کسی کا جزو سے لفظ نے کے ساتھ ملکر تجنیس ہوا اور اگر حرف نوع الہجہ
 و ترتیب حروف میں مشابہ ہوں لیکن ہیئت یعنی حرکات میں مختلف اسکو محرف کہتے ہیں احسان شعر گلے سے
 لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے و گرنہ یاد تھیں مجھ کو شکایتیں کیا کیا اور اسی میں داخل ہر صنعت
 تملیث یعنی کلام میں کوئی لفظ حرکات ثلثہ سے لانا - کرم شعر دم رقص پہنے لباس تو کبھی رنگ تن کا
 جو زرد گونہ کسی خشک تن کو چباے تن پس نخل تن ترے گھوگر وہ وہ ع گیا سینہ چھین گیا
 دل ہی چھین ہو نہیں بولے چھین ترے گھوگر وہ اور اگر وہ میں مختلف یعنی ایک لفظ میں نسبت
 دوسرے کے ایک حرف زائد ہو اسکو تجنیس زائد یا تجنیس ناقص یا تجنیس مطوف کہتے ہیں اور وہ حرف زائد
 میں حالت سے خالی نہیں یا شروع میں یا وسط میں یا اخیر میں ہوگا مثال اکی امانت شعر نافت اس شوخ
 کی جبا سے ترا قفل دہن پٹ کے آگے تجھ کوئی لپیٹ آئے نہ بن کہ وہ شعر اسکی قامت پر قیامت کا
 کروں کر میں خیال کہ کب قیامت نے بھلا پائی ہے یہ حشر کی چال کہ حسن شعر اٹھ کر سے ہو یہ نظم ہی
 طاعت ہے کہ قد و قامت نہیں یہ لغزہ قد و قامت ہے سوز شعر چشم کا کام انشاک باری ہے چشم

تجنیس مرکب
 تجنیس مفروق
 تجنیس مرکب متشابہ
 تجنیس مرکب مفروق
 تجنیس زائد
 تجنیس ناقص
 تجنیس مطوف

تجنیس

فیض ہر گجاری ہو سرور شعر کیا جو وعدہ شب آستے دن بیاڑ ہوا جو بدھ مری شامت کہ ہو لی شام
 نہیں چسبین ایک حرف آخر میں زائد ہو اسکو تھنیس مطرف کہتے ہیں اور کبھی دو حرف بھی زائد ہوتے
 ہیں اسکو تھنیس خیل کہتے ہیں اور اگر وہ دو لفظ نوع حروف میں مختلف ہوں خواہ شروع خواہ وسط
 خواہ آخر میں پس اگر حروف مختلفہ قریب المخرج ہیں اسکو جناس مضارع کہتے ہیں ورنہ جناس لاحق مثال
 جناس مضارع انشا شعر اقرب سمجھ کے اپنے سے رہا ہے وہ میں پس چ عقرب کے نیش
 پر بھی جو رکھے حمل قدم چ مثال جناس لاحق - امانت شعر جان ناساز ہو وہ نعمہ خوش ناز ہو یہ
 دل مضطرب کو سدا سوز ہو وہ ساز ہو یہ آدہ شعر عشق کے نام سے جسم سبک آگاہ نہ تھا چ
 دور تھا کو مصیبت غم جانکا نہ تھا چ نسیم - شعر خط خاتم لیکے وہ ہوائی چ پتا ہوئی اور سیتے
 چ آئی چ اور جو کسی قسم تھنیس کے دو لفظ متجانس بلا فصل متواتر واقع ہوں اسکو تھنیس مکرر کہتے ہیں
 اور رد کہتے ہیں مثال تام مکرر - انشا شعر میری زلف سے بدھ کہان آسکے ہو سکے چ توصیف میں
 ہر جسکی زبان قلم قلم چ مثال مرکب مکرر کہ شعر جو بات کہجئے چاہے ہی انا مزاج آج چ قربان
 تیرے کل یہ نہ مال آج آج چ دھکے ہر آگ دل میں پری اشتیاق کی چ تیرے سوا سے
 کس سے ہو اسکا علاج آج چ تمام غزل اسی صنعت میں ہے - مثال زائد مکرر - نو ابدایونی
 شعر یہ ابر بنا و جام حرم بن پڑ گیا بے کمان کیا چ بھاری چھاتی کے داغ دل کا کرے ہی تک کر نشان
 نشا نہ چ تمام غزل اسی صنعت میں ہے - نسخ شعر یہ التجا ہی پیر معان کی جناب میں چ رکھو نہیں ساق
 ساقی گفام دوش پر چ مثال جناس لاحق مکرر - انشا شعر جب تک کہ خوب واقف راز نہ ان نہوں چ
 میں تو سخن میں عشق کے بولوں نہ ان نہوں چ خلکوں تیری بار نہ جلو میں کھلو ہائے باتیں جو دھین بھر رہی ہیں سکھان
 کون چ تمام غزل ہی صنعت میں ہے مثال تھنیس مکرر مقلوب شعر بات غیروں کی نہ سنو اب بت بدو چلو
 بات کی تاب نہیں ہونگی مہر و جھو چ قلب کا بیان آگے آگیا و اگر صرف صورت کتابت میں ہوتی
 ہوں اسکو تھنیس خط کہتے ہیں جیسے الفا زخم و دم و چشم و جسم و شمع و سماع وغیرہ - غالب شعر
 باغ شگفتہ تیرا بساط نشاط دل چ ابر بہار خم کردہ کسکے دماغ کا چ اور اگر ایسا لفظ کلام میں لاوین
 کہ بندش الفاظ سے کلام معانی متضاد یا دلالت کرے یعنی بدھ و ثنا و دم و ہو ہو جاوے اسکو
 تصحیف کہتے ہیں - لہذا شعر کہتا ہے کیا کہ چل مرے گھر سے بدر ہو تو چہ جا آہو اور تیرے چہ

۵۸
 سہارا

اب نو بد مجھ پر زیادت دو نقطہ سے بد ہو جاتا ہے اور اگر تبدیل ایک حرکت سے لفظ مع معنی دم پیدا کرے اسکو ترزل کہتے ہیں لفظ شعر بوسہ دید تباہی مچھو یہ بھی تیرا رحم ہے ہر کسی کو کون دیتا ہے بے مانگے ہوئے کون اگر انغم ٹپھا جاے معنی دم پیدا کر گیا اور تین خط میں داخل ہوتا ہے لفظ دائرہ متواتر کا۔ لا اعلیٰ شعر ترتیب سے ہی خلق تھی اپنی ہی شان کا صاحب کے سے کچھ بھی گٹھا ہی زبان کا چالیانہا حزن کا متواتر اور تین خط کی ایک قسم کی قلب یعنی اختلاف ترتیب حروف کا اور وہ دو قسم کی۔ قلب کل اور قلب بعض۔ قلب کل وہ ہے کہ حروف کلمہ بالترتیب قلب کیے جائیں۔ انشا شعر بھی جبر لگا دے بارش کوئی مست بھر کے نعرہ جو زمین پہ جھپک مارے قح شراب آٹا وہ شعر تو جبراً تو نہیں لگ گیا تو جبراً لگا کہ سمجھا مرے جان دل کے مالک نے میرا کلام آٹا مجھے مار کیوں ڈالے تھا زلف اٹکے کا نرہ کہ سکھا دیا ہے تو سنا ہے لفظ دام الٹا سحر ایک ماش کھیکا جو مجھے دکھا کے اُسنے تو اشارہ میں لے مارا کہ یہ لفظ شام الٹا لفظ اس لفظ پر ہے کہ خط آٹا کو پہنچے تو لکھا ہے اُسنے انشا یہ تراپی نام الٹا مقلوب بعض وہ کہ حروف کلمہ کے امر تب قلب کریں جیسے مرحوم و محروم۔ شر شعر کمال بحث ہے علم کلام میں رہتی ہے دہن میں لوگ بہت قیل و قال کرتے ہیں اور اگر کسی کلمہ قلب سے وہی کلمہ حاصل ہو اسکو مقلوب ستوی کہتے ہیں مصرع اول شعر انشا کے الفاظ مقلوب ستوی ہیں شعر رواج اور یہ ہے وہ ہوا انشا انشا کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ ہم اب کلام اور جب ایک بیت یا مصرع کے الفاظ اول و آخر مقلوب ہوں اسکو مقلوب پنج کہتے ہیں جیسے گوہر شعر تار و نیکا یہ بندھا غارات۔ تاب اتنی نیلھی کہ کرباب کہ کبھی تمام مصرع مقلوب ستوی ہوتا ہے انشا شعر راویج در وادیج و ردام مال کل اموہر و مال کلام میں غیر منقوط اور مقلوب ستوی دو کوئی نتیجہ میں بھی تمام شعر مقلوب ستوی ہوتا ہے ہوشیار شعر رات یہ گرم زور درو قلق و قلق و در در زور گ تبارہ اور ایک قسم قلب کی ہے رباعی کہ لفظ اول مصرع دوم مقلوب لفظ آخر مصرع اول اور لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر مصرع دوم کا ہو علیٰ ہذا العیاس۔

یہ ہمیشہ ہوئے تو
قدرت سے جو تعین واجب
کے پیمان کا خوف
کے لئے کرتا ہے

[illegible]

شبہ اشتقاق

العجز علی الصدر

اور مثال تیسری اشتقاق و شبہ اشتقاق اشتقاق ایسے الفاظ کا لانا کہ ایک ماؤ لیے مشتق ہوں۔
 ذوق شعر صاف کرے دل نہ کر صاف سے صوفی کہ سود و صفا علم تصوف نہیں کرتا چہ شمس شعر ہے
 کہا ہے کیوں ہنستا نہیں بے سبب کوئی یوں شبہ اشتقاق وہ کہ الفاظ مشابہ اشتقاق ہوں مگر
 مادہ کا ایک نہ ہو امانت شعر سچ اگر چہ تو وہ ساعدون کی جانیں ہیں کہ کشو حسن میں شان کی بڑی
 شائیں ہیں تو کہ شعر کیا ان پڑی تھیں کب ایو گبدن اسطرح کی جب با پانچ بیسی کا ترے پانچو نہیں فرق ہر لب
 نسیم شعر دی آنکھ جو شہ نے رونما کی چہ مشک سے نہ بھائیو کو بھائی چہ رد العجز علی الصدر یہ صنعت
 شعر کی بعض مصطلحات عروض کے جاننے پر واضح ہو کہ با صطلاح عروضیان جزو اول مصرع اول کو
 صدر اور اس کے جزو آخر کو عروض اور مصرع دوم کے جزو اول کو ابتدا اور جزو آخر کو ضرب و عجز کہتے
 ہیں اور اجزائے وسط ہر دو مصالیح کو حشولیس یہ صنعت چار قسم ہے اول یہ کہ جو لفظ صدر میں آئے
 وہی عجز میں دوم یہ کہ جو لفظ حشو مصرع اول میں واقع ہو وہی عجز میں آئے سوم جو لفظ عروض میں ہو وہی
 عجز میں ہو۔ چہاں جو لفظ ابتدا میں واقع ہو وہی عجز میں واقع ہو مگر ہر ایک قسم میں نوع پر ہے
 کیونکہ وقوع لفظ کا مکررین حالت سے خالی نہیں یا وہی لفظ بعید مکرر لکھا جائے یا بطریق تینیس یا بطریق
 اشتقاق یا شبہ اشتقاق۔ سرور شعر کمال شہ زوال شعر اس پر لا کہ حاسد ہوں چہ بھلا نازان نہ ہوں کیونکہ
 میں اپنی بیکمالی کا تجھ سے شعر حقے مر گئے جو نظم پر آئے اُنکے مرقد میں سنگ مرمر کے کہ اشتقاق
 بہت ہے مری آہ سے لکھتی ہے نرم چہ تب سے رن شر بارہ ستیاں آتش چہ وہ شعر تھا وہاں
 نام خدا عالم خود بینی گرم چہ اُسکے تھوئی چکر میں غیب گرا ہٹ چہ وہ شعر قدرت خدا کی دیکھو تو
 اسلام کا شرف چہ دم مارنے کی جا ہی نہیں مارے نہ دم چہ نامع شعر مجھے ای دل خدا تو ہی اقرب چہ
 غم نہیں بت اگر قریب نہیں چہ اور شعر از غم نے ہر مصرع کے اول و آخر کو صدر و عجز قرار دیکر ہر مصرع
 میں اس صنعت کو استعمال کیا ہے۔ شعر نقاب چہ وہ سے ظالم اٹھا مثال نقاب چہ شتاب کر کہ
 جو زبان جان کو سفر میں شتاب چہ اور اسی صنعت کی ایک قسم معادہ ہے کہ لفظ آخر مصرع اول مصرع
 دوم کے آغاز میں ہو اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع سوم کے آغاز میں علی ہذا القیاس۔ لیکن شعر
 زیادہ کہ شیریں جو بہت آتی یاد دلا سکی ہیں اپنے دل کو دکھتا وہ شاد شاد اُسکا ہمیشہ ذکر رکھتا اُسکو
 اُسکو کرایہ شاد رہتا فرما وہ اسی قسم سے ہے امانت شعر اُسکے سلب دُر دندان سے جو

کہتے ہیں نثر جیسے دہن کی تفریق تحریر سے بیرون ہو سون کی توصیف تقریب سے افزودن ہو اور نظم غالب
 شعر تری دانش مری اصلاح مفاسد کی رہن چہ تیری بخشش مرے انجاء مقاصد کی کفیل
 لفظ آخر بسبب رعایت قافیہ اصل قصیدہ مقفہ نہیں اور صحیح موازنہ وہ ہو کہ کلمات آخر دو فقرے یا
 دو مصرع کے متحد ہوں ہوں مگر روی مختلف جیسے ہمارا یار بڑا جمیل ہو اور زمانہ میں بیطریق و امثال
 نظم غالب شعر مرتب ہوں اس آواز پر ہر چند سر اٹھا جائے چہ جلا دے لیکن وہ کہے جائیں کہ ان اور چہ
 اور کبھی ایسا صحیح موازنہ ہوتا ہو کہ سب الفاظ تریا نظم میں متحد ہوں اور مختلف آروی مقابل وقوع
 ہوتے ہیں اور یہ نیز ترصیع ہو صحیح متوازی میں جیسا قاسم موزون کے رد پر سرور دان نا چیز ہو۔
 اور کا گل بجان کے سامنے مشک حق بقدر ہو۔ اور مثال نظم غالب شعر ای شہنشاہ فلک
 منظر و پیش و نظیر الخ جان دار کرم شیوہ دے شہ و عدیل مصنف تلخیص نے اسکا حاشیہ نام لکھا
 مگر سکا کی نے اسکو بھی داخل ترصیع لکھا ہو مگر اصل یہ ہو کہ ترصیع میں اتحاد وزن و قافیہ دونوں
 مشروط ہیں اور میان قافیہ معتبر نہیں اسی حجت سے موازنہ کو اکثر نے صحیح میں شمار نہیں کیا بلکہ جدا
 صنعت آور واضح ہو کہ وزن بیان مراد وزن عروضیہ ہے کہ اس میں توافقی حرکات کا ضرور
 نہیں جیسے اسے دلبر وزن مفاعیل نہ وزن صرفیان مراد ہو کہ اس میں توافقی حرکات ضرور ہو اور
 شعراے عجم صحیح اس نظم کو کہتے ہیں کہ ہر بیت قصیدہ یا غزل میں تین تین صحیح لائنیں اور چوتھا قافیہ
 اصل قصیدہ یا غزل کا ہونا صحیح شعر یہ نور ہو رو سے مدحیں کا۔ کہ ہو غزل چاند چو دھوین کا چہ
 جو حلقہ ہو زلف غبرن کا۔ وہ ایک نافہ تر مشک چین کا چہ زبسکہ وصف دہان شیرین۔ رہا ہو ورد زبان
 شیرین چہ بدن میں جب تک ہو جان شیرین۔ مزہ دہن میں ہو گلیں کا چہ یہ جوش بیان ہو اشک کا ہم۔
 کہ ساتون دریا میں قطرہ سے کم چہ جسے کہ کہتے ہیں سب جنم شر ہو اک آہ اتین کا چہ اور ایک قسم صحیح کی
 نظم میں تشطیر ہو یعنی ہر مصرع جدا گانہ صحیح رکھا ہو شعر سینہ ہو دلغ عشق سے اپنا شگفتہ
 باغ چہ اور دل ہو پنج ہر سے سو غم کا ایک گنج چہ مصرع اول میں صحیح مبنی عین پر ہو دوم میں جہم پر دوری
 قسم صحیح کی مختلف نظم تصریح ہو یعنی بیت کے ارکان صدر و ضرب روی میں متفق ہوں
 شعر دوں اُس رنجور کا عشق بتان میں چہ سدا رہتا ہو درد و غم کی سنڈل چہ دل
 اور منزل صحیح ہو ترصیع مع التجنیس۔ رباعی پر و انہیں جو سیر گلستان کیجئے

نثر

۴۳
شمارہ انجمن

نثر

تشطیر
نظم
نثر

دو الفاظ ہیں

تکون

معاذ اللہ

معاذ اللہ

تکون

تکون

پروا نہیں جو سیر گھستان کیجئے چون مرغ اسیر تو رہتے ہیں ہم پر دانیں جو سیر گھستان کیجئے ایسا
مت والے شراب کو چپا کر لانا نہ مت والے شراب کو چپا کر لانا یہ دختر زہی اسکی حرمت ہی ضرور
مت والے شراب کو چپا کر لانا نہ مت والے الفاظ ہیں یا ذو قوائی حسین دو قافیے یا زیاد ہوں لا اظم شعر
غیر کے آئین مگر ترے ہی نقصان تراہ میں ترے واسطے کتا ہوں کما مان مرلہ شعر آجلہ کہ اب
عاشق چہ نہیں نہیں تابہ اور نام کو باقی نہیں تر گاہیں کہیں ابہ اور اگر دو قافیے کے درمیان مدون
ہو اسکو دو الفاظ ہیں مع العاجب کتے ہیں یہ شعر کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا کہیں دل میں
جنون ہو کے رہا متکون شعر قوڑی تشدید و تخفیف جائز سے دو یا زیادہ بحر وین پر عا جا بے
انشا شعر شیخے جان میں غیر سب محکموں بلاتے ہو عبت کہ دلوں کا کر اور بھی حی کو جلاتے ہو عبت
مفتعلین مفتعلن جار بار یا مستفعلن آٹھ بار۔ وہ شعر زنگستان کی ہو شک و کچھو کچھیں ہیں
میں کہ باغ مت جاو کہی ہیں حسن آئین میں کہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
فعلاتن فعلین۔ وہ شعر کچھ یہ بھی کو یوں نہیں اسکی پچھیں نے غش کیا کہ غنچہ بھی چٹ سے فق
ہوئے سارے میں نے غش کیا کہ مثل شعر مثال اول یہ تینوں غزلین تمام اسی صنعت میں ہیں۔
عکس شرب زبانی کی غزل چاکر میں پڑھی جاتی ہے۔ شعر اول یہ شعر صنعت سے باتوں پر سراپا ہوا
ہو گئے نالوں سے ہم اپنے تیار کہ اول بحر رمل مسدس مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن دو م رمل
مسدس مخبون مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن۔ سوم خفیف مخبون مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن
چارم ہریع مطوی موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلات۔ تکون کی ایک قسم ہے محذوف و منقوص محذوف
وہ شعر کہ جبکہ خط اول ہر مصرع کا دو رکھ دیا جائے تو کسی دوسری بحر میں ہو جائے اور معنی قائم
رہیں لا اظم شعر محکموں رسوا اگر آفت جان بہر خدا بندہ تیرا ہوں میں کر دم میان بہر خدا
اسین کیا فائدہ محکموں جو کیا تو نے قتل کہ کچھ بھی انصاف کر ای سرور دان بہر خدا لفظ محکموں
دبندہ آسین و کچھ بھی ہر چار مصرع سے دو کیجئے تو بحر باعی ہو جاتی ہے منقوص وہ کہ اگر آخر
مصارع سے ایک لفظ حذف کیا جائے دوسرا وزن ہو جائے اور معنی قائم رہیں گو ہر شعر دروغ یا
سراپا ہوا اچھا ہوا کہ در سر کتر ہوا اچھا ہوا اچھا ہوا ہوا سے چھوٹے بگیا سودا اچی جھگڑا جھگڑا
دل گیا حاصل ترا بوسا ہوا اچھا ہوا تین مصرع سے اچھا ہوا اور مصرع سوم سے جھگڑا

نظم

نظم

نظم

جامع اطراف

چکا دوڑ کرنے سے دوسرا وزن ہونا تو ترائق یا توائق چار مصرع اسطرح کے کہنا کہ جس مصرع کو چاہیں اول قرار دیں اور علیٰ ہذا القیاس دوم سوم چہارم۔ لا اعظم شعر مفتون ہوئیں اس شرم و حیا کا دل سے عاشق ہوئیں اس ناز و ادا کا دل سے شیدا ہوئیں اس زلفت و دما کا دل سے کشتہ ہوئیں اس طرز و عفا کا دل سے منظر النثر یہ صنعت ایجاد امیر خسرو دہلوی پر اور وہ یہ کہ ایسے اشعار کہے جاویں کہ نہ بھی پڑھے جاویں لیکن حالت نثر میں بندش اور نشست الفاظ کا درست ہونا اور مصفاے کلام فردی کیونکہ بلا لحاظ اس قید کے ہر نظم کو نثر قرار دیا جاتا ہے۔ کیا کہنا تھا اور آج کسے کہل گئے اپنے کلام سے صاحب ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب و ہمتو سر دینے تک بھی حاضر تھے پرتھواریے تو دیکھ ڈھنگ نہ تھے واہ جی واہ آپ کے قربان ہو بیٹے کیا ہی تھے اور اداں بٹنگے ہو خدا نے ملک تو ڈرو دہ یا تو کیجئے قرار دو کہو دوسری قسم اس صنعت کی وہ شریح حسین کمال نظم پر غنہ کے یہ فرہادین کہ لفظ آخر مصرع کا کلمہ مستقل ہو بلکہ کسی لفظ کا حصہ لیک مصرع میں اور دوسرا دوسرے مصرع میں ہو جیسے شعر ہرمان میرے منشی جانکی پر شاد صاحب کو بندگی پر فوج یا عشق اپنی لغتوی اور نش و خدا نشاء دلیر و درجہ کیب بند خباب گو ہر و شاہ کر عایت اگر ہوں ہی بہتر و مقرب لیکن اگر التزام تھے کا کیا جائے تو کسر و ضمہ نہ آئے اور اگر التزام کسر کے کا ہو تو فتح اور ضمہ نہ آئے اور در حالت التزام ضمہ کسر اور فتح نہ واقع ہو۔ مثال فتح۔ لکھنؤ شعر کل کا وعدہ کر گیا ہر کل غم گر نہ آیا آج بس تب ہی غضب و مثال ضمہ۔ راحت بدایونی۔ شعر خوب ہو خوب ہو حصول جو ہو ہو گل تو بلبل کو مجھ کو وہ گلو کہ مثال کسر و غم بدایونی۔ شعر دل لے جتنے کہ جس میں تیری تیج عشق نے بسمل کہے جامع الحروف۔ وہ کلام ہی حسین سب عروہ تھی موجود ہوں شعر این جفا یا العیاش ای کا فر سا لقب نہ نہ صدف خط مرصع عشق تو بردار خطبہ اور اگر عروہ تھی بلا کر ارجح ہوں تو نہایت مشکل ہی۔ مولانا طیف الدین نیشاپوری شعر اثر و صفت غم عشق خطبہ نہ خط کہے جز بخلال۔ اور اسی قسم سے ہی یہ قطعہ کہ ایک ایک جملہ عروہ متشابه میں سے تہر تب اور مقطع واقع ہوا ہر قطعہ جواب علاج ہو کہ درود یا س کا ای کاش تو ہوئے حرص نشاط اور سماع ویت کا ذوق ہلاک ہوں کہ دل خام کا زنا دان کوہ لبنان و آہ پلائے میں ہائے غم کے شوق و نوشیج وہ کلام نظم ہی کہ اگر حروف اول یا آخر جملہ

مصاریح یا بیانات کیا کریں کوئی نام یا نسبت یا عبارت حاصل ہو جیسے باسم جیسے لال۔ کوافہ شعر شہر شہم یا کاتیری
 میں ہوا ہوت یا جہ پر بحر حال نظر کر سری جانب ای بارہ وعدہ وصل کسی روز و ناظمی کرے بہ ٹاٹا وعدہ کو
 کب تک تو رہے گا سزا بہ بانہر اکیسا یہ جادو کیا جھیر اُسے ملیگا ایک لولہ خرد و صبر و قرار آہین بھرتا ہی رہا
 سحر نری تھیں وہ شبیرین نے رہے جیہ کبھی حال دل زبان کبھی بجائے حروف کے الفاظ سے بھی بونچ کر تین مشتقی نشی

گیدین لال صاحب گوہر بدایونی نے ایک کتاب چھپوائی نام میں ایک قصہ شہرین لکھا ہے جس کے ہر خط کے اوپر خود دریا کندہ و الفاظ سے چار تہوی

| مختص کوہر کی مستقل جلالہ قصوں پر بطریق توضیح مکتبی ہیں بطور مثال اُسے بطریق لفظی بیان | | | | |
|---|-------|---------|---------|--------------|
| لیکر | خیرات | خدا | شہر | حق سبحانہ کا |
| پل | برکت | حمد | پاک | نام |
| نام | لڑکے | لازم | کو کلام | یاد |
| الہد کا | شکر | بہر حال | عزیز | تقریر |

مرجع و مانت کر انشا طول او عرض میں یکساں پڑھے جاوین شال - مولفہ -

| | | | |
|---------|---------|---------|-----------|
| زین کیا | خفا کر | آئی | او در لہر |
| خفا کر | و اچھے | غش کیون | سمن بر |
| آئی | غش کیون | خفا کر | غضب کر |
| او در | سمن بر | غضب کر | شکر |

ثلث

موز

مشجر

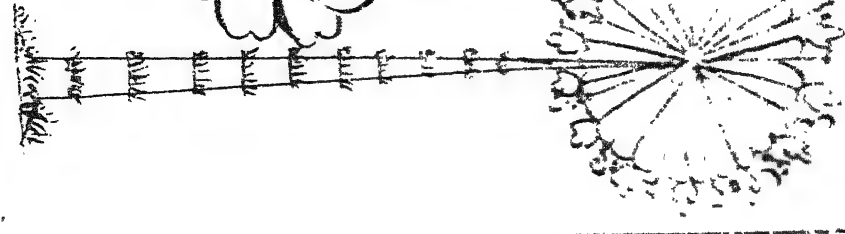
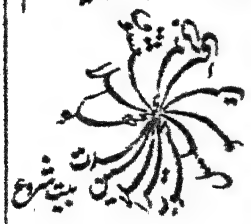
میارالکائنات

ثلث وہ ہر کہ ربعی کے تین مربع کئے جائیں اور بعض الفاظ انھیں مصرعہ چارم بن جائے
رباعی تھسا نہیں پیا کوئی اور شک تردید محبوب کوئی تو گاتھے بہترہ ایو د لبرنا زمین کچھ گتے ہیں سب
تھسا نہیں محبوب کوئی ایو د لبرہ معتقد وہ کہ بیت کو بشکل گرہ کے لکھ سکیں جیسے مثال ذیل میں میم

در بیان میں کہ جس سے الفاظ شروع ہوتی ہیں

مشجرہ وہ کلام جو بصورت شجر لکھ کر پڑھیں آوے مثال درخت

سرداز درگا پر شاد نادر و درخت تار و زگو ہر



وہاں اشعار اب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرئیل علیہ السلام نے لکھ کر فی الحقیقت من شعر محبوب
ہوتا تو اسے بے دست و پاچہ اسطر توجہ کرتے اور آنحضرت شہزادہ چڑھنے اور ابن رواحہ وغیرہ سے نہ پڑھواتے
نہ انی ترمذی و سلم و یقیدہ بان سعاد مصنف کعب ابن زہیر کو اصلاح فرماتے اور قصائد حسان بن ثابت پر
حد تکسین عنایت کرتے اور اسکے حقین اللہم یدہ برمج القدس فرماتے زبیر الدین عطار نے کہا یہ شعر
شاعری جزو نیست اینغیری بہ جا ہائش کفر خوانند از خری : لیکن مضامین کفر بہ اور کلام ہزل البتہ
اور جس جیب سے سو و مخصوص نظم نہیں نظم و شعر دونوں ممنوع ہیں اور اشعار و کذاب ان شعر کی شان میں جو ایام
جہالت میں انبیا کا ذکر ہاں و کائنات و بحر سے کرتے تھے اور تعریف لائے و سنات کی شہادت میں کرتے تھے اور
انکو خدا سمجھتے تھے اور مبالغہ و استعارہ و تشبیہ مثلاً کہنا کہ معشوق کا منہ مثل چاند کے ہے یا ممدوح کا گھوڑا
فلک الافلاک کی سیر کرتا ہے یا تیر روی میں دریا ہے داخل کفر و جھوٹ بہین جھوٹ وہ ہے کہ سننے والے کو اس سے
اور اک غلط حاصل ہو اور ایسے کلام کو سنکر برا ہی جانتا ہے کہ معنی حقیقی مراد نہیں ہے تعریف میں مبالغہ ہے ایسی
عبادتیں حدیث میں جی آئی ہیں آنحضرت نے ابو طلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے۔

فصل اول ارکان اور اسما اور رتبه اور اصول کو میں۔ واضح ہو کہ خلیل نے عروض کو سیدر و بحر میں
نہایت میں پندرہ بحر میں حصہ نہیں ہو سکتا اور انکو چند اشعار میں جگو ارکان و اصول افعیل و افعال و
تفاعیل و متفاعیل و امثال و افراد و موازین عروض کہتے ہیں نظم کیا وہ دوش میں و دوش سی یعنی بحر حریفی
فعلین فاعلین اعرساعی مفاعیلین فاعلان مستطعلن مفاعلین متفاعلین مفعولات و بعض اوقات بلا تینوں
فاعلان مستطعلن منفصل۔ اور یہ تین خبر سے جبکہ اصول سے گنا کہتے ہیں مرکب میں اول سبب لینے
کلمہ و بحر حریفی پس اگر اول متحرک دوم ساکن ہو تو اسکو سبب خفیف کہتے ہیں جیسے دل اگر دونوں متحرک ہوں
اسکو سبب ثقیل کہتے ہیں جیسے لفظ دل و حالت اصناف باہمہ کیونکہ اسے آخر لغرض اظہار حرکت کہی

وہاں اشعار اب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرئیل علیہ السلام نے لکھ کر فی الحقیقت من شعر محبوب
ہوتا تو اسے بے دست و پاچہ اسطر توجہ کرتے اور آنحضرت شہزادہ چڑھنے اور ابن رواحہ وغیرہ سے نہ پڑھواتے
نہ انی ترمذی و سلم و یقیدہ بان سعاد مصنف کعب ابن زہیر کو اصلاح فرماتے اور قصائد حسان بن ثابت پر
حد تکسین عنایت کرتے اور اسکے حقین اللہم یدہ برمج القدس فرماتے زبیر الدین عطار نے کہا یہ شعر
شاعری جزو نیست اینغیری بہ جا ہائش کفر خوانند از خری : لیکن مضامین کفر بہ اور کلام ہزل البتہ
اور جس جیب سے سو و مخصوص نظم نہیں نظم و شعر دونوں ممنوع ہیں اور اشعار و کذاب ان شعر کی شان میں جو ایام
جہالت میں انبیا کا ذکر ہاں و کائنات و بحر سے کرتے تھے اور تعریف لائے و سنات کی شہادت میں کرتے تھے اور
انکو خدا سمجھتے تھے اور مبالغہ و استعارہ و تشبیہ مثلاً کہنا کہ معشوق کا منہ مثل چاند کے ہے یا ممدوح کا گھوڑا
فلک الافلاک کی سیر کرتا ہے یا تیر روی میں دریا ہے داخل کفر و جھوٹ بہین جھوٹ وہ ہے کہ سننے والے کو اس سے
اور اک غلط حاصل ہو اور ایسے کلام کو سنکر برا ہی جانتا ہے کہ معنی حقیقی مراد نہیں ہے تعریف میں مبالغہ ہے ایسی
عبادتیں حدیث میں جی آئی ہیں آنحضرت نے ابو طلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے۔

دوم و تر یعنی کلمہ سہ حرفی پس اگر آخر ساکن ہو تو تدمرقون یا مجموع کہتے ہیں جیسے چمن اور اگر وسط ساکن ہو
تو مفروق جیسے نقط یا در حالت اضافت یا لالہ کیونکہ بائے آخر اظہار حرکت کے لئے ی سوم فاعلہ ترین حرف
متوالی اور چارم ساکن ہو تو صغرے جیسے صنما اور اگر جارجن متحرک متوالی اور چہم ساکن ہو تو گبری کہتے ہیں جیسے
لفظ شکتمش فارسی میں فاصلے کی مثال اردو میں سموع نہیں بلکہ بعض فاعلہ صغرا کو فاعلہ اصلا و جمعہ عرفہ فاعلہ گبر کے کو
فاعلہ اصلا و جمعہ کہتے ہیں اور بعض دونوں کو بضا و مجرور ہے میں مع قید صغرے و گبرے و بعض فاعلے کا کچھ وجود
نہیں رکھتے ہیں کیونکہ فاعلہ صغرے اجتماع سبب نقیل اور خفیف کا ہوا گبرے اجتماع سبب نقیل اور تدمرقون کا ہوا
اور بعض عروضیان بالاسی سبب و تمدود فاعلہ تیو لتوین میں قسم کہتے ہیں سبب خفیف و نقیل و متوسط و تدمرقون
و مفروق و کثرت فاعلہ صغرے و گبرے و غلطے مثال سبب متوسط - یار - یعنی ایک متحرک دو ساکن و تکرار کثرت
و متحرک دو ساکن جیسے - جہان - فاعلہ غلطے پنج حرف متحرک متوالی ایک ساکن جیسے شکتمش اسکی مثال یہ
نہیں کی شعرائے قدیم نے اصول سے گامین اشعار مفروق کے نیچے شعر میں صرف سبب یا کثرت و تدرج صرف فاعلہ
آوے لیکن جب وہ پسند طابع نہ ہوئے اسکو چھوڑ کر اصول سے گاندہ کو باسم ترکیب دیگر ان مذکورہ اور فاعلہ
ایکا دیکھے اور واضح ہو کہ فعلوں مرکب ہی و تد مجموع سے مقدم سبب خفیف پر اور فاعلہ بالعکس اسکے اور فاعلہ
و تد مجموع سے مقدم دو سبب خفیف پر اور فاعلہ بالعکس اور مفعولات دو سبب خفیف سے مقدم و تدمرقون پر
اور فاعلہ لاتن منفصل بالعکس اور مسقع لن منفصل و تدمرقون سے در میان دو سبب خفیف کے اور فاعلہ
و تد مجموع سے در میان دو سبب خفیف کے اور فاعلہ وتد مجموع سے مقدم فاعلہ صدائے براؤز و فاعلہ
بالعکس آگے اور ایسا وغلیل میں سہج - رجز رمل نسرج - مضارع مقصوب محبت - سریع - غفیف محبوب
مدید - بسیط - واخر - کامل - تقارب یکدیگر شداد ابوالحسن حنفیش نے ایک ادبی تلاش کے یوسف عروضی

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

فصل دوم انفکاک جوین واضح ہو کہ سبب حاصل ہونے ارکان عشرہ مذکورہ کے بعد مگر سے باعتبار
تقدیم و تاخیر اسباب و اوتاد و فواصل کے بعض کو بھی بعض سے حاصل ہو سکتے ہیں مثلاً رکن مغایلیں کو اگر مکس کر د
تو مستغفلن ہوتا ہے اور اگر وتر کو درمیان دو سبب کے لاؤ تو فاعلاتن ہوتا ہے اور واسطے انفکاک بجز کے
خیل نے پانچ دائرہ ایجاد کئے ہیں اول دائرہ مختلفہ بجز طول و بعید و بسیط اس سے استخراج میں یعنی اگر نو سے شروع
کرین طول حاصل ہوتی ہے اگر لین سے شروع کریں تو لین مغایلیں لین فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل
ہوتی ہے اگر علیین سے آغاز کر دو علیین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز بسیط ہے دوم دائرہ مطلقہ بجز
و او اس سے استخراج میں اگر شمس سے شروع کریں کمال اگر لین سے شروع کریں بجز او اس سے حاصل ہوتی ہے۔
سوم دائرہ مجتبہ بجز ریح رطل رجب اس سے حاصل ہوتی ہے اگر مغا سے شروع کریں ریح اگر علیین سے تو بجز
اگر لین سے تو بجز رطل حاصل ہوگی چارم دائرہ مشتبہ بجز ریح اور شروع و ضیف و مضاع و محبت و تقصیب
اسی دائرہ سے استخراج میں بشرطیکہ شرح و غیرہ میں کو بھی مسدس اعتبار کریں پس اگر مستغفلن نو سے شروع
کریں بجز ریح اگر دوم سے تو شرح مسدس اگر تغلن دوم سے بجز خفیف اگر لین دوم سے تو مضاع مسدس
اگر مفعولات سے تو تقصیب مسدس اگر عولات سے شروع کریں بجز محبت مسدس حاصل ہوتی ہے اور اس دائرہ
سے ظاہر ہے کہ سبب تغلن بجز خفیف و محبت لین اور فاعلاتن بجز مضاع میں منفصل ہے کیونکہ نفع اور فاع
انفکاک میں مقابل لات کے واقع ہیں اور بجز جدید قریب مشاغل بھی اسی دائرے سے ہیں اگر تغلن اول سے
شروع کیجئے جدید اگر لین اول سے تو قریب اگر لات سے تو بجز مشاغل ہوتی ہے۔ چیم دائرہ منفرد کہ اس
سے صرف بجز متغایب حاصل ہوتی ہے اور اخفش نے متدارک اسی دائرے استخراج کر کے نام دائرہ کا مستطیل کیا
واضح ہو کہ بعض اہل عروض نے دائرہ مشتبہ کو بصورت دیگر لکھا ہے افس سے صرف چار بجز مشن الاصل ہی
نگالی ہیں مگر مزاحمت اور ایک دائرہ جدید سیمی یہ تشریح ایجاد کر کے اس سے بجز ریح و خفیف و تین بجز مجبکہ
یعنی قریب و جدید و مشاغل کو کہ سبب مسدس میں استخراج کیا ہے مگر مزاحمت سبب دائرہ و ملی شکل ذیل میں درج ہے
اور خاکسار نے انفکاک دوا کر سمجھنے کے لئے سات مصرع منہ در ذیل موزون کر کے دوا کر لکھ دیے ہیں
مرادل مجھے ایوب خدا کے لئے دیدے ہوں نہ گئی علی نہ گئی ترب نہ مٹی تمیش نہ مٹی + مراد وہ بار سنگین
دل شکر آفت جان ہے دیدے صنم دیدے بوسہ دیدے صنم + مرادل را با مجھے ناحق خفا ہے دیدے تجھے خدا کی قسم
تو مجھ کو دیدے مرادل + نہ ہوا اب تو مجھے دل ہی مرا خوش +

۲۰
 ۱۔ اگر نو سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۲۔ اگر لین سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۳۔ اگر علیین سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۴۔ اگر شمس سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۵۔ اگر ریح سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۶۔ اگر رطل سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۷۔ اگر رجب سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۸۔ اگر ریح و رطل و رجب سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۹۔ اگر ریح و رطل و رجب و ریح سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے
 ۱۰۔ اگر ریح و رطل و رجب و ریح و رطل سے شروع کریں لین فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن بجز مدید حاصل ہوتی ہے

[illegible][illegible]

[illegible]

قسم سوم علل کے بیان میں یعنی تغیرات سوا سے زحمت وہ تین قسم میں اول وہ کہ آخر کن میں زیادہ
کرنے میں زیادہ شوق کہ الف و مجموع میں کہ آخر کن کے ہو قبل از سالن زیادہ کرن میں پس متعلق
متعلق علل اور علل فاعلان اور متعلق مستفعلان ہوتا ہے اور یہ جزو متدارک و بسیط
و کامل و سرع و سرع و متغیر میں آتا ہے اور عرض و ضرب میں اکثر واقع ہوتا ہے اور حشون شاذ
اور صبر و ابتلا میں مشوع السبب یا اسباب وہ ہے کہ سبب خفیف میں کہ آخر کن کے واقع ہو

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

الحمد لله الذي جعل في كتابه
الغني عن كل شيء
الذي لا ينفك عن
الذي لا ينفك عن
الذي لا ينفك عن

و مضارع میں واقع ہوتے ہیں قطعاً اجتماع ضمن قطعاً کا پس تنقطن فوئین و فاعلن فعل ہو گیا جمعیت یہ
کہ اول فاعلاتن کو ضمن کیا فعلاتن رہا پس فعلاً کہ فاصلہ مضمر ہے ہو دو کیا تن با منقول بہ نفع ہوا ریح
اجتماع ضمن قطعاً کا ہو فاعلاتن میں بعد ضمن فعلاتن بعد قطعاً فعل با بسکون لام رکل و مضارع میں آتا ہو
جدع اسقاط دونوں شخصیت مفعولات کا اور اسکان تاکا پس لات منقول بہ فاعل رہا ضمیر مفعولات میں
بعد جدر کے دو کر دینا الف کا فاعل میں سے نفع رہا آوریہ دونوں بحر ترین و متسرح متوقف ہیں تے
پس کشف اجتماع طو و کسف کا مفعولات میں پس مفعلاً منقول بہ فاعلن ہوا طمش عبارت خفاست ماسقاط عین میں دو
سبب خفیف کے فاعلاتن منصل سے ہا منقول بہ نفع رہا عرج عبارت حذف حرکت و م و تد مجموع سے تنقطن
میں کہ منقول بہ مفعولان ہو جاتا ہو مقطوع مبع کہ کی حاجت نہیں رہتی جہت و بیسطین آتا ہو ریح
عبارت ہو اسقاط ہر دو سبب خفیف آخر فاعلاتن منفصل سے اور ساکن کرنا عین متحرک کا کہ فاعل ہا ساکن
میتن حرف متحرک متوالی میں حرف اوسط کا ساکن کرنا کیونکہ شعرا و فارسی و اردو و حرف اوسط
کو ساکن کر دیتے ہیں اور فعلن مکسور العین کے بجائے فعلن ساکن العین تے ہیں مگر اختلاف و
وغیرہ کوئی وجہ با نفع ہو تو وہاں نیچا تھے۔

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

فصل چہارم قطعہ ہر سال میں قطعہ اصطلاح میں وہ ہو کہ اجزائے شعر کو اجزائے ارکان میں

[illegible]

فوائد
الطعام
النباتي

[illegible][illegible]

بدون فعل لهذا اگر وزن سے مجھنا ہوسکتا ہے۔

فصل پنجم مثال بحر اور اوزان مستعمل شعراے اردو میں واضح ہو کہ بحر و اوزان مختلفہ یعنی طویل و قریب و بسیط و مجرور و انحراف و غیرہ کا کل مستعمل شعراے عجم میں اور شذوذ قابل اعتبار نہیں اور دائرہ مشتبہ میں سے مستغنیب کم استعمال ہے۔ بحر ہزج مشتمل سالمہ فاعیلین نظار۔ ناسخ شعراے اسبندہ ہر مشرق و مغرب و اوزان ہجران کا + طلوع صبح و شمس چاک ہر میرے گرمیان کا + اس وزن میں اگر کوئی رکن سالم و فاعیلین مسجع لائیں تو جائز ہے۔ لفظ شعراے کھادین بے ستون چرخ کا عالم تجھے فراہ و بوجھ سے ہمیں بھی کار فرما کوئی پیشین سا + دشمن مقبوض مفاصلن آٹھ بار بہا در سنگہ کام بدایوںی شعراے یہ تھوڑی تھوڑی کر نہ دے گھائی موڑ موڑ کر + بھلا جو تیرا ساقی پلاسے خم بچوڑ کر + دشمن اشریب فاعیلین مفاصلین مفاصلین۔ آتت شعراے بھولا ہون جہان کو میں ہر شار سے کہتے ہیں + سستی سے نہیں غافل پیشیاں سے کہتے ہیں + دشمن اشریب مکفوف مقصور الاخر یا محذوف الاخر فاعیل مفاصل مفاصل مفاصل۔ یا فاعیلین اجتماع دونوں وزن کا ایک شعر میں جائز ہے و ذوق شعراے فراہ و کشون کہنے ایک غیب کا تائید + زہد جو دعا مانگتا بار اسکے لیے ہے + اس وزن میں اگر صدر یا ابتدا خرم اور اسکے بعد اشریب یعنی مقبوض فاعیلین و اوزان تو جائز ہے قطع شعراے غنی و بکوشین سے رکھ اپنے ظفر کو + محتاج نہ کر سید کر اگر کیا + دشمن مقصور محذوف مفاصل مفاصل مفاصل فاعیل فاعیل فاعیل۔ کہو لفظ شعراے اگر دل ہر تراصات کو کیوں مجھے خفا ہے + مجھے صاف یہ بتا دے کہ کیا میری خطا ہے + اس وزن میں اگر سب مفاصل آدین جائز ہے اور اگر سب مقصور کے مکفوف یعنی مفاصل کفر لام آئے جائز ہے جیسے مثال مذکور میں باقی اوزان ہزج دشمن کے رباعی کی بحث میں ہزج ہیں۔ مسدس مقصور العروض و الاشریب یا محذوف الاخرین یعنی مفاصلین مفاصلین مفاصلین یا فاعیلین اجتماع ان دونوں کا ایک شعر میں جائز ہے۔ راحت شعراے شرب فرقت میں بیتابی سے ہر دم + جلا کرتا ہوں مثل شمع کا خور + مسدس مقصور محذوف مفاصل مفاصل مفاصل فاعیل فاعیل فاعیل۔ ہوشیار۔ شعراے ہوار شک شکر کا ہر تر الب + کمری کار سیا ہر تر الب + اگر سب مفاصل آدین تو ہر تر الب + مسدس اشریب مقبوض محذوف الاخر یا مقصور الاخر و مسدس اشریب محذوف یا مقصور الاخر یعنی مفعول مفاصلین فاعیلین فاعیلین فاعیلین۔ یا مفاصلین مفعولین فاعیلین۔ یا مفاصلین مفعولین

۸۵
مذکورہ تمام وزنوں میں
اگر کوئی وزن مستعمل
نہ ہو تو اسے مستعمل
نہ کہیں گے۔
مذکورہ تمام وزنوں میں
اگر کوئی وزن مستعمل
نہ ہو تو اسے مستعمل
نہ کہیں گے۔

یقین جالو کہ جو خدا کے بندے ہیں اگر عرض ضرب سبق سے یعنی فی علیان تو جائز ہے۔ میرزا شمس
 مرثا نہیں ہوں کچھ میں اس سخت دیکھتا ہوں۔ پست ہوں آپ اپنے بخت دل کے یا حقون۔ اور
 اگر اس خلاف میں کہن فاعلاتن کا شعور میں ایک جاسا لم وریک جاکھوت یعنی فاعلاتن اور جاکھوت علی
 مفاہیل آئے جائز ہو طائب شعور ظالم نہیں ہو آفت دل میں ترے نور بھی۔ رحم آیا کچھ نہ جھکے ترے
 عشق میں مرا بھی۔ ہر وزن مفعول فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 شعور دست مجنون سے اور دے دیا۔ سونے زپ سے تک پانوں پھیلا۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 یا مقصور۔ مفعول فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن یا فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 جت چون اپنی طاقت دیدار دیکھ کر۔ ذوق شعور چون طاقت خیال نہ پر میں نہ میرے بال۔ پراڑ کے جہ
 پہنچا کہیں سے کہیں ہو مفعول۔ اجتماع جائز ہو اور اگر فاعلاتن و مفعول دونوں جثو میں سہل لائیں
 جائز ہو تو شعور شعور کے دلہا مٹانے میں آد۔ میرا جگر تو دیکھو اللہ کی پناہ۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 مقصور یا مفعول فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن یا فاعلاتن۔ لا علم شعور جو اس میں ہے
 کب پر نہ وہ دیکھو مار میں۔ نجات لے یار میں نجات لے یار میں۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن۔ غالب شعور فاعلاتن سے جو دے کے چلے میں ہم آگے۔ اپنے سایہ سے میرا پانوں سے
 ہو وہ قدم آگے۔ بجائے فاعلاتن کے مفعول جائز ہو اور یہ سکتے ہو مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 مفاہیل فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن۔ اگر عرض و ضرب ابتر یعنی فعلن بسکون عین یا مجنون مقصور یعنی
 فعلن بحرکت عین یا مقصور سبغ یعنی فعلن بسکون عین آگے تو مفاہیل نہیں شاعر شعور
 ہوا ہوں نہ دیہم سکہ لوٹا جو بھی۔ تمام سبزہ بیا بان کا زعفران ہوتا۔ غالب شعور نہیں ہو سایہ
 کہ سکر نوید مقدم ہمار۔ گئے ہیں چند قدم پیشتر دور و دیوار۔ اگر شعور میں بجائے فعلن کے مفعول
 آوے تو جائز ہو۔ لا علم شعور مقصور داغ سوزان ہر آفتاب جمل۔ اور اشک سے بھی ہر نگاہ شراب
 ناب جمل۔ مصرع اعل کے شعور مفعول ہر بحر خفیف مجنون فاعلاتن مفاہیل فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 غالب شعور سوز دل شرح گر کر وان ہر محفل۔ دامن شمع تر کر وان ہر محفل۔ مجنون فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔
 یعنی فاعلاتن مفاہیل فعلن۔ عرض و ضرب اگر ابتر یعنی فعلن بسکون عین یا مجنون مقصور یعنی فعلن بحرکت
 عین یا مجنون مقصور شمس یعنی فعلن بسکون عین آگے تو جائز ہو۔ غالب شعور ہر بحر خفیف مجنون فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔ مفعول فاعلاتن۔

لہذا اس کی صورت
 لکھ کر دیکھو
 کہ اس نوع لکھت
 ہیں اور دونوں
 سے تفریق دیکھو
 محکم فاعلاتن مجنون

مجنون

محشرستان بفراری ہو، ذوق شعر و اعلا جو نذر گرفت خلد + کر قراب کتاب کی باتیں + مضرب
مشتن مطوی - فاعلات مفعولن چار بار، مکتوبہ شعر بنی غیر شک پر ہی کب خوش آئے سیرمیں +
گل میں خار دلکو مرے دیتے ہیں زیادہ عالم، مشتق مطوی مقطوع فاعلات مفعولن چار بار
رنگین شعر عشق میں ترے میرا رنگ عفرانی ہو، مضرب ہو رفیق اپنا یار ناتوانی ہو + اس بحر میں کہیں کبھی ایک
حرف حسنین زائد آجاتا ہو اسکو مروج مروج کہتے ہیں جیسے غ کہ وہاں میں فریاد کوئی بھی نہیں سنتا
حرف وال زیادہ ہو - بحر کامل مشتق سالم متفعلن آٹھ بار + جرأت شعر جو حین میں گذرے تو اسے
تو یہ کیوں بلبل آ رہے - کہ خزان کا دن بھی کمر سامنے نہ لگانا دل کو مہاسے - اگر عروض و ضرب
نہ ان ہو مضائقہ نہیں - وحشت شعر تری چشم کے جو مرے میں جزا جل کے انکی دو انہیں + ہو
سلاج انکاسیج بھی تو انھیں مہد شفا نہیں + اور اگر کسی جگہ جی اسے متفعلن سالم کے مضرب ہی متفعلن جائے
مضائقہ نہیں - مشتق مضرب متفعلن متفعلن چار بار + طالب شعر نہ ہوئی کہیں مجھے خطا نہ ہو کر و مجھے
خفا + نہ دیا کر دم گالیان نہ کیا کر و مجھے جفا + امیں اگر عروض و ضرب مضرب ذال ہو تو جائز ہو - بحر
بسیط مشتق سالم - متفعلن فاعلن چار بار - ولایت علی گویا شعر میں نے کہا انصاف ہے نہ مگر جاسم
تو ہر فاکا بنمیری قسم کھا منم + بسیط مشتق مجنون متفعلن فاعلن چار بار + ول شعر دکھا دے
شکل ذرا منم برائے خدا + یہ ہر سوال مرا گلارے نہ ذرا بسدس مطوی مفعولن فاعلن مفعولن
ول شعر دیکھ کے تجھ کو پری ایک ذری + لگتی مجھ کو دین بخیری + بحر طویل مشتق سالم فاعلن فاعلن
چار بار - طالب شعر نہیں ہر زبان ہدم کرین کیا گلا لینی + کمان ہو دین اس کے جو بولے کیوں جانی
بحر و افروشن سالم متفعلن آٹھ بار طالب شعر خور کے کھا بھلا بے بھلا خفا جو ذرا ہو او منم + مابھی
ذرا لگ نہ ہا ہنسا جو گیا مجھے یہ ستم + اگر دو ایک جگہ بجائے سالم کے مضرب یعنی متفعلن فاعلن فاعلن
لکھ سب جگہ نہ چاہیے در نہ بحر ہزج سے شنبہ ہو جاوے گی - بحر متقارب مشتق سالم فاعلن آٹھ بار
ذوق شعر بنی تو نے افشان جواو مہجین ہو + ستارہ عین کیا کیا تیا + حین ہر مشتق مقصور
یا محذوف فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن - یا فاعل - میر حسن شعر کدھر ہو تو اسے ساقی لکھذا
مراغہ سے دل ہو گیا خار خار اجتماع جائز ہو - متقارب مشتق آٹھ فاعلن فاعلن
بار - طالب شعر اسے واسے قسمت دیکھا نہ تجھ کو حسرت بستی + مابھی ہر مشتق مقصور

10

۱۰

مجلس

مجلس شورای اسلامی

تاریخ

۱۰۰

100

سید محمد علی

7

١٩

روای سے مفید

میت

من

فی

جی

10

...

1945

46

100

صل ششم مواضع بحر نشانزدہ گانہ مذکورہ صدر کے دیگر بحر کہ ایک باو ستاخرین ہیں جو مکہ اکثر غیر
شمل اور بحر قدیم سے باونی تفاوت حاصل ہو سکتی ہیں لہذا مستخرج بیان نکاتین کیا مجھنا نام ان کے
لغات ہوں۔ اول قریب مفاعیلن مفاعیلن فاعلان دوبارہ دوم جدید یا غیر مفاعیلن فاعلان مستغفلن
دوبارہ سوم متشاکل فاعلان مفاعیلن مفاعیلن دوبارہ مواضع اس کے بعض اہل عروض نے دائرہ مختلفہ سے
موانع طویل مدتیہ بیا کے بحر عین و تحقیق کو انفکاک کیا ہو مگر مفاعیلن فاعلان چار بار بحرین
ورن فو سے شروع کر کے لن فو لن مفاعیلن بروزن فاعلان چار بار بحر عینیت اور بعض اہل عروض
پارسی مثل بہرام سرخسی و بزرجمہر قتی وغیرہ نے بحر طوزدہ گانہ مذکور سے نو بحرین اور استخراج کی ہیں
اور کہتے ہیں کہ دائرہ اس کا عبد اللہ قرشی نے ایجاد کر کے منعکس نام رکھا۔ اول صریح مفاعیلن فاعلان
فاعلان دوبارہ۔ دوم کبیر مفعولات مفعولات مستغفلن دوبارہ سوم بدیل مستغفلن مستغفلن فاعلان
دوبارہ۔ چهارم قلب فاعلان فاعلان مفاعیلن دوبارہ پنجم حمید مفعولات مستغفلن مفعولات دوبارہ
ششم غیر مستغفلن فاعلان مستغفلن دوبارہ ہفتم مستغفلن فاعلان مفاعیلن فاعلان ششم
سایم مستغفلن مفعولات مفعولات دوبارہ ہفتم مستغفلن فاعلان مستغفلن مستغفلن دوبارہ اور مواضع
اس کے عاشق صادق نامی ایک شخص نے محمد عمران الیہ خرزدہ دہلوی سے رسالہ جامع الفوائد مختلفہ اپنے
میں تین بحرین اور ایجاد کی ہیں اور دور کن بھی تانہ پیدا کیے ہیں متفاعلتان اور مفعولات اور غور سے معلوم
ہو گا کہ متفاعلتان اجتماع و فعلن بکسرین کا جو اور مفعولات و فعلن بسکون عین کا کہ متدارک مخبون
اور مقلوع ہیں وہ تین بحرین یہ ہیں اول رکفت متفاعلتان آٹھ بار دوم زلل مفعولات آٹھ
بار۔ سوم اور مفعولات آٹھ بار اور علاوہ ان میں اور بھی بحرین ہیں حجب مفعول فعلان چار
بار۔ مواضع فاعلتان مفعول فاعلان چار بار۔ مکرر مفعول مفاعیلن مفاعیلن فاعلتان دو بار

باب پنجم علم قوانین

فصل اول تعریف قافیہ و حروف قافیہ کے بیان میں و انحراف
 ہو کہ قافیہ اصطلاح میں عبارت ہر ایک یا چند حروف معین غیر مستقل سے کہ انکو توجہ سے

[illegible]

[illegible]

مجلس تصدیق و توثیق
مجلس تصدیق و توثیق
مجلس تصدیق و توثیق
مجلس تصدیق و توثیق
مجلس تصدیق و توثیق

اور قید کو کہتے ہیں مثال حذو روت۔ غالب شعر دیوانی سے دوش پڑنا بھی نہیں۔ لیکن
 ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں۔ مثال حذو قید۔ وہ شعر جس سے کھل جاؤ بوقت می پر
 ایک دن۔ وہ نہ چھوڑے گی رکھ کر عذر سستی ایک دن اور تو تیرہ حرکت ماقبل روی کو کہتے ہیں
 بشعر عید کہ روی ساکن ہوا اور کوئی حرف حروف قافیہ سے اس کے ساتھ نہ ہو۔ وہ شعر یہاں
 ہو پھر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں۔ کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں۔ حرکت ال یا تو صبح ہوا
 حرکت حرف روی کو چھری کہتے ہیں جیسے حرکت تا شعر غالب مثال حذو قید میں اور حرکت
 حرف وصل کو لٹا دیکھتے ہیں سرور شعر غریب کے ساتھ ٹکروان ہلکار یاں ہیں۔ یاں در
 پس و دل سے بغیر یاں ہیں اور حرکت خروج و مزید و نائرہ کو بھی لٹا دہی کہتے ہیں
 اور اختلاف کسی حرکت کا اردو میں بہتر نہیں مگر بعضوں کے نزدیک جبکہ حرف روی متحرک ہو
 یعنی نہ حرف و صا ہو تو اختلاف حذو قید و توجیہ و اشتباہ کا جائز ہی جیسے آستند و دست
 سکندر کی عسکری یا شاطری اور اختلاف توجیہ کا بطریق معروف و معمول کے جائز
 ہے جیسے قافیہ پرو و ردو کا۔

فصل سوم۔ انقباض قافیہ میں روی اگر ساکن ہو اسکو مقید اور متحرک ہو اسکو
 حلق کہتے ہیں۔ یہ دونوں دو قسم ہیں یعنی اگر سوا سے روی کوئی دوسرا حرف
 قافیہ میں نہ ہو اسکو مقید کہتے ہیں اور اگر اور حرف بھی ہو تو قافیہ کو اس سے منسوب کرتے
 ہیں مثلاً قبیہ مجرورہ یا موصولہ علیٰ ہذا القیاس مطلق مجرورہ یا موصولہ یا
 موصولہ۔ موصولہ کہ ہو کہ قافیہ اگر حرف قید کے ساتھ ہو اسکو بھی موصولہ کہتے ہیں
 اور اگر مستقل حرف ہو تو یہ موصولہ کہتے ہیں۔ مزید و نائرہ پر ہو اسکو بھی موصولہ ہی کہتے ہیں۔

فصل چہارم۔ انقباض قافیہ میں باعتبار حروف ساکن اور متحرک کے اور وہ
 پنج قسم ہیں۔ اول۔ متساویہ۔ متساویہ کہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ
 دوسرا۔ متساویہ۔ متساویہ کہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ
 تیسرا۔ متساویہ۔ متساویہ کہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ
 چوتھا۔ متساویہ۔ متساویہ کہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ
 پنجم۔ متساویہ۔ متساویہ کہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ متساویہ

مثلاً قبیہ مجرورہ
 یا موصولہ علیٰ ہذا القیاس
 مطلق مجرورہ یا موصولہ
 یا موصولہ۔ موصولہ کہ ہو کہ
 قافیہ اگر حرف قید کے ساتھ ہو
 اسکو بھی موصولہ کہتے ہیں
 اور اگر مستقل حرف ہو تو یہ
 موصولہ کہتے ہیں۔ مزید و
 نائرہ پر ہو اسکو بھی موصولہ
 ہی کہتے ہیں۔

مثلاً قبیہ مجرورہ
 یا موصولہ علیٰ ہذا القیاس
 مطلق مجرورہ یا موصولہ
 یا موصولہ۔ موصولہ کہ ہو کہ
 قافیہ اگر حرف قید کے ساتھ ہو
 اسکو بھی موصولہ کہتے ہیں
 اور اگر مستقل حرف ہو تو یہ
 موصولہ کہتے ہیں۔ مزید و
 نائرہ پر ہو اسکو بھی موصولہ
 ہی کہتے ہیں۔

۱۰ کہ در میان دو ساکن کے دو متحرک ہوں میر حسن شعر کروں پہلے تو میرزا ان ہم و چکا
بد کیو اول قلم بہت سلاکب وہ کہ در میان دو ساکن کے تین متحرک واقع ہوں ماکب شعر ہی ہوتا
جو حذر نہ کرے + اس کی آئی ہی موت کیون نہ مرے + شکا کوس وہ کہ در میان دو ساکن کے

عار متحرک واقع ہوں اور یہ ثقیل اور مخصوص عرب ہے۔

فصل پنجم عیوب قافیہ میں اول غلو یعنی ردی ایک جگہ ساکن دوسری جگہ متحرک لانا شعر
نہ پوچھ مجھے کہ رکھتا ہے اضطراب جگر + نہیں ہی مجھ کو خبر دل سے لیکے تابہ جگر + دوم الفاظ یعنی شکو
حرف ردی کا میر حسن شعر عیوب سے پوچھا کہ بیج بیج + دیا چھیر لے کو مرے کچھ بیج + علی
شعر در میان میں لاتے ہیں جب ابھری کیکی گات ہم + مارتے ہیں تب وہیں چھاتی بہ دھولن
ہاتھ ہم + خواہ قافیہ حرف فارسی اور عربی یا ہندی کا جیسے شک و سگ و کلب و تپ مور
چھوڑ وغیرہ۔ جرات شعر سخت ہم پر غضب عشق ہو آج + یوم بھران تپ عشق ہو آج +
رفیع السود اشعر ساق سیمین کو ترے دیکھ کے گوری گوری + شمع محفل میں ہوئی جاتی ہوئی
مٹھوڑی + خواہ دونوں حرف قریب المخرج ہوں جیسے نکاح - گناہ الغیث التماس
شعر دکنوز بس تصور جانان سے رہا ہے + تصویر یار آئینہ دل پہ ثبت ہے + از عشرت
شعر اگر آہن کا ہو عاشق کا دل + پہ عاشق کا اگر ہو جذب کامل + وہ آہن کو بھی باقیہیں کہنے
بزرگ سنگ بقناطیس کہنے + واجب الاحترار ہے۔ سوم سناد یعنی اختلاف رد و اور ہندی
میں محض نا جاننے والے البتہ اہل عرب رد و یا - اور رد و او کا قافیہ درست رکھتے ہیں جیسے تمیل
نزول و تیر و بدور اور نیز اختلاف رد و زائد کا جیسے گوشت و پوست چہارم اختلاف
حذ و رد و مثلاً قافیہ نور یا لضم و جور یا نفع کا میر حسن شعر محبت لے یہ چاشنی اور دلی
کہ میرے تین جیتے جی گوردی پنجم اختلاف حرف قید خواہ بعد المخرج خواہ قریب المخرج جیسے
نور و شعر و بحر و شہر مثال فصل اول میں گزری ششم اختلاف اشباع جیسے تجال و کال
اور ان تینوں عیب کو بھی بعض داخل سناد کہتے ہیں ہفتم اقوال یعنی اختلاف توجیہ و حذ و قید کا
مثلاً قافیہ در اور در اور رست اور رست کا۔ سودا شعر کعدیا مجنون کو تیر شہر + کعدیا مستقی
سے جانصد کر + وہ شعر ترے کو سچے سے جو میں آ پکو چلتے دیکھا + جی کسی تن سے نہا سفر

۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

دل سے تم یار اگر تو مجھ کو دکھا سے اپنا رخسار مگر دیکھنے نہ قریب مجھ کو نہ رو کر دیکھ بھی نہ کرے کہ طرف
 یا نظر اور واضح ہو کہ ان دو عیب کو متاخرین صنعت جانتے ہیں ورنہ اہم تعینہ یعنی تہل قافیہ کا ایک
 غزل یا قصیدہ سے میں مثلاً قافیہ جسم غم وغیرہ کا ہے بعد چند شعر جام و نام قافیہ کر دیں۔
 فصل ششم۔ ردیف کے بیان میں واضح ہو کہ ردیف کہ ایسی اور شعر اسے شعر ہر ایک سے زیادہ کلمہ
 مستقل کو کہتے ہیں کہ اسکو آخر مصرع یا بیت کے بعد قافیہ کے اکثر لاتے ہیں اور محقق ٹوسی کے
 نزدیک کلمہ غیر مستقل بھی ردیف ہو سکتا ہے اور بقول محقق مذکور اگر ایک کلمہ معنی مختلف پر کئی
 جگہ واقع ہو وہ بھی ردیف ہے لیکن اتفاق جملہ طار ردیف میں لفظ مستقل اور واقع ہونا سب
 جگہ معنی واحد پر شرط ہے اور جائز ہے کہ عام مصرع مشتمل قافیہ اور ردیف پر ہو۔ غالب
 شعر گھر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + زر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + پچھلی
 میں کر چکا ہوں غالب قربان + سر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + اور اگر ردیف دینا
 دو قافیہ کے واقع ہوا ہو محکوم واجب کہتے ہیں۔ تیسرے شعر کہیں آنکھوں سے فون ہو کے
 بہا + کہیں دل میں جھون ہو کے +

باب ششم اقسام نظم و شعر کے بیان میں

واضح ہو کہ کام دو قسم ہے نثر اور نظم نثر میں قسم ہے مستحضر۔ مزید۔ تاری۔ در نظم۔ قسم ہے۔ غزل۔
 غزل۔ قصیدہ۔ گیتی۔ رباعی۔ قطعہ۔ مثنوی۔ ترجیع بند۔ مسطر۔ ستراد۔ فرد عبارت ہے
 ایک شعر سے جہاں دو مصرع ہوں خواہ مقفی خواہ غیر مقفی لیکن کسی غزل یا قصیدہ وغیرہ کی
 منو در نہ قسم علیحدہ شمار نہ کی جاتی اور بقول صاحب دریا سے لطافت بیقانیہ ہونا اس کا بھی
 ضروری ہے کیونکہ وجہ قسیمہ اسکی خالی ہونا قافیہ سے ہے اور متقن کسی مثل وغیرہ قصوں خاص کے ہو
 اور اکثر شعراے متقدمین فرد کہتے تھے۔ ذوق فسر و جس جگہ بیٹھے ہیں بادیدہ نم آستھے ہیں آت
 کس شخص کا نہ دیکھ کے ہم آستھے ہیں + سودا فرد تو ملک جگر تو مرے مرع نامہ برکاد کچھ + دان
 آٹھ ہے ہر جہاں پر جلیں فرشتوں کے۔ غزل اور ان اشعار متفق الوزن و اقوافی کو کہتے ہیں

غزل یا قصیدہ سے میں مثلاً قافیہ جسم غم وغیرہ کا ہے بعد چند شعر جام و نام قافیہ کر دیں۔
 فصل ششم۔ ردیف کے بیان میں واضح ہو کہ ردیف کہ ایسی اور شعر اسے شعر ہر ایک سے زیادہ کلمہ
 مستقل کو کہتے ہیں کہ اسکو آخر مصرع یا بیت کے بعد قافیہ کے اکثر لاتے ہیں اور محقق ٹوسی کے
 نزدیک کلمہ غیر مستقل بھی ردیف ہو سکتا ہے اور بقول محقق مذکور اگر ایک کلمہ معنی مختلف پر کئی
 جگہ واقع ہو وہ بھی ردیف ہے لیکن اتفاق جملہ طار ردیف میں لفظ مستقل اور واقع ہونا سب
 جگہ معنی واحد پر شرط ہے اور جائز ہے کہ عام مصرع مشتمل قافیہ اور ردیف پر ہو۔ غالب
 شعر گھر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + زر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + پچھلی
 میں کر چکا ہوں غالب قربان + سر پاس نہیں کہ یار پاس آئے مرے + اور اگر ردیف دینا
 دو قافیہ کے واقع ہوا ہو محکوم واجب کہتے ہیں۔ تیسرے شعر کہیں آنکھوں سے فون ہو کے
 بہا + کہیں دل میں جھون ہو کے +

غزل اور ان اشعار متفق الوزن و اقوافی کو کہتے ہیں

بیان حسن عشق و محبت و خوار مشوق و برتر و مست محبوب و حدیث وصال و تیر و عدم صبر و قرار
 و بقسے یار و ذکر شراب و آوارگی و شور و بیک و سنگداری و معارقت و جفاے فلک و غیرہ میں ہزاروں اس کے
 ہر قسم کے صف میں مثل نصیحت و معرفت و درخشاں پند و غیرہ جو بعض متاخرین لکھتے ہیں بجا ہر اور شعر ادل کے دونوں
 مصرعون میں قافیہ ہوا اور اسکو مطلع کہتے ہیں باقی اشعار کے مصرع دوم میں قافیہ ہو مصرع اول میں کچھ ضرورتیں
 اور شعر دوم کو حسن مطلع یا زیب مطلع کہتے ہیں اور متاخرین شعر آخر غزل میں تخلص یعنی نام فرضی اپنا ضرور
 ذکر کرتے ہیں بہتقدیم میں کچھ بقید نہ تھی اور اسکو مقطع کہتے ہیں بعض شعر اسطرح میں بھی تخلص ذکر کرتے ہیں
 اور مقطع میں مکرر اسطرح لانے میں کہ معنی دیگر مفہوم ہوں۔ جرات شعر کہاں ہر مجھ میں وہ جزا کہ نکلو جانے
 نہ دوں + پر اس زکامی سے مجھے نہ تم چھڑاؤ باقعدہ اور قعدہ اشعار غزل کی پانچ۔ سات۔ نو۔ گیارہ
 تیر و پندرہ۔ سترہ۔ اونیس۔ ہر اور بعض نے اولی تین بیت و زائد تا ۲۵ شعر لکھے ہر مگر متاخرین فارسی کے کلام
 میں چالیس سے بھی زیادہ اشعار کی غزل پائی جاتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اشعار طاق ہوں جفت نہ ہوں اور
 غزل کا مضمون ہر شعر کا جدا گانہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر ایک شعر میں وصال و دوسرے میں ہجر کا مضمون ہو
 یا ایک میں غم دوسرے میں غم تو جائز ہر زمان قدما اکثر صرف ایک ہی مضمون میں غزل لکھتے تھے اور یاد رہے
 ہر شعر فارسی اور اردو میں عشق مرد کا امر و پراور ہندی بھاکا میں عشق عورت کا مودہ بیان
 کیا جاتا ہے پس اگر زبان ریختہ میں دلبر آئی لکھیں نا جائز ہو دلبر آیا لکھنا چاہیے اور اگر کوئی بھی شخص عاشق
 عورت لکھے تو یہ امر خاص ہر نقطہ مثال غزل۔ جرات غزل شکل مہر ہر گردش ہر چکھو سارے دن
 جو تم پھیراؤ تو پیار سے پھرین ہمارے دن + مین ہر تیرے مرلیضان ہجر کا چار + اب اپنی زلیت
 کے بھرتے ہن یہ بچار سے دن + کب اس سے ہوگ خدا ت میں یہ پوچھوں ہوں + ذرا تو دیکھ بھوئی مرے
 سترے دن۔ بوصل کیونکہ تبدیل ہوں ہجر کے ایام۔ مگر خدا ہی یہ بگڑھے ہو سے سنوارے دن +
 نگاروگ جوانی میں کیون بیان جرات + ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + قصیدہ
 بعدہ مثل غزل کے ہر صفت فرق یہ ہے کہ غزل میں خصوصیت مضمون کی ہر اور قصیدہ میں عام ہر
 خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح یا نحو خواہ حکایت خواہ پند و نصائح خواہ شکایت روزگار وغیرہ ہوا قصیدہ
 م۔ بیہش اور قبول بعض میں اونیس یا پندرہ یا بارہ بیت کہیں ہوتا اور حقیقت کے کی نہیں لیکن
 متاخرین عمر نے ایک سو بیس اور قبول بعض ایک سو ستتر بیت مقرر کی ہے اور اسمین اشعار معانی و دقیق

بیان حسن عشق و محبت و خوار مشوق و برتر و مست محبوب و حدیث وصال و تیر و عدم صبر و قرار
 و بقسے یار و ذکر شراب و آوارگی و شور و بیک و سنگداری و معارقت و جفاے فلک و غیرہ میں ہزاروں اس کے
 ہر قسم کے صف میں مثل نصیحت و معرفت و درخشاں پند و غیرہ جو بعض متاخرین لکھتے ہیں بجا ہر اور شعر ادل کے دونوں
 مصرعون میں قافیہ ہوا اور اسکو مطلع کہتے ہیں باقی اشعار کے مصرع دوم میں قافیہ ہو مصرع اول میں کچھ ضرورتیں
 اور شعر دوم کو حسن مطلع یا زیب مطلع کہتے ہیں اور متاخرین شعر آخر غزل میں تخلص یعنی نام فرضی اپنا ضرور
 ذکر کرتے ہیں بہتقدیم میں کچھ بقید نہ تھی اور اسکو مقطع کہتے ہیں بعض شعر اسطرح میں بھی تخلص ذکر کرتے ہیں
 اور مقطع میں مکرر اسطرح لانے میں کہ معنی دیگر مفہوم ہوں۔ جرات شعر کہاں ہر مجھ میں وہ جزا کہ نکلو جانے
 نہ دوں + پر اس زکامی سے مجھے نہ تم چھڑاؤ باقعدہ اور قعدہ اشعار غزل کی پانچ۔ سات۔ نو۔ گیارہ
 تیر و پندرہ۔ سترہ۔ اونیس۔ ہر اور بعض نے اولی تین بیت و زائد تا ۲۵ شعر لکھے ہر مگر متاخرین فارسی کے کلام
 میں چالیس سے بھی زیادہ اشعار کی غزل پائی جاتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اشعار طاق ہوں جفت نہ ہوں اور
 غزل کا مضمون ہر شعر کا جدا گانہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر ایک شعر میں وصال و دوسرے میں ہجر کا مضمون ہو
 یا ایک میں غم دوسرے میں غم تو جائز ہر زمان قدما اکثر صرف ایک ہی مضمون میں غزل لکھتے تھے اور یاد رہے
 ہر شعر فارسی اور اردو میں عشق مرد کا امر و پراور ہندی بھاکا میں عشق عورت کا مودہ بیان
 کیا جاتا ہے پس اگر زبان ریختہ میں دلبر آئی لکھیں نا جائز ہو دلبر آیا لکھنا چاہیے اور اگر کوئی بھی شخص عاشق
 عورت لکھے تو یہ امر خاص ہر نقطہ مثال غزل۔ جرات غزل شکل مہر ہر گردش ہر چکھو سارے دن
 جو تم پھیراؤ تو پیار سے پھرین ہمارے دن + مین ہر تیرے مرلیضان ہجر کا چار + اب اپنی زلیت
 کے بھرتے ہن یہ بچار سے دن + کب اس سے ہوگ خدا ت میں یہ پوچھوں ہوں + ذرا تو دیکھ بھوئی مرے
 سترے دن۔ بوصل کیونکہ تبدیل ہوں ہجر کے ایام۔ مگر خدا ہی یہ بگڑھے ہو سے سنوارے دن +
 نگاروگ جوانی میں کیون بیان جرات + ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + قصیدہ
 بعدہ مثل غزل کے ہر صفت فرق یہ ہے کہ غزل میں خصوصیت مضمون کی ہر اور قصیدہ میں عام ہر
 خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح یا نحو خواہ حکایت خواہ پند و نصائح خواہ شکایت روزگار وغیرہ ہوا قصیدہ
 م۔ بیہش اور قبول بعض میں اونیس یا پندرہ یا بارہ بیت کہیں ہوتا اور حقیقت کے کی نہیں لیکن
 متاخرین عمر نے ایک سو بیس اور قبول بعض ایک سو ستتر بیت مقرر کی ہے اور اسمین اشعار معانی و دقیق

بیان حسن عشق و محبت و خوار مشوق و برتر و مست محبوب و حدیث وصال و تیر و عدم صبر و قرار
 و بقسے یار و ذکر شراب و آوارگی و شور و بیک و سنگداری و معارقت و جفاے فلک و غیرہ میں ہزاروں اس کے
 ہر قسم کے صف میں مثل نصیحت و معرفت و درخشاں پند و غیرہ جو بعض متاخرین لکھتے ہیں بجا ہر اور شعر ادل کے دونوں
 مصرعون میں قافیہ ہوا اور اسکو مطلع کہتے ہیں باقی اشعار کے مصرع دوم میں قافیہ ہو مصرع اول میں کچھ ضرورتیں
 اور شعر دوم کو حسن مطلع یا زیب مطلع کہتے ہیں اور متاخرین شعر آخر غزل میں تخلص یعنی نام فرضی اپنا ضرور
 ذکر کرتے ہیں بہتقدیم میں کچھ بقید نہ تھی اور اسکو مقطع کہتے ہیں بعض شعر اسطرح میں بھی تخلص ذکر کرتے ہیں
 اور مقطع میں مکرر اسطرح لانے میں کہ معنی دیگر مفہوم ہوں۔ جرات شعر کہاں ہر مجھ میں وہ جزا کہ نکلو جانے
 نہ دوں + پر اس زکامی سے مجھے نہ تم چھڑاؤ باقعدہ اور قعدہ اشعار غزل کی پانچ۔ سات۔ نو۔ گیارہ
 تیر و پندرہ۔ سترہ۔ اونیس۔ ہر اور بعض نے اولی تین بیت و زائد تا ۲۵ شعر لکھے ہر مگر متاخرین فارسی کے کلام
 میں چالیس سے بھی زیادہ اشعار کی غزل پائی جاتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اشعار طاق ہوں جفت نہ ہوں اور
 غزل کا مضمون ہر شعر کا جدا گانہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر ایک شعر میں وصال و دوسرے میں ہجر کا مضمون ہو
 یا ایک میں غم دوسرے میں غم تو جائز ہر زمان قدما اکثر صرف ایک ہی مضمون میں غزل لکھتے تھے اور یاد رہے
 ہر شعر فارسی اور اردو میں عشق مرد کا امر و پراور ہندی بھاکا میں عشق عورت کا مودہ بیان
 کیا جاتا ہے پس اگر زبان ریختہ میں دلبر آئی لکھیں نا جائز ہو دلبر آیا لکھنا چاہیے اور اگر کوئی بھی شخص عاشق
 عورت لکھے تو یہ امر خاص ہر نقطہ مثال غزل۔ جرات غزل شکل مہر ہر گردش ہر چکھو سارے دن
 جو تم پھیراؤ تو پیار سے پھرین ہمارے دن + مین ہر تیرے مرلیضان ہجر کا چار + اب اپنی زلیت
 کے بھرتے ہن یہ بچار سے دن + کب اس سے ہوگ خدا ت میں یہ پوچھوں ہوں + ذرا تو دیکھ بھوئی مرے
 سترے دن۔ بوصل کیونکہ تبدیل ہوں ہجر کے ایام۔ مگر خدا ہی یہ بگڑھے ہو سے سنوارے دن +
 نگاروگ جوانی میں کیون بیان جرات + ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + قصیدہ
 بعدہ مثل غزل کے ہر صفت فرق یہ ہے کہ غزل میں خصوصیت مضمون کی ہر اور قصیدہ میں عام ہر
 خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح یا نحو خواہ حکایت خواہ پند و نصائح خواہ شکایت روزگار وغیرہ ہوا قصیدہ
 م۔ بیہش اور قبول بعض میں اونیس یا پندرہ یا بارہ بیت کہیں ہوتا اور حقیقت کے کی نہیں لیکن
 متاخرین عمر نے ایک سو بیس اور قبول بعض ایک سو ستتر بیت مقرر کی ہے اور اسمین اشعار معانی و دقیق

بلبل اور صنائع و بدائع لفظی و معنوی بیان کئے جاتے ہیں کہ جس سے دو طبیعت اور قصد تمام شاعر کا معلوم ہوا اور
 قصیدہ میں دین چار مطلع بھی علیحدہ علیحدہ لاتے ہیں سکودا والمطالع کہتے ہیں اور یہ محضات قصیدہ کا ہر اکثر
 قصیدہ اپنے مضمون سے موسوم ہوتا ہے یعنی اگر ذکر عشق میں ہے تو عشقیہ اگر ذکر بہار میں ہے تو بہاریہ اگر شکایت
 گردش زمانہ میں ہے تو حالیہ اگر اپنی تعریف میں ہے تو فخریہ یا حرف ردیف سے موسوم ہوتا ہے جیسے
 ردیف جمیم یا تو تھیمہ اور ردیف بسم یا تو تھیمہ یا ردیف سے جیسے ردیف آفتاب ہو تو تھیمہ و قصیدہ درجہ کے
 آخر میں الفاظ دعائیہ اکثر ضرور لاتے ہیں تشبیب بھی مثل غزل کے ہوتا ہے کہ اس میں ذکر ایام شباب شارب
 کباب مشاہدہ دستی و صحبت یا موسم بہار باران گلزار و غیرہ کا ہو پھر اس سے کسی اور نظم خواہ مدح خواہ
 خواہ تہلیل مشوق و غیرہ کی طرف رجوع کرین غرض کہ تشبیب ایک خاص قسم تمہید کی ہے اور بعض اہل تحقیق
 جملہ تمہید کو خواہ آئین کوئی مضمون ہو تشبیب کہتے ہیں جس قصیدہ میں بعد تشبیب کے حسن و خلوص نہ ہو
 مستقصب کہتے ہیں اور جس میں تشبیب ہی نہ ہو اس کو مجرد مثال قصیدہ مع تشبیب

تشبیب
 مدحی مسمی ایام جوانی کا
 ذکر ہے۔ اور بعض
 تشبیب
 ۹۹
 تشبیب
 تشبیب
 تشبیب

| | |
|--|---|
| تیغ آرد و دیکھنے کی ملک خزان ہند نعل دیکھ کر باغ جہانگیر کرم حسن و دل اقبال سپاہ تلک چھوٹے لیکر تا پھل لوٹے جو سبز سے چارہاں کہ ہوا ہو بیکل شاخ میں گاد زمین کے بھی جو چھوٹے کوئل خط گلزار کے صفیہ طلائی جسد ول کرتے گرتے زمین برگ و براتا ہو نکل آگیا نعل و زمرہ کے پر کھنہ میں خلل نکلا ز فیض ہما سبز خود در منقل ہر فضا آسکی تو در چارہاں دن میں فیصل رہے گاسبز ہر جمع و ہر اک و نکل نہ قصیدہ نہ محسن نہ رباعی نہ غزل ذات پر چکی ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر | آٹھ گیا بہمن و دس کا چمنستان سے عمل سجدہ شکر میں ہر شاخ شردار ہر اک قوت نامیہ لیتی ہر نباتات کی عرض بار سے آب روان عکس جمجم گل کے جوش و تیدگی خاک سے بنے زمین آب جو گرد چمن لہو فور شید سی ہر کشت کرنے میں ہر اک تخم سے از فیض ہوا جو ہری کو چمنستان جہاں میں اس فصل تاکجا شرح کرو زمین کہ بقول مسرفی نسبت اس فصل کو پر کیا جو چمن سے ہر اور میرا سخن تافان میں تا یوم قیام ہو جانے شمع کا موسے آگے ہر سبز ہر کھنہ فیض سخن اس کی ہی سدا کی کا |
|--|---|

شیر یزدان شہ مردان علی غافل قدر
 خاک فاعلین کی جسکے مسدود حال ہے
 مدح غائب سے کتنے اسکے مداح کا دل
 دید تیری بدوی حق سے ننگ کا ہر خسل
 مرضی حق تری مرضی سے ہر جون جو ہر فرد
 رائے تیری کے موافق جو نہ لکے نغمہ
 سایہ میں دست کرہ کے ترے ہر صبح و صا
 وصحت بخت تو دوسرے کا میں کون کیا شہین
 نیز ماور بخت سادی ہر کسو پر آدے
 اسکو آمیب مبین صورت شمشیر قضا
 زیر ان ہر جو ترے رخس فلک سر شہنا
 وصف تیرے کی ہر شایان زبان تیری ہی
 مدح اپنی نہ کہہ یہ جو کس میں اس سے
 عرض توں ہی اپنی ہر مجھے اس سے عرض
 سونو وہ کیا ہے۔ ہاں ہوے جو مجھے مخفی
 پر کروں کیا میں کہ ہر آٹھ پہر دل میرا
 کوئی جاتی نہیں وہ مجھے جو اس ظالم نے
 اس سنگار سے جب نہ در مرا کچھ نہ چلا
 دوا کو کس فلک پہنچے کہ اندر و ز ازل
 راست سے تھے دست نظام اسکا
 راست کیشو نسے کی اتنی ہر اس ملک کو
 نہ ہر اپنے کو جو بہت سے تری یا حیدر
 کر کے دریافت اس حال کو یا مولا

دیکھئے حکم ز سب اور اس مہر اول
 پہنچے اس شخص کو جو شخص ہوا اول سے دل
 رو برو مطلع ثانی سے ہو یہ عقدہ حل
 اس یقین میں ننگان کر سکے ز ہمار خلل
 کرے تاثیر نہ عیسے کا مگر اد ابہ کس
 دولت پر دو جہان سے ہوئی عبد قس
 دل جہنوں کا جو مید انگین کرے ہر صیقل
 خواہ بر کو قزو خواہ وہ بر پشت جبل
 نہ جہرے وہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اسیں بل
 ہر وہ محبوب جسے کیئے نہایت اپہیں
 سمجھے تو آپ کو یا تجھ کو خدا دندا جل
 رہے تجھ مدح کا اطلے ہر سخن یہ اسفل
 تا بہ آخر یہ جو موزون میں کیا از اول
 نہیں راز و جہان آنکھ سے تیری ابھل
 گردش چرخ میں جہن شیشہ ساعت میل
 کسر حکلی مری اوقات میں ٹہلی ہل چل
 تب میں لاچار کئی شکوہ میں اسکے بغیر
 صبح جب نکلے ہر نور شید تو لیکر شعل
 جو ہر عقل میں جس شخص کے ہر جا خلل
 کہ دیا سر و کوا سنے نہ کبھی پھول نہ پھل
 آپ پیتا ہی گیا ہر بدن اس کا لب پھل
 مجھے یوں عرض کرے ہر تیرا عبد اقل

یہ نگر مجھ پہ گوارا کہ گزند اس کے سے
جلد پہنچا بن زمین نجف اس عامی کو
سیری قسمت کے موافق تو معین کر دے
طاقت طول سخن آگے بھی نکلتا داکو
چاہتا ہوں کہ آخروہ دعا تیرہ پر
تاٹے خلعت نور و زہر بہستان جہان
برگ پیدا کرے تابان میں ہر کینال
تاسلمے رہی یہ نظم بہ باب الجنۃ
نخل امید سے اپنے ہوں برومند محب

میں کی خاک میں باختر سجدی ہیں گل
کہ اسے عمر ابد ہو جو دہان آگے اہل
اپنی مسرت سے اب مانتھل کا بدل
بخش اوقوت بازو سے مٹی مرسل
نظم تجھ مدح کی بہتر زکام اول
پاد سے تا تیرا غلم شرف از سرج محل
پھولے تانا میہ سے شاخ شجر کھنل
بب تلک اس سیر آئے مری امید ال
ہو محبت نہ تری جنکو نہ ہو پاوین پھل

رباعی جبکو ترانہ اور دہیتی اور جنتی اور چار مصرع بھی کہتے ہیں چار مصرع متفق الوزن
والقوافی ہیں مصرع سوم میں اگر قافیہ ہو مضائقہ نہیں نہ تو فردین ایجا درود کی ہر ممد بن میں
رسالہ عرض میں لکھا ہوں کہ سند یا نقدی میں ایک دن استاد و دو کی غزنین میں چلا سنا تھا
راہ میں بیٹا امیر یعقوب بن لیث مصفا کا گیارہ سال کا اور حسین بھائی کے روزہ روز بازی چند
اطفال کے ساتھ کرتا تھا یعنی چند روز کو ایک گڑھے میں ڈالنا چاہتا تھا ایک بار چھ روز
گڑھے میں جا پڑے اور ایک باقی بھی گڑھے میں جا پڑا تب وہ خوش ہو کر کہنے لگا مصرع
غلطان غلطان ہمیر و دتالب گو درود کی نے سکر اس سے چوبیس وزن ایجا دکنے میں بعد
عروضیوں نے اس سے بہت زیادہ دقت ہزار تک وزن رباعی کے شمار کئے ہیں اور رباعی
بحر ہزج منمن سے مخصوص ہے اور نوزجات یعنی خرم حزب فہم کہتے ہستم جب بتر شتر ذل
واقع ہونے سے چوبیس وزن پیدا ہوتے ہیں آئین سے بارہ وزن انحراب الصدر
وزن بتراہین اور بارہ اخرم الصدر والابتدا تو جہ حسن فطان خراسانی لکھتے ہیں
دو شجر بن سے ہیں

ہزج
نفل

رباعی
چوبیس وزن
ایجا درود کی ہر ممد بن میں
رسالہ عرض میں لکھا ہوں کہ سند یا نقدی میں ایک دن استاد و دو کی غزنین میں چلا سنا تھا
راہ میں بیٹا امیر یعقوب بن لیث مصفا کا گیارہ سال کا اور حسین بھائی کے روزہ روز بازی چند
اطفال کے ساتھ کرتا تھا یعنی چند روز کو ایک گڑھے میں ڈالنا چاہتا تھا ایک بار چھ روز
گڑھے میں جا پڑے اور ایک باقی بھی گڑھے میں جا پڑا تب وہ خوش ہو کر کہنے لگا مصرع
غلطان غلطان ہمیر و دتالب گو درود کی نے سکر اس سے چوبیس وزن ایجا دکنے میں بعد
عروضیوں نے اس سے بہت زیادہ دقت ہزار تک وزن رباعی کے شمار کئے ہیں اور رباعی
بحر ہزج منمن سے مخصوص ہے اور نوزجات یعنی خرم حزب فہم کہتے ہستم جب بتر شتر ذل
واقع ہونے سے چوبیس وزن پیدا ہوتے ہیں آئین سے بارہ وزن انحراب الصدر
وزن بتراہین اور بارہ اخرم الصدر والابتدا تو جہ حسن فطان خراسانی لکھتے ہیں
دو شجر بن سے ہیں

رباعی
چوبیس وزن
ایجا درود کی ہر ممد بن میں
رسالہ عرض میں لکھا ہوں کہ سند یا نقدی میں ایک دن استاد و دو کی غزنین میں چلا سنا تھا
راہ میں بیٹا امیر یعقوب بن لیث مصفا کا گیارہ سال کا اور حسین بھائی کے روزہ روز بازی چند
اطفال کے ساتھ کرتا تھا یعنی چند روز کو ایک گڑھے میں ڈالنا چاہتا تھا ایک بار چھ روز
گڑھے میں جا پڑے اور ایک باقی بھی گڑھے میں جا پڑا تب وہ خوش ہو کر کہنے لگا مصرع
غلطان غلطان ہمیر و دتالب گو درود کی نے سکر اس سے چوبیس وزن ایجا دکنے میں بعد
عروضیوں نے اس سے بہت زیادہ دقت ہزار تک وزن رباعی کے شمار کئے ہیں اور رباعی
بحر ہزج منمن سے مخصوص ہے اور نوزجات یعنی خرم حزب فہم کہتے ہستم جب بتر شتر ذل
واقع ہونے سے چوبیس وزن پیدا ہوتے ہیں آئین سے بارہ وزن انحراب الصدر
وزن بتراہین اور بارہ اخرم الصدر والابتدا تو جہ حسن فطان خراسانی لکھتے ہیں
دو شجر بن سے ہیں

ان چھ رباعی عبد العزیز خان عزیز بریلوی کا ہر مصرع ایک ذیل رباعی پر چھ رباعی اور ان خرب
کی اور تین اخرم کی خرب کی یہ ہیں بہ ترتیب نشان نمبر رباعی

| | |
|---|-------------------------------------|
| ۸ بکشت بنم حیران کو مجھے یہ حجاب | ۴ آنکھوں کو کوسے چارینین آستے تاب |
| ۱ حیرت کو مری غور اگر کرتا ہے | ۲ آئینے کی آنکھ میں بھر آتا ہے آب |
| ۳ دیگر سرمائے غفلت ہر تماشا ہے جہان میں | ۱۲ بینا ہو وہ جو نہ واکرے آنکھ میان |
| ۱۰ ہر پردہ دید ہر حجاب غفلت | ۵ عارف کو ہی یہ کھلتا ہوا زہن پنهان |
| ۱۱ دیگر ہر اہل سخا سے چرخ دون چرخ گدا | ۴ پایا ہر خدیسوں تاج و اورنگ |
| چرخ سے چمن میں ہی یہ معلوم ہوا ہے | ۹ زہر جی کی گرو میں ہر دہی ہو رنگ |

اور رباعیات اور ان اخرم کی تین

| | |
|-------------------------------------|--------------------------------|
| ۸ رباعی میں باغ عالم میں کی گل قنار | ۱۲ لیکن ہر دیدہ بصیرت درکار |
| ۵ بینائی آنکھوں میں نرگس کے ہو | ۱۰ گلشن میں تب کرے تماشا بہار |
| ۱ دیگر لازم ہر آنسا کو ہو سب جدا | ۳ ہوتا ہی مشہور رہے جو تنہا |
| ۹ وحدت سے ہر فرخ غور شد فلک | ۱۱ شہرت عزت میں ہر مثال عنقا |
| ۲ دیگر دنیا میں بننے سے بھر کون کرا | ۳ لیکن ہر دیوانہ اگر ہو بے باک |
| دیکھو تو گلشن میں گل نے یہ کیا | ۶ سینے سینے دامن کر ڈالا چاک |

اور واضح ہو کہ اگرچہ اہل عروض قید اس امر کی کرتے ہیں کہ اوزان رباعی دائرہ اول و دوم ایک باقی

میں باہم جمع ہوں مگر شعر کے کلام میں یہ قید پانی نہیں جاتی۔ میر سنو

| | |
|-------------------------------------|---------------------------------|
| ۱ رباعی مدت ہوئی ہو جو جانشانی کرتے | ۲ کیا ہو جاتا جو مہربانی کرتے |
| ۱ محنت جگر و کباب دل تھے طیار | ۲ تم آتے تو ہم بھی میہمانی کرتے |

مصرعہ دوم دائرہ اخرم کا باقی ہر سہ دائرہ خرب کے میں قطعہ عبارت ہر دو یا زیادہ ابیات
متفق اوزن و القوافی سے مطلع ہو خواہ منو اور مضمون سب بیات کا متعلق ہو جدا گانہ منو گویا کہ قطعہ
کسی غزل یا قصیدے کا ٹکڑا ہو اور اسٹاف قطعہ اقل ۲- اور زیادہ ۱- تک ہیں اور بعض کے
نزدیک حد نہیں خود قطعہ میں نہ رہا یا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا کہ رہا نہ لکھ کر کج آداب محض

لا مر ان بنون
خبر بنی جانتا
لا دانی مگر جو
بانی دان ہوتا
کے ساتھ با عدان
نوں پر صلیا

قطعہ کی بنی
کے کچھ ہر

ورنہ وہ منہ پر جو گل سے بنی نازک ہوسو
یوسے اسطر سے زانو کے تلے داب مجھے

مثنوی یا مزدوج ابیات متفق اوزن کہ ہر بیت کے مصرعہ جداگانہ یا ہم معنی ہوں۔ یہ ترقی مثنوی

عشق پر تازہ گلزار تازہ حیاں | ہر جگہ کسی اک ہی چوچال

کھیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا
آئیں سر میں جنون ہو کے رھا

۱۰۰

اور اس کے واسطے جبرین قسوس ہیں اول مغارب میں مفسور یا محدوف ان شریعت
اور مخصوص یہ مذکور ہے کہ اس میں غلو و غلو کے واسطے خاتمہ یا خاتمہ کے واسطے

[illegible]

ذکر عاشق و معشوق کے واسطے ہر جیسے نذرتیں دیدارِ اوت و اعجازِ عشق۔ ستونِ مرجعِ مسدود

اغرب مقبوض یا احرم اشتر مقصور الاخر یا مخدوف الآخر یعنی بھی خصوصیت ذکر علق کی وجہ سے

گزارش چارم خیف تجویز معصومہ خدیوۃ السیاح بنات لخاص و حکمت اکثر مذکورہ سہ میں اور ہوا میں

حقیقہ بھی اکثر نے لکھے ہیں جیسے بہارِ عشق - نریبِ عشق زہرِ عشق دریاے عشق سہرا پاشا سہو زخمِ شمشیر

مل بسدس مقصور الاخر ياخذون ما خسر من حكايات علماء اوليا وحقائق حكمت ونهاية حكمة

یہاں پر جسے قزار ابراہیم و ماجد حسین و قزارت طائر و حکایات عشق کا بھی ضایقہ میں۔

بعض شخص امیر خسرو دہلوی کو کہتے ہیں مگر غلط ہے کیونکہ اس سے مشق کے شعر کے اشتراک سے یہ

سریع مسدس مطوی معذور یا محذوف الاخر اس زمین سوا سے ذکر عاشق و معشوق کے اگر اور

یہ ذکر ہو تو مسافر یقیناً جیسے قصہ حضرت بلال اگر ان کے سوا اور وزن میں ششوی کوئی شخص

کے تو دلچسپ نہیں ہوتی۔ ترجمہ بند اگرچہ انداز شوق و وزن و القوافی مثل قصیدے

عزل کے بعد ایک شعر شفق الوزن و مختلف القوافی لائیں جسٹو بند کشتہ میں اور گھوڑیہ کے چھوڑ

یہ دوسرا حصہ ہے جس میں مختلف اقسام کے ہندوؤں کی ایک ہی واقع ہو اسکو ترجیع ہند کہتے ہیں

اسکو ریب مبد سے تین تریب بند و ستم ہر ایک دکان کی ہر بیت

۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳

[illegible]

ایسے آتش بھڑکے سے نصیحت دیا غزل کی صورت ظاہر آواہر بند کر دی۔ بیٹ سے اور زیادہ کیا نصیحت

امثال ترجیع بنار مومنین

| | |
|----------------------------|-------------------------------|
| لو چھوڑ گئے چلا گیا دل | ہے اس سے زیادہ بیوفادول |
| دل کے پیچھے پڑے زار | نفس میں کہ میرے پاس تھا دل |
| یہ سن جان تھیں مبارک | یعنی نہیں میرے کام کا دل |
| کیون دعوئے دلربائی اٹھا | ماٹل اُدھر آ پہنچ ہی ہوا دل |
| وہ شاہون دم ایسے قنہ گر پر | انصاف کے دیکھنا مراد دل |
| اُس چشم تے کر دیا خراب آہ | تھا اور نہ بہت ہی پار سا دل |
| یہی مری جان پر بن آئی | اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل |
| گھوٹے ہو گئے کو کوئی ہمد | کیا بات کروں کہ ہر غفادول |
| او محرم راز کیا کمون بین | کس آفت جان پہ آ گیا دل |
| اے مونس و غمگسار ہر دم | کیا پوچھے ہو کیونکہ لے گیا دل |

| | |
|--------------------------|---------------------------|
| آن تو بخ چنان رہو داز من | گو یا کہ دلم نہ ہو داز من |
|--------------------------|---------------------------|

| | |
|-----------------------------|----------------------------|
| پر دے ہیں جو رشک ناہ میرا | لیو نگر نہ ہو دن سیاہ میرا |
| کیا مرنے کے بعد پاؤں پھیلاے | ہو مقبرہ خواب گاہ میرا |
| بس آپ ہیں آؤ تم کہ شاید | جو دل میں گزرا گاہ میرا |
| اس سدا سکت زہی کو تو رو | آئینہ بر سنگ راہ میرا |
| چن شہ شہید بے دیت ہوں | ہر شہسوار ستم گاہ میرا |
| دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا | اے شوخ فسوں نگاہ میرا |
| اے دوستو! تھ سے چلا میں | قالو میں نہیں دل آہ میرا |
| مرنا نہیں اختیاری کی بات | خود جرم ہو عند خواہ میرا |
| اے چارہ گراہ تو پھیک تیرید | ہر حال بہت تباہ میرا |
| ناصح انصاف تو ہی کر یا رہا | دل دینے میں یہ گناہ میرا |

نوح بہت نریو من

گو یا کہ دلم نبود از من

مثال ترکیب بند از مومن

من کہ مرے سے یہ جھجھی جان کو کیا ہوا
سرخیشا بدیش نہ چڑ دو لون با تھو سے
پیرین پر پاشن بل انسوس سے حنا
تنبہ کو کچھ زجہ نب خورشید التفات
من یں شگن ہنر ہفت مسلسل کدہر گئی
الذات ذرا نہیں الم اس لب یہ کیا بنی
ہوے قربے یوسف گل پر نسیم بین
گردش پاپی ناز پر پھر روزگار کو
دوسے ہر شوخیوں کا غزالان دشت کو
لتن ہر سنیہ چک مرغ باد و چکر

ہر مہین نہیں جرد مہرے جان کو کیا ہوا
کیا جائے سب زلف پریشا نکو کیا ہوا
اس دست رشک پنجہ مرحا نکو کیا ہوا
شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا
بر ہم ہر حال کا کل پیچان کو کیا ہوا
پچھ زخم بے مزہ ہر نمکدان کو کیا ہوا
اسکی نسیم عطر گریبان کو کیا ہوا
اس چشم رشک فتنہ دوران کو کیا ہوا
اس خوش نظر کی جنبش شرکان کو کیا ہوا
اس دوسے غیرت مہ تابان کو کیا ہوا

انتیب تجرے شمع رخسار جہان کیا

وہ مہر آسمان کوئی کمان کیا

یہ شمع رخسار نہیں رہا
انسوس کوئی پردہ نشین پردہ نہیں
حیصا پنی تلخ کامی و شوریدہ طالعی
اچرخ چاٹنے سے رہے مہر و ماہ کو
پنی خرابیوں کو کہاں جا کے رویتے
مل میں جگہ ہوتے کس سے گلارون
سکوٹے لکھتے ایشوق ہمکنار
کس سے نہا پنے کہ سوئے وہ بیت کے
اب نسو دیکھتے کسی کو نہ دیکھتے
اس نور چشم حسن کو کیوں نکر دیکھتے

وہ تو ہمارے کشن دنیا نہیں رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہیں رہا
جس سے کہ زندگی کا مزہ تھا نہیں رہا
کیا جاہن روزگار تمنا نہیں رہا
وہ سمع روئے انجمن آ نہیں رہا
وہ قدر دان شکوہ بیجا نہیں رہا
وہ خوش گلوئے سبتہ مصفا نہیں رہا
دنیا میں ہمارے نام وفا کا نہیں رہا
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہیں رہا
آنکھوں میں جو رہتے کوئی ایسا نہیں رہا

| | |
|---------------------------------------|---|
| ماہی علم مراتب پر زور ہوا تو پھر کیا | انہو بت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا |
| اسب ملک سب جہان کا سر ہوا تو پھر کیا | |
| یہاں کوئے نوح و شکر کی سلطنت پناہی | پھر یہی دھانی اپنی کے ماہ کا بہ ماہی |
| جب آنکر فت کی سر پر طری تباہی | پھر سر رہا نہ لشکر کے تاج پادشاہی |
| آواز و جہم سندھ را گہر ہوا تو پھر کیا | |

مشال مسدس

| | |
|-------------------------------------|--------------------------------------|
| تو دم بڑا طرک طرک کسی کا | ان دیدہ ہوا دل یہ گرفتار کسی کا |
| دان بھر سے جینا ہوا دشوار کسی کا | وان بات بھی کر کے کو نہیں بار کسی کا |
| ایران یہ تو تخت اسب دیدار کسی کا | وان بند ہوا روزن و زوار کسی کا |
| لیان سب پر سے آنچہ پہر جان حزمین تو | جو دم کہ گذر تا جرم بالہ پسین ہو |
| وان اس محبت عیاں کو رواہی نہیں ہو | غافل مرے احوال سے وہ پردہ نشین ہو |
| لکھنؤ میں جو کچھ لوگ جہاں کا ہیں | اگنا نہیں سنتا ہر وہ زہار کسی کا |

مشال سبع

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| افسوس اس چمن میں ہر سرور دان نہیں | قطع ہمار تار کی گلستان نہیں |
| ایسا کوئی چمن نہیں جہین خزان نہیں | کھل خندان نہیں کہ وہ آرام جان نہیں |
| نیل میں یو کے کاکل غنہ نشان نہیں | بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہیں |

وہ یہ چمن میں وہ شور و غل نہیں

| | |
|--------------------------------|-------------------------------------|
| پہاڑی خاک پر باغ سرسبز نہیں | شبنم سر شک گرم سے ہر چشم تر کہیں |
| یہ چمن میں نہ کہ ہر سرسبز نہیں | بلبل کا آشیان ہر کہیں ہال و پر کہیں |
| لاٹے سے آشکار ہر دافع جا کہیں | خدا کی آواز نہ کہ ہر کہیں |

دل تیرا نہ کہیں چمن میں نہیں

مشال ثامن

| | |
|-------------------------------------|------------------------------|
| گلشن میں مہ کی جدائی کا ستا ہر کہیں | شمع سناں دہش حشر جلا ہر کہیں |
|-------------------------------------|------------------------------|

| | |
|--------------------------------------|---|
| عشق اس زلف کا دیوانہ بنا تا ہے مجھے | مثل وحشی کے شب روز بھر آتا ہے مجھے |
| وہ بنا خضعت سے شکل نظر آتا ہے مجھے | سورج کے ساتھ ہی دریا بھی بڑھتا ہے مجھے |
| میں خزان بھر بھی آپ میں پاتا ہے مجھے | نالوائی ان کے سائے سے ڈرتا ہے مجھے |
| ہر شے زلف رسائی نسیم و باد بہا | اگر اس شمع کے کوچے میں گھر ہو تو برا |
| کھینچو پیغام یہ اس ماہ اقل کے میرا | کہ برا حال ہر ظالم ترے سودا کی کا |
| ہو گیا آج غم بھر سے لاغر اتنا | کہ مرے سائے کا ہوتا ہے بے نیچی پر دھوکا |
| جس طرح لیکے پیر کا کوڑی ہر صبا | رنگ چہرے کا اڑنے لیے جاتا ہے مجھے |
| مشال مع | |
| پیر کیب زینت گرا لیر کا سودا ہوا | طوق و زنجیر سے بس اس ہر زیبا ہم کو |
| بے نیچی دیتے منہ میں آبلہ پاتھ کو | ہاؤن پڑنے کے لیے جاتے ہیں صحرا ہم کو |
| بھی بھٹکتے ہیں کہ اس گل نے لایا ہوا | بھی اس منہ سے پتا جاتا ہے رونا ہم کو |
| زور و پشت نے دکھایا ہر تماشا ہم کو | آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنا یا ہم کو |
| آپ ہی بھلا کیچھوہ لیتے نہا ہوا | |
| سنبھل تری قسم زلف چلبلی کی قسم | شور و غوغا کی قسم قامت رعنا کی قسم |
| گل خندان کی قسم عارض زہا کی قسم | دل نالان کی قسم لبیل شیدا کی قسم |
| چشم جادو کی قسم زکس شہلا کی قسم | درد نہان کی قسم عقد ثریا کی قسم |
| غم جنون کی قسم عشوہ لیل کی قسم | خس یوسف کی قسم عشق زلیخا کی قسم |
| کہ سوا تیرے بھی اور نہ بھایا ہم کو | |
| مشال مع | |
| نہ کے پاس آشنائی ہو | نہ ہمیں عزت جدائی ہو |
| مرگ نے دیر کیوں لگائی ہو | عمر جینے سے تنگ آئی ہو |
| بات قسمت نے یہ بڑھائی ہو | اب طالع کی نار رسائی ہو |
| اور نہ مرنے میں کب بُرائی ہو | زندگی سخت بے حیائی ہو |

| | |
|------------------------------|-------------------------------|
| کوئی نہ تھے جہاں لبیر آئی ہر | ہم نے کیا چوٹ دل پہ لکھائی ہر |
| اسکے جو روجہا سہمیں | نہ ہوا شوق اپنے دل سے کم |
| ہوئے لعل لب سے واسے ستم | نہ ہوئے کامیاب مرتے دم |
| اُس دہن نے دکھائی راہ عدم | آب حیوان تھا اپنے حق بین سم |
| کیا کہوں دوستو حکایت عمر | اسکے کوچہ بین مثل نقش قدم |
| ہو گئے خاک سے برابر ہم | وان وہی ناز خود نمائی ہر |

فائدہ واضح ہو کہ شعرا سے متفرقین اکثر اقسام مستطہ مسدس و مثنوی وغیرہ کو بطور ترجیع بند و ترکیب بند کے استعمال کرتے ہیں اور محض بین اکثر غزل کسی کی تضمین کرتے ہیں۔

| مثال مسدس ترکیب بند امانت | |
|---------------------------------------|---|
| عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہ ہو | یا توں اس راہ بین رخسار کوئی مراد نہ ہو |
| میری ہر غم و اندوہ بین دل آہ نہ ہو | حسن یوسف بھی نظر آئے تو کچھ جانا نہ ہو |
| نسل ہر روت اسیر حیرت بل ہوئے | دل نر زہرہ جبینو نہ نائل ہوئے |
| عشق کے نام سے یارب کوئی ہذا نام نہ ہو | خاص بین مشور شمع حشمت کی خبر واد نہ ہو |
| اتما سوچ کے وارفتہ و خبر و کام نہ ہو | ابتدا عمر بین لغت کا سرا انجام نہ ہو |
| نہ گرفت رگ نہ غیرت شمش در بے | سروئی حیرت سے اس بات بین آزاد نہ ہو |

| مثال مسدس ترجیع بند و لہ | |
|------------------------------------|-------------------------------------|
| قراق بین یہ عجب بے حساب ہر دلو | کہ زندگی کی طرف سے خواب ہر دلو |
| دلو چمن نیراتون کو خواب ہر دلو | تخیال یا زمین کیا اضطراب ہر دلو |
| نہ اسکا وصل ہر گمن نہ تاب ہر دلو | عجب طرح کا آئی غلاب ہر دلو |
| جہاں کسی فرایا بہت ستانی ہر | علاج یہ بھی کیا کچھ نہیں بن آئی ہر |
| جل بھی تیر بین صورت نہیں لکھائی ہر | نہ یار آسا ہر تجھ تک نہ جان جاتی ہر |
| نہ اسکا وصل ہر گمن نہ تاب ہر دلو | عجب طرح کا آئی غلاب ہر دلو |

کبھی ایک مصرع بطور ترکیب بند و ایک ترجیع بند ہوتا ہے نیز شعور

پروا حسین گر آتش جان سوز جلا لے | عاشق کا توجھنے لے سوا کام نہیں بزم پروانہ بزم کو بیا

بھی لگی فقرے سبز ادلائے ہیں جیسے سراج - شعرا

تجھزلف کی یہ پاس مٹی جبے ختن میں بہا ہوا پیر شفا | بے غیچہ دل تنگ ہوا پھول چمن میں خوش سمن کچھ لکھی ہو جا

بھی صبر غزل میں تانیہ نہیں بھی لائے ہیں صحت تانیہ فقرہ مستزاد پر کفایت کر کے ہیں ظاہر شعرا

میں ہوں عاشق مجھے غم کھانے سے لایا نہیں پیر شفا | ہو پیر عشوق مجھے غم سے مراد کار نہیں کھنکھن تیری بال

شب بوسہ پیکر کی تیار ہوا منتے ہو چاہیں بھی نہ ہو | دیکھو جو میری توجہ بنا چھین جانتے ہو کر کے کچھ جان

ہر صبح ہو کہ اس مضمون میں جو مذکور ہوئے آئندہ اکثر نظم اپنے مضمون سے ہر سوم ہو تا ہوا اگر تعریف

فوت باری بڑ تو محمد - اور تعریف پیر میر بڑ تو نعمت - اور تعریف ہاوشاد و امر کو مدح اور صفت

اصحاب و اہلبیت کو منقبت کہتے ہیں جس میں مذمت کسی کی ہو اسکو بجا و احسن معشوق سے

مزارعی اور عاشقی کی بے پروائی کا مضمون اور دوسرے معشوق سے دل لگانے کی چھپر لکھیں

اسکو اسوخت کہتے ہیں اسوخت اکثر ترکیب بند سبب دشمن ہو تا ہوا اور ذکر شہادت سید الشہدا

اور واقعات کو بلا کر تعریف کے طور پر ہوا اسکو مجرا اور سلام کہتے ہیں اور مطلع میں بھی لفظ مجرا

اور سلام کالتے ہیں - اگر مستزاد ہو تو اسکو اکثر نو ص کہتے ہیں اگر سبب دشمن خواہ

مجمع بند یا ترکیب بند ہوا اسکو مرثیہ کہتے ہیں اور جو کلام شکایت انقلاب یا مدین

سوشہ آشوب کہتے ہیں اور حسین سبب کسی واقعے کے نکلے ہوں اسکو تاریخ کہتے ہیں

اقسام شر - واضح ہو کہ تشرین قسم ہر صبح - مرجز - غاری - مستجمع وہ ہو کہ حسین کلمات

اور تشرین مقف ہوں جیسے سبزے پر شبنم کے قطرے اس طرح نمودار جیسے زمرد کی تختی

پیر شفا کے حشر شجرے ہوں اور ہر شاخ پر سیلے چنبیل کی حکلیوں سے وہ بہا جیسے

سبز پری کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑے ہوں - اور اقسام سبع باب دوم میں مذکور ہوئے

مرجز و ہر شکر کلمات دونوں فقرہ کے سبب ہمزون ہوں مقفے نہ ہوں جیسے تمامت

ہمزون کے دو بروہ و روان نا چیز ہو - اور کا کل پیچان کے سامنے مشک ختن بیق رہی

حزم جز قلیل الاستعمال ہے - غاری وہ کہ صبح و مرجز کے ساتھ ایط اس میں

نہ ہوں لیکن سلاست و فصاحت الفاظ و متانیت بلا غلت معنی رکھتی ہو اور واضح ہو

کہ یہ تینوں قسم تین قسم ہیں سلیس و دقیق و تین سلیس وہ کہ الفاظ موج اور انوس الاستعمال ہوں
 و دقیق وہ کہ متانت اور دقت زیادہ ہو اور مضمر ہوں تاہل سے غموم جو خواہ دقت لفظی ہو یا معنوی
 یا اصطلاحی یا تخیلی یا استعارات مشککہ ہوں زمین وہ کہ تلازم اور مناسبات سمین ہوں مثل تلازم
 بانعین گل و بلبل و خجہ و شگوفہ و شامخ و باد و غیرہ لکھنا اور پھر تینوں تین قسم ہیں علمائے شاعرانہ
 منشیانہ۔ علمائے وہ کہ وقایق لفظی و معنوی از قسم لغت و استعارات کے ہوں۔ شاعرانہ وہ
 جسمین تشبیہات و تمثیلات و تخیلیات ہوں۔ منشیانہ وہ جسمین اداسے مطلب بموجب محاور
 روزمرہ کے مع شکستگی و رفتگی تقریر کے ہو

اختتامہ فصاحت کلام میں

فصاحت خالی ہونا کلام کا ہر عیوب مفصلہ ذیل سے اول تنہا قول یعنی لاز حر و تہر بہ الخارج
 کا حکمات میں کہ تلفظ میں کراہت معلوم ہو۔ شعر جب کمان و تیرے وہ یا تھو میں + اک کشش
 سے شیر سو کر نے شکار + مصرع دوم کے الفاظ میں تناظر ہو یعنی اگر کوئی دو تین بار مصرع دوم
 کو پڑھے غلب ہو کہ صحیح نہیں پڑھ سکے گا اور زبان میں لغزش آ جائیگی۔ اور جیسے لفظ بٹنیت
 اس شعر میں ہوگا شعر وہم آسا ہو اُس پری دش کی + مشرق سے تابہ غرق ایک ٹینٹ +
 دوم الثقال اور وہ آنا ایک حرب کا آخر کلمہ اول یا اور اول کلمہ آخر میں ہو جیسے نفع علم وہ
 صدق قول ایسی جگہ واسطے رفع نقل کے نفع العلم لکھنا چاہیے سوم واقع ہونا حر و ت
 مشدداً الآخر کا بلا انصاف و عطف کے جیسے نللک کس حمد جزا و رضد کرنا ہو لا علم شعر طوفان
 گریہ کی ہر مے حد عمر لوح + دریا نہیں کہ آج چڑھا کل اتر گیا + چہا ر م تبالیع یعنی توالی
 اضافات جیسے شعر لوٹ دیتی ہر صفین عشق کی اک آن میں + جیش ابرو سے
 شوخ دشمن جان حنین۔ پنجم ضعف تالیف اور وہ لانا ترکیب کلام کا ہر
 خلاف استعمال نصحا کے مصرع دلبر بے مہر جان عاشق ناشد و سوز و غم جان سوز میں
 فصل ہونا ضعف تالیف ہو + امیر شعروہ صفائی مجھے نہ نسل ہو کہ ہر دل ہوں عزیز + جتنے
 اصحاب تھے رکھتے تھے مجھے پیش نظر + ہر دل عزیز ہوں چاہیے اور ترکیب لفظ ہندی و
 فارسی کی بکسر اضافت جیسے چوٹی مشکین یا یہ عصف واد جیسے ہاتھ و پاؤں یا ترکیب الفاظ

[illegible]

میں کیا کہوں کہ یارون مجھے بخش سآلیا + چہار دہم تعمیر یعنی لفظ کو بصورت دیگر استعمال کر بی سطر
 درست شدہ پانچویں جیسے آتش مصرع در دربان سے مضطرب ہوا + لفظ المضاعف کے بجائے
 المضاعف لکھا پانچ دہم حشو اور صرف حشو تین داخل عیب ہر جیسے مصرع جفا مشوق اور
 محبوب کی ستمیہ بین سب عاشق + بعض الفاظ میں حشو استعمال نصی بین داخل ہر جیسے کتب خانہ
 اور حرم کا وغیرہ اور نیز حشو مفید یعنی ایسا لفظ لایا جو اصل مراد میں خلل پیدا کرے عباس علی خان
 بیتاب شعر سحر نہ دیکھنی ہم کو نصیب ہو یا رب + شب درصال کجی اپنی یہی دعا ہوگی + یہی
 فضول ہوا در محل مطلب ظفر شعر تجھے دیکھیں تو کچھ اور نہ لکھوں گے ہم دیکھیں + یہ انھیں چھوٹ
 جائیں گے ان آنکھوں سے ہم دیکھیں + چہ فضول ہر شان نزد ہم ثنا قضا کہ کلام میں ایک معنی صلات
 دوسرے معنی کے لکھیں جیسے کسی صفت میں شکر اور با وفاداروں لفظ لکھیں حالانکہ شکر با وفا نہ ہوگا
 ہفت دہم لکھنا ایسی صفت کا کسی چیز کے واسطے جو اس میں نہ ہو جیسے شراب شیرین ہشت دہم تقدیم ورجوع
 کا اخیر بھی جکا اول چاہیے آخرین لڑا اور جو آخرین چاہیے اسکو اول۔ لمو لفظ شعور کے قریب
 ہو گیا ہوں + ہوں بسکہ تری حضور سے دور + مضمون مصرعہ آخر اول میں چاہیے تھا + حسین شعر
 آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئیگی + بقراری تو مجھے اُسکے تو در تک پہنچا + اُسکے در تک تو چاہیے تھا
 نور دہم تعقید اور یہ دو قسم ہر لفظی اور معنوی اگر سبب تقدیم و تاخیر الفاظ کے کلام غیر ظاہر
 الدلالة مراد تامل پر ہو وہ تعقید لفظی ہر جیسے سودا شعر بارے آب روان علس ہجوم کل کے +
 لوٹے ہر سب سے پہلے کہ ہواے بیکل + اصل عبارت لیون ہر کہ علس ہجوم کل کے بارے سب سے
 پر آب روان لوٹے ہر تعقید لفظی جب محل فہم معنی ہو یعنی زیادہ تعقید ہو تو عیب ہر ظفر شعر بارے
 نو خط کی تم مشق ستم مثل قلم + سہارا اُسے تھا جسم ترا شا دیکھتے + تعقید معنوی یا غلط وہ کہ
 معنی کلام کے بعید الفہم ہوں سبب خذت بعض الفاظ کے جیسے مومن شعر خیال خواب راحت
 ہر علاج اس بدگمانی کا وہ کافر گور میں بھی اب مراد بلا تاثر + مطلب یہ ہر کہ علاج اس
 بدگمانی کا کیا ہر کہ وہ کافر گور میں بھی مجھے جگاتا ہوا اس کا خواب راحت یا خیال ہر سبب خذت
 لفظ کیا ہی کے مطلب شعر جلد مفہوم نہیں ہوتا یا سبب کثرت لوازم وغیرہ کے۔ مومن شعر
 یہ عذر اُٹھان جذب دل کیسا نکل آیا + ہم الزام اُسکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا +

شعر
 بیتاب شعر
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

معنی یہ معشوق سے جو شکایت نہ ہونے کی توفیق نہ ملے کیا کہ میں تجھ سے جذب دل کا امتحان کرتا ہوں
 نسکو یہ قدر خوب نکل آیا پس یہ اپنے ہی جذب دل کا تصور ہوا نسکو الزام نہیں + لا علم شعر تصویر یار
 بہر نیرین پاس ہے + رکھ دینا میری قبر میں شیشہ کا اب کا مطلب یہ کہ جب نیکرین مجھ سے حال
 شمع کا پلو پھینکے اور انہیں تصویر معشوق کی دکھلاؤ نگاہ غش کر جائیکے انگے ہوش میں لائے
 کے لیے شیشہ گلاب نیری قبر میں رکھ دینا پس شعر اول کہ حسین اغلاق کم اور طبیعت عشاق کی سکے
 معشوم کو سمجھ سکتی ہے معیوب نہیں اور شعر دوم کا مضمون از قسم معما داخل عیب ہو بہم سر قہ
 وہ ہے کہ دوسرے شاعر کا کلام پڑا لیا جائے خواہ صرف الفاظ خواہ معافی خواہ دونوں دریا خج ہو
 کہ اگر وہ شاعر کسی شخص کو سزا دے یا شجاعت وغیرہ میں تعریف کرے یا ہجو کرے تو یہ سرقہ نہیں
 ہر ایک تشبیہ و استعارہ کنایہ وغیرہ اگر موافق ہوں تو بہت سرقہ ہے سوسے بعض تشبیہات و استعارات
 مشہورہ کے مثل تشبیہ شجاع کی شیر اور رستم کے ساتھ اور سخی کی دریا وغیرہ اور خسار معشوق کی گل
 کے ساتھ اور قد کی سرو کے ساتھ وغیرہ اور سرقہ تب ہی کہلائیگا کہ ایک شاعر کلام شاعر دیگر پر
 ہو ورنہ تو آزاد ہوگا اور سرقہ دو قسم ہے ظاہر اور غیر ظاہر۔ سرقہ ظاہر تین قسم ہے انتحال یا نسخ۔ آغا یا
 نسخ۔ المام یا نسخ۔ انتحال وہ کہ کوئی شعر بالکل مع الفاظ و معنی اپنے نام کو لے جائے۔ جیسے شعر
 خدا کرے یا کھینچے کے حال سے و اٹھ + نہ ہو فراج مبارک طلل سے و اٹھ + آتش و زرد و لون
 کے دیوانہ میں موجود ہے۔ آغا یا نسخ وہ کہ معنی بعض الفاظ کے لیے جائیں اور بعض الفاظ تبدیل
 کر دیے جائیں جیسے محمد یار بیگ سا کل شعر شاخ کو کوئی ہلاوے تو غر جھڑتے ہیں + اپنی
 ہر جنبش فرغانے سے گھر جھڑتے ہیں + رنگین شعریوں میں شک و شبہ اب شام و سحر جھڑتے
 ہیں + شاخ پر سوسے جھڑتے ہیں + ذوق شعر ہم اور غیر دونوں یکجا ہم ہونے +
 ہم ہونے وہ ہونے وہ ہونے ہم ہونے + آواز شعر اغیارہ تر سے گھر میں اور ہم ہم نہ ہونے +
 یا آج وہ ہونے یا آج ہم نہ ہونے + سوا شعر سننے بھی پائے نہ لب سے ترے و شام تمام +
 جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام + چھفی شعر سننے پائے نہ وہن اسکے سے و شام تمام +
 جنبش لب ہی میں اپنا تو کیا کام تمام + خواہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کر دینا
 یا تھوڑا سا شعر ہمارے سپر جام یار میگذرد + نسیم پچو خدنگ از گسار میگذرد +

یہ شعر بھی
 نسکو یہ قدر
 بہر نیرین
 شمع کا پلو
 کے لیے شیشہ
 معشوم کو
 وہ ہے کہ
 کہ اگر وہ
 ہر ایک تشبیہ
 مشہورہ کے
 کے ساتھ
 ہو ورنہ
 نسخ۔ المام
 خدا کرے
 کے دیوانہ
 کر دیے
 ہر جنبش
 ہیں + اپنی
 ہر جنبش
 ہیں + ذوق
 ہم ہونے
 یا آج وہ
 جنبش لب
 خواہ ایک
 یا تھوڑا

محمد الیہ السلام
 ۱۱۹

سودا شعر ہمارے سپر جام یا رنگد سے ہو + نیم تیر سی چھاتی کے پار گند سے ہو + لا علم شعر
 آلودہ ز قضا عرق بیدہ جبین را + اختر ز فکس کے نگر و رو سے زمین را + سودا شعر آلودہ قضا
 عرق و یکجہ جبین کو + اختر چڑھے جھانکین میں نلک پر سے زمین کو + ملح وہ کہ معنی بالکل کے ہیں
 اور ان الفاظ بالکل تبدیل کر دیں۔ جرات شعر کہ جانے کا قاتل نے نرا لڑھکھٹ نکالا ہو +
 بھونکے پوچھتا ہو کہ سکو مار ڈالا ہو + لا علم شعر مجھے قتل کر کے قیدی بنائے پوچھا + یہ کس کا
 پڑا یہاں یہ تازہ لہو ہو + کسی نے کہا جس کا وہ سر کرا ہو + کہا کیا مری بھول جانے کی خواہ ہو + رند
 شعر چھک دے پس کے زخم جگہ ہو جراح + اگر ہو مشک کران لون کا تو کال منین + ذوق
 شعر زخم دل پر میرے کیوں مرہم کا استعمال ہو + مشک اگر مٹھکا ہو تو کپ لون کا بھی کال ہو + قبا
 شعر چرخ کو کب یہ سلیقہ ہو تمکاری میں + کوئی ممشوق ہو اس پر وہ رنگاری میں + ذوق شعر
 ہزار جو رہو جہن ہر تم میں جان کے لیے + ستم شرک سے آکر آسمان کے لیے + سترہ غیر ظاہر ہو ہو
 کہ معنی کو قلب کر دیں یا اور پیرائے میں ادا کر دیں اور انتباس الفاظ میں بھی کم ہو بہت و یکم
 عدول از جادہ صواب یعنی صحت وزن اور درستی قافیہ کے واسطے تغیر وینا لفظ اصلی کا خواہ
 بحر کا است خواہ بسکناست خواہ بزیادت حروف خواہ کمی حروف واضح ہو کہ محمد بن عیش عرونی
 خواہ نرمی نے کہ ۱۵۰۰ بحر میں ایک عالم عروض و قوافی کا ہوا ہے اپنے رسالۃ النعم فی اشعار
 النعم میں لکھا ہے کہ استادوں نے دس غیب نعت وزن اور درستی قافیہ کے لیے شعر
 میں جائز رکھے ہیں۔ وصل قطع خفیف تشدید قصر بد اسکان تحرک منع صرف منع وصل
 زیادہ کر دینا کسی حرف کا لفظ میں جیسے الھف اباء ابے فائز میں اور بے موجدہ بکر دار و لسان
 وغیرہ میں اور و او برو مند و نموند وغیرہ میں اور ہاے ہوز جیسے شعر میں سودا کے شعر سمجھو در
 سے ترے بہرہ ور ہوں اہل زمین + رہے رکوع میں ماثامت سپھر دوناہ + اور قطع کوئی
 حرف حروف اصلی لفظ میں سے سا قط کر دینا + سودا شعر کس طرح شعر کا نہ ہو یہ حال +
 شیدی کا نور سا جو ہو کتوال + بجائے کو تو ال سو کہ شعر بدرنگ جیسے لید ہو بدو
 ہو چون شباب + بد میں یہ کہ اصطلح او جڑ کرے ہزار + سید مرتضیٰ علی یزدانی شعر
 طیر چین بے ہوا س نستر نسرتین ادا س + لیوڑے میں بونہ باس مشک کے اوسان خطا +

کلمہ شریف
میں
میں
میں

کلمہ شریف
میں
میں
میں

تخلیف حرف مشدود کو تلفظ لازماً جیسے لفظ تنور و عجم و غیرہ کہ مشدود الاصل میں اکثر تلفظ
استعمال کرتے ہیں سلام علیہ شعریہ کے اس تنور کا پوچھا جو اس سے ناجرا و دیدہ ترے اس گھڑی
روئے دکھا دیا کہ یوں تشدید یعنی تلفظ کو مشدود لانا جیسے زرو پر و غیرہ اکثر مشدود آیا ہو۔ مومن
شعرا ایک ہی جلوہ مہر و دین مہماں ٹکڑے جامہ صبر جسے کہتے ہیں کتان ہو گا + قصر الف مکرور
کا تصور لانا شعریہ کے اس سے کہ بھر کے آفتاب + محل کی جاضر و رہین رکھو + یہ مقصود کہ
مکرورہ لانا جیسے استر و آید۔ سودا شعر ہوتا نہ رنگ اطلس گروں جو ہاتھی + خیمے کے استر کو ترے
تختہ جامہ دار + اسکان حرف متحرک کو ساکن کر دینا سہانت شعر شدت جوش جنون پاک مری
نس نس میں + نصعدین کھلو میں مری دے کے لمو کی سمیدین + لفظ آسم بفتح سین + حسین بسکون
سین لکھا۔ منت شعر پھر نس اب جان بخش کی میں بات سناؤں + عیسا بھی جو کچھ بولیں مصلوات
سناؤں + اور جیسے حیوان۔ دوکان۔ ہادیان وغیرہ۔ تحریک حرف ساکن کو متحرک کر دینا۔ سودا
شعریہ کا دیوال بند ایک قرض دار تھا اسکے ادا کرنے میں سخت وہ لاچار تھا + قرض بقیہ
لکھا۔ وہ شعر ہر کچھ فیض سخن اسکی ہی مداحی کا + ذات پر جسکی مبرہن کفہ عز وجل + کفہ بقیہ
لکھا۔ مومن شعر تو کہتا تھا نہین تجھ آرا م و چین + اب جدائی میں مری کیونکر صبر پیدا
ہوا + فتح ہو کہ غیب سے اخبار کا کام تین قسم ہیں۔ لفظی۔ معنوی۔ ترکیبی۔ لفظی وہ حسین لفظ غلط ہو
جیسے نادر شعر ہون جبہ نقش قدم رسول پاک عیان + میں رکھوں جو م کے نادر وہ سنگ
سینے پر قدم کی جمع اتنا ہر جا بیج۔ معنوی وہ حسین معنی غلط اور خلافت
مقصود حاصل ہون جیسے شعر دو بو سے دیکھتے نہیں آتے
مجھے پسند نہ ایسے ہزار بو سے جو تم ناخوشی سے دو +
ترکیبی جسکی ترکیب غلط ہو۔ آباد شعر آرزو
یہ ہر اسے کاٹے شب مقراض وصل +
یہ ہر اسے کاٹے شب مقراض وصل +
یہ ہر اسے کاٹے شب مقراض وصل +
یہ ہر اسے کاٹے شب مقراض وصل +

قسطوں میں طبع ہونے پر مشتمل اراکم غلام صاحب المتخلص بہ بیہوش صدر القا قانون کو سے ضلع بلالہوں سے۔ پتہ: ران پٹی کچھا صاحب و بیہوش بلالہوں کا دست

قطعات تاریخ تالیف کتاب مؤلف

۱۰۰ سالہ جب کہ یہ مہو نچا با تمام
ہو یو بھی اول سے میں نے اسکی تاریخ

ہوئی اسی وقت سے تب مجھ کو فرصت
آئی کہ میری معیت میں اہل بلاغت
۱۸۶۶ء

جب لکھ گیا رسالہ یہ اُردو پریس میں
آئی نہاد یہ غیب سے تاریخ کے لیے

حسن علی جوہر کے بچھونکوں کی اخلاقیات و انہیں
جوہر ویتن پر یہ کیا ہی عروض و در قافیہ

مجموعہ ان اوراق کی تالیف سے
مصرعہ تاریخ ہائے ہندوستان

جب ہوا فی غرضت بفضل حق نصیب
وہ معیار بلوغت ہو عجیب

از خلائق مضامین منی پر و جناب لہ البز
سالہ سحر نے لکھ ای جدم

که بین همین صفوین غراب

المحی تاریخ جوہر نے اسید م
از سر دفتر نازک خیا لان جناب

کہ معیار بلاغت ہو حجاب

جب عروض و قوافی میں یہ کتاب
معرضہ تاریخ ہاتھ لگنے لگا

میرے عشق سحر سے تائید کی
خوب عریہ سحر سازی سحر کی

قطعه تاریخ طبع تالی از جناب
گل زریاے بہستان معانی

مردیوں صاحب سب ادا یونی

سعادۂ مند مستی دیتی پر شاہ
لکھا ہر کیا ہی اچھا یہ رسالہ

بلاغت کی بھری چڑچڑاہٹ

مذہب و فائیدہ کا ہر بیان جملہ
چھپا تھا اگرچہ پہلے بھی یہ نسخہ

دو بارہ اسب ہوئی تھو اسلی

لکھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے یہ نادر در سالہ چھوڑ کر آتے رہے۔ صاف بلاغت ۱۴ اگر طبع کا سال لکھنا چاہتے تھے تو کچھ دین مشین لکھنا چاہتے تھے۔

مہدول خوش رسا سبب اسکو دیکھا
اسکی سہیلیں رو سے آفرین سے

تمہی تاریخ لکھنے کی ضرورت
کہا دل چاہے معیار البلاغت

تقریظ و تاریخ طبع ثانی زینتہ فیہ بلوغت تمامہ نثر عظیم المثال طمہ با کمال جناب
منشی کیندن لال صاحب تخلص بہرہ دوست مصنف

بہارِ نگارِ حاتمہ روز بروز اس علم کی جزبہ شست شست مویا شستہ کو ارکان رباعی عناصر رباعی سے غور
فرمایا و صنعت طرازی قوت بیان ستائش اشعار کی چھٹے بیات یام ویالی کو مصرعے جہتہ شمس و قمر سے
مترجم بند بنایا ابعد الشایقان سخن و مبصر علم و فن کو مژدہ ہو کہ اندون کتاب اللہ جواب مجموعہ نصاحت براءت
المصنف معیار البلاغت شستہ بلوغت صیف صیف قدوتہ البلاغتہ وی الاحرام سودہ فکھا عالم مقام نگہ
قصیدگان طلیح اللہ نثر و شاعری کی تہذیب ان کے بہرہ اعلیٰ کان بخدا فی کیا عار کو ہر دیکھا معافی قرآن فرامے
عظیم سخن پایہ بلندہ ان علم و فن صاحب نگار رباع صورت معانی بیان بدیع طوطی بلند پرواز چمنانی تقدیرہ پیشتر
سوکہ کشیدہ بیان سبحان سبحان استستان بلاغت تیسیر باتو قیر تحریر عظیم النظر فریدہ عصر کیتاے دولان جامع فنون قی
قوی لڑے انصاف جناب منشی می بر شاہ صاحب تخلص سحر بالیو بیوٹی اسپکتہ ملاس ضلع بدایون مطبع نامی
گرمی مشہور نزدیک حدود منشی اتو لکشتہ مقام لکھنؤ میں طبع ہوا باعث و فائدہ خاطر و تفریح طبع ہوا سبحان اللہ
کیا غمزدہ رسالہ لکھا جو جس سے تخریص صنف کا ظاہر ہوتا ہے اللہ اللہ منشی صاحب کیا عقل کامل اور اسے صاحب پائی ہر
حد و ذوالے کی طبیعت مناسب علم و فن کے عطا فرمائی کہ جس علم و فن کی جانب انتفات کی چند روز کی توجہ سے سینک سال
حاصل کر لیا کہ ان کی بات کردیہ بات و حرکت کے قسامد یا صبی بی الی مقہوری خود نویسی منطق و غیرہ بہت علوم و
فنون میں صاحب نگار میں مصنفات ان کے نزدیک چند نظم و نثر و مراثی العلوم کا از الفیض من خلاصہ المنطق معیار البلاغت
میں بیان کے گوہر ہیں جس طبیعت علم و دست ہر دیکھا ہی شغل مناسب ہاتھ آیا چلینی ادھیل شانہ نے عمدہ
جس تقدیر میں ہر روز پڑھتا رہا یا دہر دہر کو ایک عطرہ بعید مدت مدید سے لے ساتھ بطور تلباط ہر
بلکہ عہد طفولیت سے ہی سادہ قریب انصاف و سادگی و صاف جمیل جو بیان ہر سہوہ معارف و شلا س بنا پر
نہیں بلکہ انظر من الشمس میں کچھ مخفی ہشتہ نہیں علاوہ ان روداری و سوسگیری کا مجموعہ میں نہیں کیسی بیجا خوش یاد
یا بدست گزری سے غرض نہیں ہاں انظر ما حق اپنا شعار ہر اس سہوہ پوشی سے سنگ و عار ہر
اصل توجہ ہر کہ جس طرح یہ شمس الدین صنف حقائقہ البلاغت عربی سے زبان فارسی میں

ان علوم کے مترجم اول ہوئے اسی طرح منشی صاحب اردو کے لئے بین مترجم اول ہیں واہ واہ کتاب ہر
یا تمامی قواعد و مسائل فصاحت و بلاغت کا انتخاب ہر صفت اس مختصر رسالہ کو ملا حفظ فرمائیے سیکھ کر
نسخہ قدیم و جدید کے مطالعہ سے فارغ ہو جائیے مصنف نے واقعی سحر حلال کیا ہر جیسے ٹپے و ٹپس
وہ مقابلہ علوم لکھ کر گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہر تدریس مطالب و تلاش امثلہ میں کیا کیا محو
جگر کھایا ہر تب یہ جگہ شہ علوم و فنون مرتب فرمایا ہر اگرچہ پیشتر ۱۸۶۶ء میں یہ رسالہ چھپ چکا
ہے مگر مصنف نے نظر ثانی کر کے اس مرتبہ فوائد و نکات اور زیادہ کیے ہیں اور جو طبع سابق میں
اور غلط ہو گئے تھے وہ سب اصلاح کر دیے ہیں علاوہ ان اہالیان مطبع نے بھی بڑا کام کیا جو
خوشخطی و صحت و تہذیب کتاب میں نہایت اہتمام کیا ہر بلا ریب یہ رسالہ بایں نیت لذتی و بے شغل
و لا جواب ہر اس شاہد پری تمثال کا اگر وہ جمال صبا تھا تو یہ حسن شباب ہر کہ صبر میں مشتربا شایق
علم و فن کہان ہیں خریدار ان یوسف سخن جلد اس مطلع گران مایہ کو کوڑیوں کے مول خرید کر خوش
علوم سے مذاق جان شیرین فرمائیں اور یہ شعہ رحا لید زبان پر لائیں شعہ رحا دے
چہن برداد مہمان خریدیم + بنام ایندو عجب ارزان خریدیم + اب اختصار
کلام ہر قطعہ تاسخ پر اختتام ہو ہو ہوا

سماں الہی

۱۲۱

| | |
|-------------------------------|-----------------------------|
| نوی علم بین منشی دیبی پر شاد | اللہ رحھے انھیں سلام |
| خوش سیرت و خوش بیان خوش انداز | خوش خوش خوش خلق خوش لیاقت |
| تصنیف ضیف ہر بہت کچھ | تالیف فہرست ہر بکثرت |
| مطبوع ہوئیں بہت کتابیں | مشہور ہر جودت طبیعت |
| چھاپا گیا تھا یہ نسخہ پہلے | اب اس میں ہوئی دوبارہ صحت |
| نہ نہ کیے اس میں کچھ مضامین | نافع ہر جو سب کو فی الحقیقت |
| براصل کتاب ہر یہ نایا سب | ہر لائق دید و قدر و قیمت |
| تصحیح کے بعد جب ہوئی طبع | تاریخ کو دل لے کی اشارت |
| گو ہر نے لکھا یہ مصرعہ سال | معیار مسماں بلانعت |